

تفسیر ابن کثیر



- | | | | |
|-----|---|-----|--|
| ۱۳۱ | • انسان کی دوبارہ پیدائش کے دلائل | ۹۴ | • مشرکین کی سزا اور موحدین کی جزا |
| ۱۳۱ | • دعا کی ہدایت اور قبولیت کا وعدہ | ۹۵ | • بھروسہ کے لائق صرف اللہ عزوجل کی ذات ہے |
| ۱۳۳ | • احسانات و انعامات کا تذکرہ | ۹۶ | • نیند اور موت کے وقت ارواح کا قبض کرنا |
| ۱۳۴ | • رسول اللہ کی مشرکین کو دعوت توحید | ۹۸ | • مشرکین کی مذمت |
| ۱۳۵ | • کفار کو عذاب جہنم اور طوق و سلاسل کی شدید | ۹۸ | • صبح و شام کے بعض وظائف |
| ۱۳۷ | • اللہ کے وعدے قطعاً حق ہیں | ۱۰۰ | • انسان کا شکر اچن |
| ۱۳۸ | • ہر مخلوق خالق کائنات پر دلیل ہے | ۱۰۱ | • توبہ تمام گناہوں کی معافی کا ذریعہ |
| ۱۳۸ | • نزول عذاب کے وقت کا ایمان بے فائدہ ہے | ۱۰۵ | • مشرکین کے چہرے سیاہ ہو جائیں گے |
| ۱۳۹ | • ہر معجز قرآن کے باوجود ہدایت نہ پائی | ۱۰۷ | • زمین و آسمان اللہ کی نظیوں میں |
| ۱۵۲ | • حصول نجات اور اتباع رسول ﷺ | ۱۰۸ | • قیامت کی بولنا کی کا بیان |
| ۱۵۳ | • تخلیق کائنات کا مرحلہ وار ذکر | ۱۱۰ | • کفار کی آخری منزل |
| ۱۵۶ | • انبیاء کی تکذیب عذاب الہی کا سبب | ۱۱۲ | • متقیوں کی آخری منزل |
| ۱۵۸ | • انسان اپنا دشمن آپ ہے | ۱۱۵ | • قیامت کے دن انصاف کے ساتھ فیصلہ ہوگا |
| ۱۶۰ | • آداب قرآن حکیم | ۱۱۸ | • انبیاء کی تکذیب کافروں کا شیوہ ہے |
| ۱۶۲ | • استقامت اور اس کا انجام | ۱۱۹ | • اللہ کی بزرگی اور پاکی بیان کرنے پر مامور فرشتے |
| ۱۶۴ | • اللہ تعالیٰ کا محبوب انسان | ۱۲۲ | • کفار کی دوبارہ زندگی کی لا حاصل آرزو |
| ۱۶۶ | • مخلوق کو نہیں خالق کو سجدہ کرو | ۱۲۴ | • روز قیامت سب اللہ کے سامنے ہوں گے |
| ۱۶۷ | • عذاب و ثواب نہ ہوتا تو عمل نہ ہوتا | ۱۲۵ | • اللہ علیم پر ہر چیز ظاہر ہے |
| ۱۶۸ | • قرآن کو جھٹلانے والے قسمی ہیں | ۱۲۷ | • فرعون کا بدترین حکم |
| ۱۶۹ | • ناکردہ گناہ سزا نہیں پاتا | ۱۲۸ | • ایک مرد مومن کی فرعون کو نصیحت |
| | | ۱۳۱ | • مرد مومن کی اپنی قوم کو نصیحت |
| | | ۱۳۳ | • فرعون کی سرکشی اور تکبر |
| | | ۱۳۳ | • قوم فرعون کے مرد مومن کی سہ بارہ نصیحت |
| | | ۱۳۴ | • عالم برزخ میں عذاب پر دلیل |
| | | ۱۳۷ | • دونوں جنوں کے لیے ایک اور عذاب |
| | | ۱۳۸ | • رسولوں اور اہل ایمان کو دنیا و آخرت میں مدد کی بشارت |

فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَبَ عَلَى اللَّهِ وَكَذَبَ بِالصِّدْقِ إِذْ
جَاءَهُ الْبَيِّنَاتُ فِي جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكَافِرِينَ ۝ وَالَّذِي جَاءَ بِالصِّدْقِ
وَصَدَّقَ بِهِ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ ۝ لَهُمْ مَا يَشَاءُونَ عِنْدَ
رَبِّهِمْ ۚ ذَٰلِكَ جَزَاُ الْمُحْسِنِينَ ۚ لِيُكَفِّرَ اللَّهُ عَنْهُمْ أَسْوَأَ الَّذِي
عَمِلُوا وَيَجْزِيَهُمْ أَجْرَهُمْ بِأَحْسَنِ الَّذِي كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝

اس سے بڑھ کر ظالم کون ہے جو اللہ پر جھوٹ بولے اور سچا دین جب اس کے پاس آئے اسے جھوٹا بتلائے کیا ایسے کفار کے لئے جہنم عطا نہیں ہے؟ اور جو لوگ
سچے دین کو لائیں اور جو اسے سچا جانیں نبی لوگ پارہ میں ۱۰ کے لئے ان کے رب کے پاس ہر وہ چیز ہے جو یہ چاہیں نیک لوگوں کا یہی بدلہ ہے۔ تاکہ اللہ تعالیٰ
ان سے ان کے برے عملوں کو دور کر دے اور جو نیک کام انہوں نے کئے ہیں ان کا نیک بدلہ عطا فرمائے ۱۰

مشترکین کی سزا اور موحدین کی جزا: ☆ ☆ (آیت ۳۲-۳۵) مشرکین نے اللہ پر بہت جھوٹ بولا تھا اور طرح طرح کے الزام لگائے
تھے، کبھی اس کے ساتھ دوسرے معبود بتاتے تھے، کبھی فرشتوں کو اللہ کی لڑکیاں شمار کرنے لگتے تھے، کبھی مخلوق میں سے کسی کو اس کا بیٹا کہہ دیا
کرتے تھے، جن تمام باتوں سے اس کی بلند و بالا ذات پاک اور برتر تھی ساتھ ہی ان میں دوسری بدخلصت یہ بھی تھی کہ جو حق انبیاء علیہم السلام
کی زبانی اللہ تعالیٰ نازل فرماتا یا اسے بھی جھٹلاتے پس فرمایا کہ یہ سب سے بڑھ کر ظالم ہیں۔ پھر جو سزا انہیں ہونی ہے اس سے انہیں آگاہ کر
دیا کہ ایسے لوگوں کا ٹھکانا جہنم ہی ہے جو مرتے دم تک انکار و تکذیب پر ہی رہیں۔

ان کی بدخلصت اور سزا کا ذکر کر کے پھر مومنوں کی نیک خواہ اور ان کی جزا کا ذکر فرماتا ہے کہ جو سچائی کو لایا اور اسے سچا مانا یعنی
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت جبریل علیہ السلام اور ہر وہ شخص جو کلمہ توحید کا اقرار ہی ہو۔ اور تمام انبیاء علیہم السلام اور ان کی
ماننے والی ان کی مسلمان امت۔ یہ قیامت کے دن یہی کہیں گے کہ جو تم نے ہمیں دیا اور جو فرمایا ہم اسی پر عمل کرتے رہے۔ خود رسول
اللہ ﷺ بھی اس آیت میں داخل ہیں۔ آپ بھی سچائی کے لانے والے، اگلے رسولوں کی تصدیق کرنے والے اور آپ پر جو کچھ نازل
ہوا تھا اسے ماننے والے تھے اور ساتھ ہی یہی وصف تمام ایمان داروں کا تھا کہ وہ اللہ پر فرشتوں پر کتابوں اور رسولوں پر ایمان
رکھنے والے تھے۔

ربیع بن انس کی قراءت میں وَالَّذِينَ جَاءُوا بِالصِّدْقِ ہے۔ حضرت عبدالرحمن بن زید بن اسلم فرماتے ہیں سچائی کو لانے
والے آنحضرت ﷺ ہیں اور اسے سچ ماننے والے مسلمان ہیں۔ یہی متقی پرہیزگار اور پارہ میں ۱۰ وہ اللہ سے ڈرتے رہے اور شرک و کفر
سے بچتے رہے۔ ان کے لئے جنت میں جو وہ چاہیں سب کچھ ہے۔ جب طلب کریں گے پائیں گے۔ یہی بدلہ ہے ان پاک باز لوگوں کا
رب ان کی برائیاں کو معاف فرمادیتا ہے۔ اور نیکیاں قبول کر لیتا ہے۔ جیسے دوسری آیت میں فرمایا أُولَٰئِكَ الَّذِينَ يَتَّقِبِلُ عَنْهُمْ
إِحْسَانًا عَمَلُوا الخ یہ وہ لوگ ہیں کہ ان کی نیکیاں ہم قبول کر لیتے ہیں۔ اور برائیوں سے درگزر فرمائیے ہیں۔ یہ جنتوں میں رہیں گے۔
انہیں باطن سچا اور بیخ وعدہ دیا جاتا ہے۔

أَلَيْسَ اللَّهُ بِكَافٍ عَبْدَهُ وَيُخَوِّفُونَكَ بِالَّذِينَ مِنْ دُونِهِ وَمَنْ يُضِلِّ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ هَادٍ وَمَنْ يَهْدِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ مُضِلٍّ أَلَيْسَ اللَّهُ بِعَزِيزٍ ذِي انْتِقَامٍ وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَ السَّمُوتِ وَالْأَرْضَ لَيَقُولُنَّ اللَّهُ قُلْ أَفَرَأَيْتُمْ مَا تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ إِنْ أَرَادَنِيَ اللَّهُ بِضُرٍّ هَلْ هُنَّ كَاشِفَاتُ ضُرِّيهِ أَوْ أَرَادَنِيَ بِرَحْمَةٍ هَلْ هُنَّ مُمْسِكَتُ رَحْمَتِهِ قُلْ حَسْبِيَ اللَّهُ عَلَيْهِ يَتَوَكَّلُ الْمُتَوَكِّلُونَ

کیا اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے لئے کافی نہیں؟ یہ لوگ تجھے اللہ کے سوا اوروں سے ڈرا رہے ہیں جسے اللہ گمراہ کر دے اس کی رہنمائی کرنے والا کوئی نہیں ○ اور جسے وہ ہدایت دے اسے کوئی گمراہ کرنے والا نہیں۔ کیا اللہ تعالیٰ غالب اور بدلہ لینے والا نہیں ہے؟ ○ اگر تو ان سے پوچھے کہ آسمان و زمین کو کس نے پیدا کیا ہے؟ تو یقیناً یہی جواب دیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے۔ اب تو ان سے کہہ کر اچھا یہ تو جلاؤ جنہیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو اگر اللہ تعالیٰ مجھے نقصان پہنچانا چاہے تو کیا یہ اس کے نقصان کو ہٹا سکتے ہیں؟ یا اللہ تعالیٰ مجھ پر مہربانی کا ارادہ کرے تو کیا یہ اس کی مہربانی کو روک سکتے ہیں؟ تو کہہ دے کہ اللہ مجھے کافی ہے۔ تو کل کرنے والے اسی پر توکل کرتے ہیں ○

بھروسہ کے لائق صرف اللہ عزوجل کی ذات ہے: ☆ ☆ (آیت ۳۶-۳۸) ایک قراءت میں اَلَيْسَ اللَّهُ بِكَافٍ عَبْدَهُ یعنی اللہ تعالیٰ اپنے ہر بندے کو کافی ہے۔ اسی پر شخص کو بھروسہ رکھنا چاہیے۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ اس نے نجات پالی جو اسلام کی ہدایت دیا گیا اور بقدر ضرورت روزی دیا گیا اور قناعت بھی نصیب ہوئی۔ (ترمذی وغیرہ) اسے نبی یہ لوگ تجھے اللہ کے سوا اوروں سے ڈرا رہے ہیں۔ یہ ان کی جہالت و ضلالت ہے اور اللہ جسے گمراہ کر دے اسے کوئی راہ نہیں دکھا سکتا، جس طرح اللہ کے راہ دکھائے ہوئے شخص کو کوئی ہٹا نہیں سکتا۔ اللہ تعالیٰ بلند جناب والا ہے اس پر بھروسہ کرنے والے کا کوئی کچھ بگاڑ نہیں سکتا اور اس کی طرف جھک جانے والا کبھی محروم نہیں رہتا۔ اس سے بڑھ کر عزت والا کوئی نہیں۔

اسی طرح اس سے بڑھ کر انتقام پر قادر بھی کوئی نہیں۔ جو اس کے ساتھ کفر و شرک کرتے ہیں اس کے رسولوں سے لڑتے بھڑکتے ہیں یقیناً وہ انہیں سخت سزائیں دے گا۔ مشرکین کی مزید جہالت بیان ہو رہی ہے کہ باوجود اللہ تعالیٰ کو خالق کل ماننے کے پھر بھی ایسے معبودان باطل کی پرستش کرتے ہیں جو کسی نفع نقصان کے مالک نہیں، جنہیں کسی امر کا کوئی اختیار نہیں۔ حدیث شریف میں ہے اللہ کو یاد رکھو کہ تیری حفاظت کرے گا۔ اللہ کو یاد رکھو تو اسے ہر وقت اپنے پاس پائے گا۔ آسانی کے وقت رب کی نعمتوں کا شکر گزار رہو بختی کے وقت وہ تیرے آئے گا۔ جب کچھ مانگ تو اللہ ہی سے مانگ اور جب مدد طلب کر تو اسی سے مدد طلب کر یقین رکھ کہ اگر تمام دنیا مل کر تجھے کوئی نقصان چاہے اور اللہ نے مقدر میں نہ لکھا ہو تو ہرگز نہیں پہنچا سکتے۔ صحیفے خشک ہو چکے، تمہیں اٹھالی گئیں۔ یقین اور شکر کے ساتھ نیکیوں میں مشغول رہو۔ کر۔ تکلیفوں میں صبر کرنے پر بڑی نیکیاں ملتی ہیں۔ مدد صبر کے ساتھ ہے۔ غم و رنج کے ساتھ ہی خوشی اور فراخی ہے۔ ہر بخشی اپنے اندر آہلئی لئے ہوئے ہے۔ (ابن ابی حاتم) تو کہہ دے کہ مجھے اللہ بس ہے۔ بھروسہ کرنے والے اسی کی پاک ذات پر بھروسہ کرتے ہیں جیسے کہ حضرت

ہو علیہ السلام نے اپنی قوم کو جواب دیا تھا جبکہ انہوں نے کہا تھا کہ اسے ہود ہمارے خیال سے تو تمہیں ہمارے کسی معبود نے کسی خرابی میں مبتلا کر دیا ہے۔ تو آپ نے فرمایا میں اللہ کو گواہ کرتا ہوں اور تم بھی گواہ رہو کہ میں تمہارے تمام معبودانِ باطل سے بیزار ہوں۔ تم سب مل کر میرے ساتھ جو داؤ گھات تم سے ہو سکتے ہیں سب کرو اور مجھے مطلق مہلت نہ دو۔ سنو میرا توکل میرے رب پر ہے جو دراصل تم سب کا بھی رب ہے۔ روئے زمین پر جتنے چلنے پھرنے والے ہیں سب کی چوٹیاں اس کے ہاتھ میں ہیں۔ میرا رب صراطِ مستقیم پر ہے۔ رسول اللہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ فرماتے ہیں کہ جو شخص سب سے زیادہ قوی ہوتا چاہے وہ اللہ پر بھروسہ رکھے اور جو سب سے زیادہ غنی بننا چاہے وہ اس چیز پر جو اللہ کے ہاتھ میں ہے زیادہ اعتماد رکھے بہ نسبت اس چیز کے جو خود اس کے ہاتھ میں ہے۔ اور جو سب سے زیادہ بزرگ ہونا چاہے وہ اللہ عزوجل سے ڈرتا رہے۔ (ابن ابی حاتم) پھر مشرکین کو ڈانٹتے ہوئے فرماتا ہے کہ اچھا تم اپنے طریقے پر عمل کرتے جاؤ۔ میں اپنے طریقے پر عامل ہوں۔ تمہیں عنقریب معلوم ہو جائے گا کہ دنیا میں ذلیل و خوار کون ہوتا ہے؟ اور آخرت کے دائمی عذاب میں گرفتار کون ہوتا ہے؟ اللہ ہمیں محفوظ رکھے۔

قُلْ يَقَوْمِ اعْمَلُوا عَلٰی مَكَانَتِكُمْ اِنِّیْ عَامِلٌ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ
مَنْ يَّاتِيْهِ عَذَابٌ يُخْزِيْهِ وَيَحِلُّ عَلَيْهِ عَذَابٌ مُّقِيمٌ
اِنَّا اَنْزَلْنَا عَلَیْكَ الْكِتٰبَ لِلنَّاسِ بِالْحَقِّ فَمَنْ اهْتَدٰی
فَلَنَفْسِهٖ وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَیْهَا وَمَا اَنْتَ عَلَيْهِمْ
بِوَكِيْلٍ

کہہ دے کہ اے میری قوم تم اپنے طور پر عمل کئے جاؤ۔ میں بھی عمل کر رہا ہوں۔ ابھی ابھی تم جان جاؤ گے کہ کس پر سوا کرنے والا عذاب آتا ہے اور کس پر دائمی مار اور پتیلی کی سزا ہوتی ہے O تمہ پر ہم نے حق کے ساتھ یہ کتاب لوگوں کے لئے نازل فرمائی ہے۔ پس جو شخص راہِ راست پر آ جائے اس کے اپنے لئے نفع ہے اور جو گمراہ ہو جائے اس کی گمراہی کا وبال اسی پر ہے تو ان کا ذمہ دار نہیں O

نیز اور موت کے وقت ارواح کا قبض کرنا: ☆ ☆ (آیت: ۴۲-۴۱) اللہ تعالیٰ رب العزت اپنے نبی ﷺ کو خطاب کر کے فرما رہا ہے کہ ہم نے تمہ پر اس قرآن کو کچائی اور راستی کے ساتھ تمام جن و انس کی ہدایت کے لئے نازل فرمایا ہے۔ اس کے فرمان کو مان کر راہِ راست حاصل کرنے والے اپنا ہی نفع کریں گے اور اس کے ہوتے ہوئے بھی دوسری غلط راہوں پر چلنے والے اپنا ہی بگاڑیں گے۔ تو اس امر کا ذمہ دار نہیں کہ خواہ خواہ ہر شخص اسے مان ہی لے۔ تیرے ذمے صرف اس کا پیچھا دینا ہے۔ حساب لینے والے ہم ہیں ہم ہر موجود میں جو چاہیں تصرف کرتے رہتے ہیں وفاتِ کبریٰ جس میں ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے انسان کی روح قبض کر لیتے ہیں اور وفاتِ صغریٰ جو نیند کے وقت ہوتی ہے ہمارے ہی قبضے میں ہے۔ جیسے اور آیت میں ہے وَهُوَ الَّذِي يَتَوَفَّكُم بِاللَّيْلِ وَيَعْلَمُ مَا جَرَحْتُم بِالنَّهَارِ اِنَّ عَلٰی وَه اللہ جو تمہیں رات کو فوت کر دیتا ہے اور دن میں جو کچھ تم کرتے ہو جانتا ہے۔ پھر تمہیں دن میں اٹھا بٹھاتا ہے تاکہ مقرر کیا ہو وقت پورا کر دیا جائے۔ پھر تم سب کی بازگشت اسی کی طرف ہے اور وہ تمہیں تمہارے اعمال کی خبر دے گا۔ وہی اپنے سب بندوں پر غالب ہے۔ وہی تم پر نگہبان فرشتے بھیجتا ہے تاوقتیکہ تم میں سے کسی کی موت آ جائے تو ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے اس کی روح قبض کر لیتے ہیں اور وہ تقصیر کی

نہیں کرتے۔ پس ان دونوں آیتوں میں بھی یہی ذکر ہوا ہے۔ پہلے چھوٹی موت کو پھر بڑی موت کو بیان فرمایا۔ یہاں پہلے بڑی وفات کو پھر چھوٹی وفات کو ذکر کیا۔ اس سے یہ بھی پایا جاتا ہے کہ ملاء اعلیٰ میں یہ رو میں جمع ہوتی ہیں جیسے کہ صحیح بخاری و مسلم کی حدیث میں ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں جب تم میں سے کوئی بستر پر سونے کو جائے تو اپنے تہہ بند کے اندرونی حصے سے اسے جھاڑ لے لے نہ جائے اس پر کیا کچھ ہو۔

اللَّهُ يَتَوَفَّى الْأَنْفُسَ حِينَ مَوْتِهَا وَالَّتِي لَمْ تَمُتْ فِي مَنَامِهَا فِيمِمْسِكَ الَّتِي قَضَىٰ عَلَيْهَا الْمَوْتَ وَيُرْسِلُ الْأُخْرَىٰ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ ﴿٥٥﴾

اللہ ہی روحوں کو ان کی موت کے وقت اور جن کی موت نہیں آئی انہیں ان کی نیند کے وقت قبض کر لیتا ہے۔ پھر جن پر موت کا حکم لگ چکا ہے انہیں توروک لیتا ہے اور دوسری روحوں کو ایک مقررہ وقت تک کے لئے چھوڑ دیتا ہے غور کرنے والوں کے لئے اس میں یقیناً بہت سی نشانیاں ہیں ○

پھر یہ دعا پڑھے بِاسْمِكَ رَبِّي وَضَعْتَ جَنَّتِي وَبِكَ أَرْفَعُهُ إِنْ أَمْسَكْتَ نَفْسِي فَارْحَمْهَا وَإِنْ أَرْسَلْتَهَا فَاحْفَظْهَا بِمَا تَحْفَظُ بِهِ عِبَادَكَ الصَّالِحِينَ یعنی اے میرے پالنے والے رب تیرے ہی پاک نام کی برکت سے میں لیتا ہوں اور تیری ہی رحمت میں جاؤں گا۔ اگر تو میری روح کو روک لے تو اس پر رحم فرما اور اگر تو اسے بھیج دے تو اس کی ایسی ہی حفاظت کرنا جیسی تو اپنے نیک بندوں کی حفاظت کرتا ہے۔ بعض سلف کا قول ہے کہ مردوں کی رو میں جب وہ مریں اور زندوں کی رو میں جب وہ سوئیں قبض کر لی جاتی ہیں اور ان میں آپس میں تعارف ہوتا ہے۔ جب تک اللہ چاہے۔ پھر مردوں کی رو میں توروک لی جاتی ہیں اور دوسری رو میں مقرر وقت تک کے لئے چھوڑ دی جاتی ہیں۔ یعنی مرنے کے وقت تک۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں مردوں کی رو میں اللہ تعالیٰ روک لیتا ہے اور زندوں کی رو میں واپس بھیج دیتا ہے اور اس میں کبھی غلطی نہیں ہوتی۔ غور و فکر کے جو عادی ہیں وہ اسی ایک بات میں قدرت الہی کے بہت سے دلائل پالیتے ہیں۔

أَمِ اتَّخَذُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ شُفَعَاءَ قُلْ أُولَٰئِكَ كَانُوا لَا يَمْلِكُونَ شَيْئًا وَلَا يَعْقِلُونَ ﴿٥٦﴾ قُلْ لِلَّهِ الشَّفَاعَةُ جَمِيعًا لَهُ مُلْكُ السَّمُوتِ وَالْأَرْضِ ثُمَّ إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴿٥٧﴾ وَإِذَا ذُكِّرَ اللَّهُ وَحْدَهُ اشْمَأَزَّتْ قُلُوبُ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ ﴿٥٨﴾ وَإِذَا ذُكِّرَ الَّذِينَ مِنْ دُونِهِ إِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُونَ ﴿٥٩﴾ قُلِ اللَّهُمَّ فَاطِرَ السَّمُوتِ وَالْأَرْضِ عَلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ أَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ فِي مَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ﴿٦٠﴾

کیا ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے سوا اوروں کو سفارش کرنے والا مقرر کر رکھا ہے۔ تو کہہ دے کہ وہ کچھ بھی اختیار نہ رکھتے ہوں اور نہ عقل رکھتے ہوں۔ کہہ دے کہ تمام سفارش کا مختار اللہ ہی ہے تمام آسمانوں اور زمین کا راجح اسی کے لئے ہے تم سب اسی کی طرف پھیرے جاؤ گے ○ جب اللہ اکیلے کا ذکر کیا جائے تو ان کے دل نفرت کرنے لگتے ہیں جو آخرت کا یقین نہیں رکھتے اور جب اس کے سوا اوروں کا ذکر کیا جائے تو ان کے دل کل کر خوش ہو جاتے ہیں ○ تو کہہ کر اے اللہ! آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے چھپے کلمے کے جاننے والے تو ہی اپنے بندوں میں ان امور کا فیصلہ فرمائے گا جن میں وہ الجھ رہے تھے ○

مشرکین کی مذمت: ☆ ☆ (آیت ۳۳-۳۵) اللہ تعالیٰ مشرکوں کی مذمت بیان فرماتا ہے کہ وہ بتوں اور معبودان باطل کو اپنا سفارشی اور شفیع سمجھے بیٹھے ہیں اس کی نہ کوئی دلیل ہے نہ حجت۔ اور دراصل انہیں نہ کچھ اختیار ہے نہ عقل و شعور۔ نہ ان کی آنکھیں نہ ان کے کان وہ تو پتھر اور جمادات ہیں جو حیوانوں میں درجہ پادتر ہیں۔ اس لئے اپنے نبی کو حکم دیا کہ ان سے کہہ دو کوئی نہیں جو اللہ کے سامنے لب ہلا سکے۔ آواز اٹھا سکے جب تک کہ اس کی مرضی نہ پالے اور اجازت حاصل نہ کر لے ساری شفاعتوں کا مالک وہی ہے۔ زمین و آسمان کا بادشاہ تنہا وہی ہے قیامت کے دن تم سب کو اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے اس وقت وہ عدل کے ساتھ تم سب میں سچے فیصلے کرے گا اور ہر ایک کو اس کے اعمال کا پورا پورا بدلہ دے گا۔ ان کافروں کی یہ حالت ہے کہ تو حید کا کلمہ سننا انہیں نا پسند ہے۔ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا ذکر نہ کرنا ان کے دل تنگ ہو جاتے ہیں۔ اس کا سننا بھی انہیں پسند نہیں۔ ان کا جی اس میں نہیں لگتا۔ کفر و تکبر انہیں روک دیتا ہے۔ جیسے اور آیت میں ہے اِنَّهُمْ كَانُوا اِذَا قِيلَ لَهُمْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ يَسْتَكْبِرُوْنَ یعنی ان سے جب کہا جاتا تھا کہ اللہ ایک کے سوا کوئی اور لائق عبادت نہیں تو یہ تکبر کرتے تھے اور سامنے سے جی چراتے تھے۔ چونکہ ان کے دل حق کے منکر ہیں اس لئے باطل کو بہت جلد قبول کر لیتے ہیں۔ جہاں بتوں کا اور دوسرے معبود کا ذکر آیا ان کی باچھیں کل گئیں۔

صبح و شام کے بعض وظائف: ☆ ☆ (آیت ۳۶) مشرکین کو جو نفرت تو حید سے ہے اور جو محبت شرک سے ہے اسے بیان فرما کر اپنے نبی سے اللہ تعالیٰ وحدہ لا شریک لہ فرماتا ہے کہ تو صرف اللہ تعالیٰ واحد احد کو ہی پکار جو آسمان و زمین کا خالق ہے اور اس وقت اس نے انہیں پیدا کیا ہے جبکہ نہ یہ کچھ تھے نہ ان کا کوئی نمونہ تھا۔ وہ ظاہر و باطن چھپے کلمے کا عالم ہے۔ یہ لوگ جو جو اختلافات اپنے آپس میں کرتے تھے سب کا فیصلہ اس دن ہوگا جب یہ قبروں سے نکلیں اور میدان قیامت میں آئیں۔ حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمن رحمۃ اللہ علیہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے دریافت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ تہجد کی نماز کو کس دعا سے شروع کرتے تھے؟

وَلَوْ اَنَّ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مَا فِى الْاَرْضِ جَمِيعًا مِّثْلَهٗ مَعَهٗ
لَا فِتْنَةٌ لَّاهُمْ مِنْ سُوْءِ الْعَذَابِ يَوْمَ الْقِيَمَةِ وَبَدَا لَهُمْ مِنَ اللّٰهِ
مَا لَمْ يَكُوْنُوْا يَحْسِبُوْنَ ۝ وَبَدَا لَهُمْ سَيِّئَاتُ مَا كَسَبُوْا
وَحَاقَ بِهِمْ مَا كَانُوْا يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝

اگر ظلم کرنے والوں کے پاس وہ سب کچھ ہو جو روئے زمین پر ہے اور اس کے ساتھ ہی اتنا ہی ہو تو بھی بدترین سزا کے بدلے میں قیامت کے دن یہ سب کچھ وہ دیں اور ان کے سامنے اللہ کی طرف سے وہ ظاہر ہوگا جس کا گمان بھی انہیں نہ تھا ○ جو کچھ انہوں نے کیا تھا اس کی برائیاں ان پر کل پڑیں گی اور جس کے ساتھ وہ مذاق کرتے تھے وہ انہیں آگھیرے گا ○

آپؐ فرماتی ہیں اس دعا سے اَللّٰهُمَّ رَبَّ جِبْرِیْلَ وَمِیْکَائِیْلَ وَ اِسْرَافِیْلَ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عَالِمَ الْغُیْبِ وَالشَّهَادَةِ اَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ فِیْمَا کَانُوْا فِیْهِ یَخْتَلِفُوْنَ اِهْدِنِیْ لِیْمَا اخْتَلَفَ فِیْهِ مِنَ الْحَقِّ بِاَدْنٰکَ اِنَّکَ تَهْدِیْ مَنْ تَشَآءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ یعنی اللہ اے جبرئیل میکائیل اور اسرافیل کے رب اے آسمان و زمین کو بے نمونے کے پیدا کرنے والے اے حاضر و غائب کے جاننے والے تو ہی اپنے بندوں کے اختلاف کا فیصلہ کرنے والا ہے جس چیز میں اختلاف کیا گیا ہے تو مجھے ان سب میں اپنے فضل سے حق راہ دکھا - تو جسے چاہے سیدھی راہ کی راہنمائی کرتا ہے (مسلم) حضورؐ فرماتے ہیں جو بندہ اس دعا کو پڑھے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اپنے فرشتوں سے فرمائے گا کہ میرے اس بندے نے مجھ سے عہد لیا ہے اس عہد کو پورا کرو - چنانچہ اسے جنت میں پہنچا دیا جائے گا - وہ دعا یہ ہے اَللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عَالِمَ الْغُیْبِ وَالشَّهَادَةِ اِنِّیْ اَعْهَدُ الْبَیْکَ فِیْ هٰذِهِ الدُّنْیَا اِنِّیْ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ وَحْدَکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ وَاَنْ مُحَمَّدًا عَبْدُکَ وَرَسُوْلُکَ فَاَنْتَ اِنْ تَکَلَّبَ اِلٰی نَفْسِیْ تُقَرِّبْنِیْ مِنَ الشَّرِّ وَتُبَا عَذِیْبِیْ مِنَ الْخَیْرِ وَاِنِّیْ لَا اَتَّقِ اِلَّا بِرَحْمَتِکَ فَاجْعَلْ لِّیْ عِنْدَکَ عَهْدًا تَوْفِیْقِیْہِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ اِنَّکَ لَا تَخْلِفُ الْمِیْعَادَ یعنی اے اللہ اے آسمان و زمین کو بے نمونے کے پیدا کرنے والے اے غائب و حاضر کے جاننے والے میں اس دنیا میں تجھ سے عہد کرتا ہوں کہ میری گواہی ہے کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو اکیلا ہے تیرا کوئی شریک نہیں اور میری یہ بھی شہادت ہے کہ محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) تیرے بندے اور تیرے رسول ہیں - تو اگر مجھے میری ہی طرف سوچ دے گا تو میں برائی سے قریب اور بھلائی سے دور پڑ جاؤں گا - اللہ مجھے صرف تیری رحمت ہی کا سہارا اور محروسہ ہے - پس تو بھی مجھ سے عہد کر جسے تو قیامت کے دن پورا کرے - یقیناً تو عہد نہیں کرے۔

اس حدیث کے راوی تمہیل فرماتے ہیں کہ میں نے قاسم بن عبد الرحمن سے جب کہا کہ عون اس طرح یہ حدیث بیان کرتے ہیں تو آپؐ نے فرمایا سبحان اللہ ہماری توبہ دہشتیں بچوں کو بھی یہ حدیث یاد ہے (مسند احمد) حضرت عبداللہ بن عمروؓ نے ایک کاغذ نکالا اور فرمایا کہ یہ دعا ہمیں رسول اللہ ﷺ نے سکھائی ہے اَللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عَالِمَ الْغُیْبِ وَالشَّهَادَةِ اَنْتَ رَبُّ کُلِّ شَیْءٍ وَاِلَہُ کُلِّ شَیْءٍ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ وَحْدَکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ وَاَنْ مُحَمَّدًا عَبْدُکَ وَرَسُوْلُکَ وَالْمَلَائِکَہُ یَسْجُدُوْنَ اَعُوْذُ بِکَ مِنَ الشَّیْطَانِ وَبِشَرِّکَہُ وَاَعُوْذُ بِکَ اَنْ اَقْتَرِفَ عَلٰی نَفْسِیْ اِلْمًا اَوْ اَجْرًا اِلٰی مُسْلِمٍ یعنی اے اللہ اے آسمان و زمین کو بے نمونہ پیدا کرنے والے چھپی کلمی کے جاننے والے تو ہر چیز کا رب ہے اور ہر چیز کا معبود ہے - میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں - تو اکیلا ہے تیرا کوئی شریک نہیں اور محمد ﷺ تیرے بندے اور تیرے رسول ہیں اور فرشتے بھی یہی گواہی دیتے ہیں - میں شیطان سے اور اس کے شرک سے تیری پناہ میں آتا ہوں - میں تجھ سے پناہ طلب کرتا ہوں کہ میں اپنی جان پر کوئی گناہ کروں یا کسی اور مسلمان کی طرف کسی گناہ کو لے جاؤں - حضرت ابو عبد الرحمن رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں اس دعا کو حضور ﷺ نے حضرت عبداللہ بن عمروؓ کو سکھایا تھا - اسے سونے کے وقت پڑھا کرتے تھے - (مسند امام احمد) اور روایت میں ہے کہ ابوراشد حمرانیؓ نے کوئی حدیث سننے کی خواہش حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے کی تو حضرت عبداللہؓ نے ایک کتاب نکال کر ان کے سامنے رکھ دی اور فرمایا یہ ہے جو مجھے رسول اللہ ﷺ نے سکھوائی ہے - میں نے دیکھا تو اس میں لکھا ہوا تھا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا یا رسول اللہؐ میں صبح و شام کیا پڑھوں؟ آپؐ نے فرمایا یہ پڑھو - اَللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عَالِمَ الْغُیْبِ وَالشَّهَادَةِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ رَبُّ کُلِّ شَیْءٍ وَمَلِیْکَہُ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّ نَفْسِیْ وَشَرِّ الشَّیْطَانِ وَبِشَرِّکَہُ اَوْ اَقْتَرِفَ عَلٰی نَفْسِیْ سُوْءًا اَوْ اَجْرًا اِلٰی مُسْلِمٍ (ترمذی وغیرہ) مسند احمد کی حدیث میں ہے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں مجھے اس دعا کے پڑھنے کا اللہ کے رسول ﷺ نے صبح اور

سوئے وقت حکم دیا ہے۔ دوسری آیت میں ظالموں سے مراد شرکین ہیں۔ فرماتا ہے کہ اگر ان کے پاس روئے زمین کے خزانے اتنے ہی اور ہوں تو بھی یہ قیامت کے بدترین عذاب کے بدلے انہیں اپنے فدیے میں اور اپنی جان کے بدلے میں دینے کے لئے تیار ہو جائیں گے۔ لیکن اس دن کوئی فدیہ اور بدلہ قبول نہ کیا جائے گا گو زمین بھر کر سونا دیں جیسے کہ اور آیت میں بیان فرمایا ہے۔ آج اللہ کے وہ عذاب ان کے سامنے آئیں گے کہ کبھی انہیں ان کا خیال بھی نہ گزرا تھا جو جوارام کاریاں بدکاریاں گناہ اور برائیاں انہوں نے دنیا میں کی تھیں اب سب کی سزا اپنے آگے موجود پائیں گے۔ دنیا میں جس سزا کا ذکر سن کر مذاق کرتے تھے آج وہ انہیں چاروں طرف سے گھیر لے گی۔

فَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَا نَجْوًا ثُمَّ اِذَا حَوَّلْنٰهُ نِعْمَةً مِّمَّا
قَالَ اِنَّمَا اُوْتِيْتُهُ عَلٰی عِلْمٍ بَلْ هِيَ فِتْنَةٌ وَلٰكِنْ اَكْثَرُهُمْ
لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۵﴾

انسان کو جب کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو ہمیں پکارنے لگتا ہے۔ پھر جب ہم اسے اپنی طرف سے کوئی نعمت عطا فرمادیں تو کہنے لگتا ہے کہ اسے تو میں محض اپنی دہائی کی وجہ سے دیا گیا ہوں۔ نہیں بلکہ یہ آزمائش ہے لیکن ان میں سے اکثر لوگ بے علم ہیں ○

انسان کا ناشکرا پن ☆ ☆ (آیت: ۳۹) اللہ تعالیٰ انسان کی حالت کو بیان فرماتا ہے کہ مشکل کے وقت تو وہ آواز داری شروع کر دیتا ہے اللہ کی طرف پوری طرح راجع اور راجب ہو جاتا ہے لیکن جہاں مشکل کشائی ہوگئی جہاں راحت و نعمت حاصل ہوئی کہ یہ سرکش و متکبر بنا۔ اور اکثر تاہوا کہنے لگا کہ یہ تو اللہ کے ذمے میرا حق تھا۔ میں اللہ کے نزدیک اس کا مستحق تھا۔ میری اپنی عقل مندی اور خوش تدبیری کی وجہ سے اس نعمت کو میں نے حاصل کیا ہے۔

قَدْ قَالِهَا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَمَا اَغْنٰی عَنْهُمْ مَا كَانُوْا
يَكْسِبُوْنَ ﴿۵﴾ فَاصَابُهُمْ سَيِّئَاتٌ مَا كَسَبُوْا وَالَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْ
هُؤُلَاءِ سَيُصِيبُهُمْ سَيِّئَاتٌ مَا كَسَبُوْا وَمَا هُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ﴿۶﴾
اَوْ لَمْ يَعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَاءُ وَيَقْدِرُ
اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُوْنَ ﴿۷﴾

ان سے اگلے بھی باتیں کہہ چکے ہیں۔ پس ان کی کارروائی ان کے کچھ کام نہ آئی ○ پھر ان کی تمام برائیاں ان پر آپڑیں اور ان میں سے بھی جو گنہگار ہیں ان کی کی ہوئی برائیاں بھی ان پر آپڑیں گی۔ یہ (ہمیں) ہر ادینے والے نہیں ○ انہیں یہ معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ جس کے لئے چاہے روزی کشادہ کر دیتا ہے اور تنگ بھی

ایمان لانے والوں کے لئے اس میں بڑی بڑی نشانیاں ہیں ○

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے بات یوں نہیں بلکہ دراصل یہ ہماری طرف کی آزمائش ہے۔ گو ہمیں ازل سے علم حاصل ہے لیکن تاہم ہم اسے ظہور میں لانا چاہتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ اس نعمت کا یہ شکر ادا کرتا ہے یا ناشکری لیکن یہ لوگ بے علم ہیں۔ دعوے کرتے ہیں منہ سے بات نکال دیتے ہیں لیکن اصلیت سے بے خبر ہیں یہی دعویٰ اور یہی قول ان سے پہلے کے لوگوں نے بھی کیا اور کہا۔ لیکن ان کا قول صحیح ثابت نہ ہوا

اور ان نعمتوں نے کسی اور چیز نے اور ان کے اعمال نے انہیں کوئی نفع نہ دیا۔ جس طرح ان پر وبال ٹوٹ پڑا اسی طرح ان پر بھی ایک دن ان کی بد اعمالیوں کا وبال آ پڑے گا اور یہ اللہ کو عاجز نہیں کر سکتے۔ نہ تھا کا اور ہر اسکتے ہیں۔ جیسے کہ قارون سے اس کی قوم نے کہا تھا کہ اس قدر اگر نہیں، اللہ تعالیٰ خود پسندوں کو محبوب نہیں رکھتا۔ اللہ کی دی ہوئی نعمتوں کو خرچ کر کے آخرت کی تیاری کر اور وہاں کا سامان مہیا کر۔ اس دنیا میں بھی فائدہ اٹھاتا رہے اور جیسے اللہ نے تیرے ساتھ سلوک کیا ہے تو بھی لوگوں کے ساتھ احسان کرتا رہے زمین میں فساد کرنے والا مت بن۔ اللہ تعالیٰ مفسدوں سے محبت نہیں کرتا۔ اس پر قارون نے جواب دیا کہ ان تمام نعمتوں اور جاہ و دولت کو میں نے اپنی دانائی اور علم و ہنر سے حاصل کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، کیا اسے یہ معلوم نہیں کہ اس سے پہلے اس سے زیادہ قوت اور اس سے زیادہ جمع جھٹھا والوں کو میں نے ہلاک و برباد کر دیا ہے، مجرم اپنے گناہوں کے بارے میں پوچھتے نہ جائیں گے۔

الغرض مال و اولاد پر پھول کر اللہ کو بھول جانا یہ شیوہ کفر ہے۔ کفار کا قول تھا کہ ہم مال و اولاد میں زیادہ ہیں۔ ہمیں عذاب نہیں ہوگا۔ کیا انہیں اب تک یہ معلوم نہیں کہ رزق کا مالک اللہ تعالیٰ ہے۔ جس کے لئے چاہے کشادگی کرے اور جس پر چاہے تنگی کرے۔ اس میں ایمان والوں کے لئے طرح طرح کی عبرتیں اور دلیل ہیں۔

قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِينَ اَسْرَفُوا عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيعًا اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝
وَاَنِيبُوْا اِلٰى رَبِّكُمْ وَاَسْلِمُوْا لَهٗ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاتِيَكُمْ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنصَرُوْنَ ۝
وَاتَّبِعُوْا اَحْسَنَ مَا اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِنْ رَبِّكُمْ ۝
مَنْ قَبْلُ اَنْ يَّاتِيَكُمْ الْعَذَابُ بَغْتَةً وَّاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ۝
اَنْ تَقُوْلَ نَفْسٌ يَّحْسِرُنِيْ عَلٰۤى مَا فَرَّطْتُ فِيْ جَنْبِ اللّٰهِ وَاِنْ كُنْتُ لَمِنَ السَّخِرِيْنَ ۝

میری جانب سے کہہ دو کہ اے میرے بندو جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی، تم اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو جاؤ، بالیقین اللہ تعالیٰ سارے گناہوں کو بخش دیتا ہے، واقعی وہ بڑی بخشش، بڑی رحمت والا ہے ○ تم سب اپنے پروردگار کی طرف جھک پڑو اور اس کی حکم برداری کئے چلے جاؤ۔ اس سے قبل کہ تمہارے پاس عذاب آجائے اور پھر تمہاری مدد نہ کی جائے ○ اور میری کرو اس بہترین چیز کی جو تمہاری طرف تمہارے پروردگار کی طرف سے نازل کی گئی ہے اس سے پہلے کہ تم پر اپنا ک عذاب آجائے اور تمہیں اطلاع بھی نہ ہو ○ ایسا نہ ہو کہ کوئی شخص کہے، افسوس اس بات پر کہ میں نے اللہ تعالیٰ کے حق میں کوتاہی کی بلکہ میں تو مذاق اڑانے والوں میں ہی رہا ○

توبہ، تمام گناہوں کی معافی کا ذریعہ: ☆ ☆ (آیت: ۵۳-۵۶) اس آیت میں تمام نافرمانوں کو گودہ مشرک و کافر بھی ہوں تو بہ کی دعوت دی گئی ہے اور بتایا گیا ہے کہ اللہ کی ذات غفور و رحیم ہے۔ وہ رہتا ہے کہ توبہ قبول کرتا ہے۔ ہر جھکنے والے کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ توبہ کرنے والے کے اگلے گناہ کو معافی میں فرما دیتا ہے گودہ کیسے ہی ہوں، کتنے ہی ہوں، کبھی کے ہوں۔ اس آیت کو بغیر توبہ کے گناہوں کی بخشش کے معنی میں لینا صحیح نہیں اس لئے کہ شرک بغیر توبہ کے بخشا نہیں جاتا۔ صحیح بخاری شریف میں ہے کہ بعض مشرکین جو قتل و زنا کے بھی مرتکب تھے

حاضر خدمت نبوی ہو کر عرض کرتے ہیں کہ یہ آپ کی باتیں اور آپ کا دین ہمیں برہنہ لفظ سے اچھا اور سچا معلوم ہوتا ہے لیکن یہ بڑے بڑے گناہ جو ہم سے ہو چکے ہیں ان کا کفارہ کیا ہوگا؟ اس پر آیت وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلٰحَیْہِ اُیْرَہِ اُیْرَہِ اور آیت نازل ہوئی۔

مسند احمد کی حدیث میں ہے حضور علیہ السلام فرماتے ہیں مجھے ساری دنیا اور اس کی ہر چیز کے ملنے سے اتنی خوشی نہ ہوئی جتنی اس آیت کے نازل ہونے سے ہوئی ہے۔ ایک شخص نے سوال کیا کہ جس نے شرک کیا ہو؟ آپ نے تھوڑی دیر کی خاموشی کے بعد فرمایا خبردار رہو جس نے شرک بھی کیا ہو تین مرتبہ بھی فرمایا۔ مسند کی ایک اور حدیث میں ہے کہ ایک بوڑھا بڑا شخص کھڑی نکاتا ہوا آنحضرت ﷺ کی دمت میں حاضر ہوا اور کہا کہ میرے چھوٹے موٹے گناہ بہت سارے ہیں کیا مجھے بھی بخشا جائے گا؟ آپ نے فرمایا کیا تو اللہ کی توحید کی گواہی نہیں دیتا؟ اس نے کہا ہاں اور آپ کی رسالت کی گواہی بھی دیتا ہوں آپ نے فرمایا تیرے چھوٹے موٹے گناہ معاف ہیں۔ ابو داؤد و ترمذی وغیرہ میں ہے حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا آپ اس آیت کی تلاوت اسی طرح فرما رہے تھے إِنَّهُ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ اور اس آیت کو اس طرح پڑھتے ہوئے سنا یَعْبَادِیَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَىٰ أَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ پس ان تمام احادیث سے ثابت ہو رہا ہے کہ توبہ سے سب گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ بندے کو رحمت رب سے مایوس نہ ہونا چاہیے۔ گو گناہ کتنے ہی بڑے اور کتنے ہی کثرت سے ہوں۔ توبہ اور رحمت کا دروازہ ہمیشہ کھلا ہوا رہتا ہے اور وہ بہت ہی وسیع ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے أَلَمْ يَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ هُوَ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهِ کیا لوگ نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا ہے اور فرمایا وَمَنْ يَعْمَلْ سُوءًا أَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهُ اِلٰحَ جَوْرًا کرم کرے یا اپنی جان پر ظلم کر بیٹھے پھر اللہ سے استغفار کرے وہ اللہ کو بخشے والا اور مہربانی کرنے والا پائے گا۔

أَوْ تَقُولَ لَوْ أَنَّ اللَّهَ هَدَانِی لَكُنْتُ مِنَ الْمُتَّقِیْنَ ۝۱۰۱
تَقُولَ حِیْنَ تَرَى الْعَذَابَ لَوْ أَنَّ لِی كَرَّةً فَاَكُونُ مِنَ
الْمُحْسِنِیْنَ ۝۱۰۲ بَلَىٰ قَدْ جَاءَتْكَ اِلٰتِیْ فَكَذَّبْتَ بِهَا وَاسْتَكْبَرْتَ وَكُنْتَ
مِنَ الْكَافِرِیْنَ ۝۱۰۳

یا کہنے لگے کہ اگر اللہ مجھے ہدایت کرتا تو میں بھی پارسا لوگوں میں ہوتا یا عذابوں کو دیکھ کر کہنے لگے کہ اگر کسی طرح میرا لوٹ جانا ہو جاتا تو میں بھی نیکو کاروں میں ہوتا یا ہاں بلیک حیرے پاس میری آیتیں بھی جکی تھیں جنہیں تو نے جھٹلایا اور غور و فکر کیا اور تو تمہاری کافروں میں ۝۱۰۳

مناقضوں کی سزا جو جہنم کے سب سے نچلے طبقے میں ہوگی اسے بیان فرما کر بھی فرمایا اِلَّا الَّذِينَ تَابُوا وَاصْلَحُوا یعنی ان سے وہ مشق ہیں جو توبہ کریں اور اصلاح کر لیں۔ مشرکین نصاریٰ کے اس شرک کا کہ وہ اللہ کو تین میں کا تیرا اتنے ہیں ذکر کر کے ان کی سزاؤں کے بیان سے پہلے فرمادیا اِنْ لَّمْ يَنْتَهُوْا عَمَّا يَقُوْلُوْنَ کہ اگر یہ اپنے قول سے باز نہ آئے تو پھر اللہ تعالیٰ عظمت و کبریائی جلال و شان والے نے فرمایا یہ کیوں اللہ سے توبہ نہیں کرتے اور کیوں اس سے استغفار نہیں کرتے؟ وہ تو بڑا ہی غفور و رحیم ہے۔ ان لوگوں کا جنہوں نے خدقین کھود کر مسلمانوں کو آگ میں ڈالا تھا ذکر کرتے ہوئے بھی فرمایا کہ جو مسلمان مرد و عورتوں کو تکلیف پہنچا کر پھر بھی توبہ نہ کریں ان کے لئے عذاب جہنم اور عذاب نار ہے۔

امام حسن بھری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے کرم و جود کو دیکھو کہ اپنے دوستوں کے قاتلوں کو بھی توبہ اور مغفرت کی طرف بلارہا ہے۔ اس مضمون کی اور بھی بہت سی آیتیں ہیں۔ بخاری و مسلم کی حدیث میں اس شخص کا واقعہ بھی مذکور ہے جس نے نانوے آدمیوں کو قتل کیا تھا۔ پھر بنی اسرائیل کے ایک عابد سے پوچھا کہ کیا اس کے لئے بھی توبہ ہے؟ اس نے انکار کیا۔ اس نے اسے بھی قتل کر دیا۔ پھر ایک عالم سے پوچھا اس نے جواب دیا کہ تجھ میں اور توبہ میں کوئی روک نہیں اور حکم دیا کہ موحدوں کی ہستی میں چلا جائے چنانچہ یہ اس گاؤں کی طرف چلا لیکن راستے میں ہی موت آ گئی۔ رحمت اور عذاب کے فرشتوں میں آپس میں اختلاف ہوا۔ اللہ عزوجل نے زمین کے ٹاپے کا حکم دیا تو ایک ہاشت بھرنیک لوگوں کی ہستی جس طرف وہ ہجرت کر کے جارہا تھا قریب نکلی اور یہ انہی کے ساتھ ملا دیا گیا اور رحمت کے فرشتے اس کی روح کو لے گئے۔ یہ بھی مذکور ہے کہ وہ موت کے وقت سینے کے بل اس طرف گھسینا ہوا چلا تھا۔ اور یہ بھی وارد ہوا ہے کہ نیک لوگوں کی ہستی کے قریب ہو جانے کا اور برے لوگوں کی ہستی کے دور ہو جانے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا تھا۔ یہ اس حدیث کا خلاصہ ہے۔ پوری حدیث اپنی جگہ بیان ہو چکی ہے۔ حضرت ابن عباسؓ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اللہ عزوجل نے تمام بندوں کو اپنی مغفرت کی طرف بلایا ہے انہیں بھی جو حضرت مسیحؑ کو اللہ کہتے تھے انہیں بھی جو آپؐ کو اللہ کا بیٹا کہتے تھے انہیں بھی جو حضرت عزیرؑ کو اللہ کا بیٹا بتاتے تھے انہیں بھی جو اللہ کو فقیر کہتے تھے انہیں بھی جو اللہ کے ہاتھوں کو بند بتاتے تھے۔ انہیں بھی جو اللہ تعالیٰ کو تین میں کا تیرا کہتے تھے اللہ تعالیٰ ان سب سے فرماتا ہے کہ یہ کیوں اللہ کی طرف نہیں جھکتے اور کیوں اس سے اپنے گناہوں کی معافی نہیں چاہتے؟ اللہ تو بڑی بخشش والا اور بہت ہی رحم و کرم والا ہے۔ پھر توبہ کی دعوت اللہ تعالیٰ نے اسے دی جس کا قول ان سب سے بڑھ چڑھ کر تھا۔ جس نے دعویٰ کیا تھا کہ میں تمہارا بلند و بالا رب ہوں۔ جو کہتا تھا کہ میں نہیں جانتا کہ تمہارا کوئی معبود میرے سوا ہو۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد بھی جو شخص اللہ کے بندوں کو توبہ سے مایوس کرے وہ اللہ عزوجل کی کتاب کا منکر ہے لیکن اسے سمجھ لو کہ جب تک اللہ کسی بندے پر اپنی مہربانی سے رجوع نہ فرمائے اسے توبہ نصیب نہیں ہوتی۔

طبرانی میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ کتاب اللہ قرآن کریم میں سب سے زیادہ عظمت والی آیت ”آیت الکرسی“ ہے اور خیر و شر کی سب سے زیادہ جامع آیت ”إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ الرَّخِ“ ہے اور سارے قرآن میں سب سے زیادہ خوشی کی آیت سورہ زمر کی قُلْ يَجْعَلِ اللَّهُ لِي خَيْرًا“ ہے اور سب سے زیادہ ڈھارس دینے والی آیت ”وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ“ ہے یعنی اللہ سے ڈرتے رہنے والوں کی مجلس خود اللہ کر دیتا ہے اور اسے ایسی جگہ سے رزق دیتا ہے جہاں کا اسے خیال و گمان بھی نہ ہو۔ حضرت مسروقؓ نے یہ سن کر فرمایا کہ بیٹک آپؐ سچے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ جا رہے تھے کہ آپؐ نے ایک داعظ کو دیکھا جو لوگوں کو نصیحتیں کر رہا تھا کہ آپؐ نے فرمایا۔ تو کیوں لوگوں کو مایوس کر رہا ہے؟ پھر اسی آیت کی تلاوت کی (ابن ابی قاتم)

”ان احادیث کا بیان جن میں ناامیدی اور مایوسی کی ممانعت ہے“ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں اس کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر تم خطائیں کرتے کرتے زمین و آسمان پر گرد و پھر اللہ سے استغفار کرو تو یقیناً وہ تمہیں بخش دے گا۔ اس کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے اگر تم خطائیں کرو ہی نہیں تو اللہ عزوجل تمہیں فدا کرے ان لوگوں کو لائے گا جو خطا کر کے استغفار کریں اور پھر اللہ انہیں بخشے۔ (مسند امام احمد) حضرت ابویوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی وفات کے وقت فرماتے ہیں ایک حدیث میں ہے تم سے آج تک بیان نہیں کی گئی۔ اب بیان کر دیتا ہوں۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپؐ نے فرمایا اگر تم گناہ ہی نہ کرتے تو اللہ عزوجل ایسی

قوم کو پیدا کرتا جو گناہ کرتی، پھر اللہ انہیں بخشا۔ (صحیح مسلم وغیرہ) حضورؐ فرماتے ہیں: گناہ کا کفارہ عداوت اور شرمساری ہے اور آپؐ نے فرمایا: اگر تم گناہ نہ کرتے تو اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو لاتا جو گناہ کریں پھر وہ انہیں بخشے (مسند احمد) آپؐ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ اس بندے کو پسند فرماتا ہے جو کامل یقین رکھنے والا اور گناہوں سے توبہ کرنے والا ہو (مسند احمد) حضرت عبداللہ بن عبید بن عسیرؓ فرماتے ہیں کہ ابلیس ملعون نے کہا: اے میرے رب تو نے مجھے آدم کی وجہ سے جنت سے نکالا ہے اور میں اس سے اس کے بغیر کہ تو مجھے اس پر غلبہ دے غالب نہیں آ سکتا۔ جناب باری نے فرمایا: جاتو ان پر مسلط ہے۔ اس نے کہا: اللہ کچھ اور بھی مجھے زیادتی عطا فرما۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جانی آدم میں جتنی اولاد پیدا ہوگی اتنی ہی تیرے ہاں بھی ہوگی۔ اس نے پھر التجا کی کہ باری تعالیٰ کچھ اور بھی مجھے زیادتی دے۔ پروردگار عالم نے فرمایا: جانی آدم کے سینے میں تیرے لئے مسکن بنا دوں گا اور تم ان کے جسم میں خون کی جگہ پھر دو گے۔ اس نے پھر کہا کہ کچھ اور بھی مجھے زیادتی عنایت فرما۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جاتو ان پر اپنے سوار اور پیادے دوڑا۔ اور ان کے مال و اولاد میں اپنا سنا جھکا کر اور انہیں انگلیں دلا۔ کو حقیقتاً تیرا انگلیں دلا نا اور وعدے کا سراسر دھوکے کی ٹٹی ہیں۔ اس وقت حضرت آدم علیہ السلام نے دعا کی کہ اے میرے پروردگار تو نے اسے مجھ پر مسلط کر دیا۔ اب میں اس سے تیرے بچائے بغیر کیسے نہیں سکتا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: سنو تمہارے ہاں جو اولاد ہوگی اس کے ساتھ میں ایک محافظ مقرر کر دوں گا جو شیطان پٹے سے محفوظ رکھے، حضرت آدمؑ نے اور زیادتی طلب کی اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ایک نیکی کو دس گنا کر کے دوں گا بلکہ دس سے بھی زیادہ۔ اور برائی اسی کے برابر رہے گی یا معاف کر دوں گا۔ آپؐ نے پھر بھی اپنی یہی دعا جاری رکھی۔ رب العزت نے فرمایا: تو بہ کا دروازہ تمہارے لئے اس وقت تک کھلا ہے جب تک روح جسم میں ہے۔ حضرت آدمؑ نے دعا کی اللہ مجھے اور زیادتی بھی عطا فرما۔ اب اللہ تعالیٰ نے یہی آیت پڑھ سنائی کہ میرے گنہگار بندوں سے کہہ دو وہ میری رحمت سے مایوس نہ ہوں۔ (ابن ابی حاتم)

حصر عمر فاروقؓ کی حدیث میں ہے کہ جو لوگ بیچ اپنی کمزوری کے کفار کی تکلیفیں برداشت نہ کر سکتے کی وجہ سے اپنے دین میں فتنے میں پڑ گئے تھے، ہم اس کی نسبت آپس میں کہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ ان کی کوئی نیکی اور توبہ قبول نہ فرمائے گا۔ ان لوگوں نے اللہ کو پہچان کر پھر کفر کو لے لیا اور کافروں کی سختی کو برداشت نہ کیا۔ جب حضورؐ مدینے میں آ گئے تو اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے بارے میں ہمارے اس قول کی تردید کر دی اور یٰٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا اے لَا تَشْعُرُوْا تک آیتیں نازل ہوئیں۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں میں نے اپنے ہاتھ سے ان آجوں کو لکھا اور ہشام بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بھیج دیا۔ حضرت ہشامؓ فرماتے ہیں میں اس وقت ذی طویٰ میں تھا۔ میں انہیں پڑھ رہا تھا اور بار بار پڑھتا جاتا تھا اور خوب غور و خوض کر رہا تھا لیکن اصلی مطلب تک ذہن رسائی نہیں کرتا تھا۔ آخر میں نے دعا کی کہ پروردگار ان آجوں کا صحیح مطلب اور ان کو میری طرف بھیجے جانے کا صحیح مقصد مجھ پر واضح کر دے۔ چنانچہ میرے دل میں اللہ کی طرف سے ڈال گیا کہ ان آجوں سے مراد ہم ہی ہیں۔ یہ ہمارے بارے میں ہیں اور ہمیں جو خیال تھا کہ اب ہماری توبہ قبول نہیں ہو سکتی اسی بارے میں نازل ہوئی ہیں۔ اسی وقت میں واپس مڑا۔ اپنا اونٹ لیا۔ اس پر سواری کی اور سید حامد بنے میں آ کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ (سیرۃ ابن اسحاق) بندوں کی مایوسی کو تو ذکر انہیں بخشش کی امید دلا کر پھر حکم دیا اور رغبت دلائی کہ وہ توبہ اور نیک عمل کی طرف سبقت اور جلدی کریں۔ ایسا نہ ہو کہ اللہ کے عذاب آپڑیں جس وقت کہ کسی کی مدد کچھ کام نہیں آتی اور انہیں چاہیے کہ عظمت والے قرآن کریم کی تابعداری اور حاجت میں مشغول ہو جائیں۔ اس سے پہلے کہ اچانک عذاب آ جائیں اور یہ بے خبری میں ہی ہوں اس وقت قیامت کے دن بے توبہ مرنے والے اور اللہ کی عبادت میں کمی کرنے والے بڑی حسرت اور بہت افسوس کریں گے اور آرزو کریں گے کہ کاش کہ ہم خلوص کے ساتھ احکام الہی بجالاتے۔ افسوس! کہ ہم توبہ یقین رہے۔ اللہ کی باتوں کی تصدیق ہی نہ کی بلکہ نفی مذاق ہی سمجھتے رہے اور کہیں گے کہ اگر

ہم بھی ہدایت پالیتے تو یقیناً رب کی نافرمانیوں سے دنیا میں اور اللہ کے عذاب سے آخرت میں بچ جاتے اور عذاب کو دیکھ کر نفوس کرتے ہوئے کہیں گے کہ اگر اب دوبارہ دنیا کی طرف جانا ہو جائے تو دل کھول کر نیکیاں کر لیں۔

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ بندے کیا عمل کریں گے اور کیا کچھ وہ کہیں گے ان کے عمل اور ان کے قول سے پہلے ہی اللہ تعالیٰ نے اس کی خبر دے دی اور فی الواقع اس سے زیادہ باخبر کون ہو سکتا ہے؟ نہ اس سے زیادہ گچی خبر کوئی دے سکتا ہے۔ بدکاروں کے یہ تینوں قول بیان فرمائے اور دوسری جگہ یہ خبر دے دی کہ اگر یہ واپس دنیا میں بھیجے جائیں تو بھی ہدایت کو اختیار نہ کریں گے بلکہ جن کاموں سے روکے گئے ہیں انہی کو کرنے لگیں گے اور یہاں جو کہتے ہیں سب جھوٹ لکھے گا۔ مسند احمد کی حدیث میں ہے: ”جہنمی کو اس کی جنت کی جگہ دکھائی جاتی ہے۔ اس وقت وہ کہتا ہے کاش کہ اللہ مجھے ہدایت دیتا۔ یہ اس لئے کہ اسے حسرت و افسوس ہو۔ اور اسی طرح ہر جہنمی کو اس کی جہنم کی جگہ دکھائی جاتی ہے اس وقت وہ کہتا ہے کہ اگر مجھے اللہ تعالیٰ ہدایت نہ دیتا تو وہ جنت میں نہ آ سکتا۔ یہ اس لئے کہ وہ شکر اور احسان کے ماننے میں اور بڑھ جائے جب گنہگار لوگ دنیا کی طرف لوٹنے کی آرزو کریں گے۔ اور اللہ کی آیتوں کی تصدیق نہ کرنے کی حسرت کریں گے اور اللہ کے رسولوں کو نہ ماننے پر کڑے ہو جائیں گے۔ تو اللہ سبحان و تعالیٰ فرمائے گا کہ اب ندامت لا حاصل ہے پچھتاوے سادہ ہے۔ دنیا میں ہی میں تو اپنی آیتیں اتار چکا تھا۔ اپنی دلیلیں قائم کر چکا تھا لیکن تو انہیں جھٹلاتا رہا اور ان کی تابعداری سے تکبر کرتا رہا ان کا منکر رہا۔ کفر اختیار کیا اب کچھ نہیں ہو سکتا۔

وَيَوْمَ الْقِيَمَةِ تَرَى الَّذِينَ كَذَبُوا عَلَى اللَّهِ وُجُوهُهُم مُّسْوَدَّةٌ
أَلَيْسَ فِي جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْمُتَكَبِّرِينَ ۖ وَيُنْجِي اللَّهُ الَّذِينَ
اتَّقَوْا بِمَفَازَتِهِمْ لَا يَمَسُّهُمُ الشُّوْءُ ۚ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ۝

جن لوگوں نے اللہ پر جھوٹ باندھا ہے تو دیکھو کہ قیامت کے دن ان کے چہرے سیاہ ہو گئے ہوں گے کیا تکبر کرنے والوں کا ٹھکانا جہنم میں نہیں؟ ○ اور جن لوگوں نے پرہیزگاری کی انہیں اللہ تعالیٰ ان کی کامیابی کے ساتھ بچالے گا انہیں کوئی برائی چھوٹی نہیں سکے گی اور نہ وہ کسی طرح شکستیں ہوں گے ○

مشرکین کے چہرے سیاہ ہو جائیں گے: ☆ ☆ (آیت: ۶۰-۶۱) قیامت کے دن دو طرح کے لوگ ہوں گے۔ کالے لہند والے اور نورانی چہرے والے۔ تفرقہ اور اختلاف والوں کے چہرے تو سیاہ پڑ جائیں گے اور اہل سنت والجماعت کی خوبصورت شکلیں نورانی ہو جائیں گی۔ اللہ کے شریک ٹھہرانے والوں اس کی اولاد مقرر کرنے والوں کو دیکھے گا کہ ان کے جھوٹ اور بہتان کی وجہ سے منکالے ہوں گے اور حق کو قبول نہ کرنے اور تکبر و خود نمائی کرنے کے وبال میں یہ جہنم میں جھونک دیئے جائیں گے جہاں بڑی ذلت کے ساتھ سخت تر اور بدترین سزائیں پہنچتیں گے۔ ابن ابی حاتم کی مرفوع حدیث میں ہے کہ ”تکبر کرنے والوں کا حشر قیامت کے دن جیونٹیوں کی صورت میں ہوگا۔ ہر چھوٹی سے چھوٹی مخلوق بھی انہیں روندتی جائے گی یہاں تک کہ جہنم کے جبل خانے میں بند کر دیئے جائیں گے جس کا نام بوس ہے۔ جس کی آگ بہت تیز اور نہایت ہی مصیبت والی ہے۔ دو جیونٹیوں کو لہو پیپ اور گندگی پلائی جائے گی ہاں اللہ کا ڈر رکھنے والے اپنی کامیابی اور سعادت مندی کی وجہ سے اس عذاب سے اور اس ذلت اور مار پیٹ سے بالکل بچے ہوئے ہوں گے اور کوئی برائی ان کے پاس بھی نہ پہنچے گی۔ گھبراہٹ اور غم جو قیامت کے دن عام ہوگا وہ ان سے الگ ہوگا۔ ہر غم سے بے غم اور ہر ڈر سے بے ڈر اور ہر سزا اور ہر زد سے بے پرواہ ہوں گے۔ کسی قسم کی ڈانٹ جھڑکی انہیں نہ دی جائے گی۔ امن و امان کے ساتھ راحت و چین کے ساتھ اللہ کی تمام نعمتیں حاصل کئے ہوئے ہوں گے۔

اللَّهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ وَكِيلٌ ۝ لَهُ مَقَالِيدُ
السَّمُوتِ وَالْأَرْضِ وَالَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ اللَّهِ أُولَٰئِكَ هُمُ
الْخَاسِرُونَ ۝ قُلْ أَغْيَرِ اللَّهُ تَأْمُرُوتِي أَعْبُدُ أَيُّهَا الْجَاهِلُونَ ۝ وَلَقَدْ
أَوْحَىٰ إِلَيْكَ وَإِلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكَ لَئِنْ أَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ
عَمَلُكَ وَلَتَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ ۝ بَلِ اللَّهُ فَاعِلٌ وَكُنْ
مِنَ الشَّاكِرِينَ ۝

اللہ ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے اور وہی ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے ○ آسمانوں اور زمینوں کی کھجیوں کا مالک وہی ہے جن جن لوگوں نے اللہ کی آیتوں کا انکار کیا وہی خسارہ پانے والے ہیں ○ تو کہہ دے کہ اے جاہلو! کیا تم مجھ سے اللہ کے سوا اوروں کی عبادت کو کہتے ہو؟ ○ یقیناً تیری طرف بھی اور تجھ سے پہلے کے تمام نبیوں کی طرف بھی وہی کی گئی ہے کہ اگر تو نے شرک کیا تو شاید تیرا عمل ضائع ہو جائے گا اور بالیقین تو زیاں کاروں میں ہو جائے گا ○ بلکہ تو اللہ کی عبادت کرتا رہ اور شکر کرنے والوں میں سے ہو جا ○

(آیت ۶۲-۶۶) تمام جاندار اور بے جان چیزوں کا خالق مالک رب اور متصرف اللہ تعالیٰ اکیلا ہی ہے۔ ہر چیز اس کی ماتحتی میں اس کے قبضے اور اس کی تدبیر میں ہے۔ سب کا کارساز اور وکیل وہی ہے۔ تمام کاموں کی باگ ڈور اسی کے ہاتھ میں ہے زمین و آسمان کی کھجیوں اور ان کے خزانوں کا وہی انتہا مالک ہے حمد و ستائش کے قابل اور ہر چیز پر قادر وہی ہے۔ کفر و انکار کرنے والے بڑے ہی گھائے اور نقصان میں ہیں۔ امام ابن ابی حاتم نے یہاں ایک حدیث وارد کی ہے گو سند کے لحاظ سے وہ بہت ہی غریب ہے بلکہ صحت میں بھی کلام ہے لیکن تاہم ہم بھی اسے یہاں ذکر کر دیتے ہیں۔ اس میں ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے اس آیت کا مطلب پوچھا تو آپ نے فرمایا اے عثمان تم سے پہلے کسی نے مجھ سے اس آیت کا مطلب دریافت نہیں کیا۔

اس کی تفسیر یہ کلمات ہیں لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ اسْتَغْفِرُ اللَّهَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْآوَّلِ وَالْآخِرِ وَالظَّاهِرِ وَالْبَاطِنِ بِيَدِهِ الْخَيْرُ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ اے عثمان جو شخص اسے صبح کو دس بار پڑھ لے تو اللہ تعالیٰ اسے چھ فضائل عطا فرماتا ہے۔ اول تو وہ شیطان اور اس کے لشکر سے بچ جاتا ہے دوم اسے ایک قطار اجر ملتا ہے تیسرے اس کا ایک درجہ جنت میں بلند ہوتا ہے چوتھے اسے حور عین سے نکاح کرا دیا جاتا ہے پانچویں اس کے پاس بارہ فرشتے آتے ہیں چھٹے اسے اتنا ثواب دیا جاتا ہے جیسے کسی نے قرآن اور تورات اور انجیل و زبور پڑھی۔ پھر ساتھ ہی اسے ایک قبول شدہ حج اور ایک مقبول عمرے کا ثواب ملتا ہے۔ اور اگر اسی دن اس کا انتقال ہو جائے تو شہادت کا درجہ ملتا ہے۔ یہ حدیث بہت غریب ہے اور اس میں بڑی نکارت ہے۔ واللہ اعلم۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں 'مشرکین نے آپ سے کہا کہ آؤ تم ہمارے معبودوں کی پوجا کرو اور ہم تمہارے رب کی پرستش کریں گے۔ اس پر آیت قُلْ أَغْيَرِ اللَّهُ سے مِنَ الْخَاسِرِينَ تک نازل ہوئی۔ یہی مضمون اس آیت میں بھی ہے۔ وَلَوْ أَشْرَكُوا لَحَبَطَ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ اور انبیاء علیہم السلام کا ذکر ہے۔ پھر فرمایا ہے اگر بالفرض یہ انبیاء بھی شرک کریں تو ان کے تمام اعمال اکارت اور ضائع ہو جائیں۔ یہاں بھی فرمایا کہ تیری طرف اور تجھ سے پہلے کے تمام انبیاء کی طرف ہم نے یہ وہی بھیج دی

ہے کہ جو بھی شرک کرے اس کا عمل غارت - اور وہ نقصان یافتہ اور زیاں کار پُرس تجھے چاہیے کہ تو خلوص کے ساتھ اللہ وحدہ لا شریک کی عبادت میں لگا رہے اور اس کا شکر گزار رہے - تو بھی اور تیرے ماننے والے مسلمان بھی -

**وَمَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ وَالْأَرْضُ جَمِيعًا قَبْضَتُهُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ
وَالسَّمَوَاتُ مَطْوِيَّاتٌ بِيَمِينِهِ سُبْحَنَهُ وَتَعَالَى عَمَّا يُشْرِكُونَ ﴿٥٧﴾**

ان لوگوں نے جیسی عظمت اللہ تعالیٰ کی کرنی چاہی تھی نہیں کی - ساری زمین قیامت کے دن اس کی محمی میں ہوگی اور تمام آسمان اس کے داہنے ہاتھ میں لیے ہوئے ہوں گے وہ پاک اور برتر ہے ہر اس چیز سے جسے لوگ اس کا شریک بنائیں ○

زمین و آسمان اللہ کی انگلیوں میں ☆ ☆ (آیت: ۶۷) مشرکین نے دراصل اللہ تعالیٰ کی قدر و عظمت جانی ہی نہیں - اسی وجہ سے وہ اس کے ساتھ دوسروں کو شریک کرنے لگے اس سے بڑھ کر عزت والا اس سے زیادہ بادشاہت والا اس سے بڑھ کر غلبے اور قدرت والا کوئی نہیں - نہ کوئی اس کا ہمسرہ اور برابر کی کرنے والا ہے - یہ آیت کفار قریش کے بارے میں نازل ہوئی ہے - انہیں اگر قدر رہتی تو اس کی باتوں کو غلط نہ جانتے - جو شخص اللہ کو ہر چیز پر قادر مانے وہ ہے جس نے اللہ کی عظمت کی اور جس کا یہ عقیدہ نہ ہو وہ اللہ کی قدر کرنے والا نہیں - اس آیت کے متعلق بہت سی حدیثیں آئی ہیں - اس جیسی آیتوں کے بارے میں سلف صالحین کا مسلک یہی رہا ہے کہ جس طرح اور جن اظہار میں یہ آئی ہے اسی طرح انہی اظہاروں کے ساتھ انہیں مان لینا اور ان پر ایمان رکھنا - نہ ان کی کیفیت مثلاً نہ ان میں تحریف و تبدیلی کرتا - صحیح بخاری شریف میں اس آیت کی تفسیر میں ہے کہ یہودیوں کا ایک بڑا عالم رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ ہم یہ لکھا پاتے ہیں کہ اللہ عز و جل ساتوں آسمانوں کو ایک انگلی پر رکھ لے گا اور سب زمینوں کو ایک انگلی پر رکھ لے گا اور درختوں کو ایک انگلی پر رکھ لے گا اور پانی اور مٹی کو ایک انگلی پر اور باقی تمام مخلوق کو ایک انگلی پر رکھ لے گا - پھر فرمائے گا میں ہی سب کا مالک اور سچا بادشاہ ہوں - حضور اس کی بات کی سچائی پر نرس دیئے یہاں تک کہ آپ کے مسوئے ظاہر ہو گئے - پھر آپ نے اسی آیت کی تلاوت کی - منہ کی حدیث بھی اسی کے قریب ہے - اس میں ہے کہ آپ نے اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری - اور روایت میں ہے کہ وہ اپنی انگلیوں پر بتاتا جاتا تھا - پہلے اس نے گلے کی انگلی دکھائی تھی - اس روایت میں چار انگلیوں کا ذکر ہے -

صحیح بخاری شریف میں ہے اللہ تعالیٰ زمین کو قبض کر لے گا اور آسمان کو اپنی دہنی منہی میں لے لے گا - پھر فرمائے گا میں ہوں بادشاہ کہاں ہیں زمین کے بادشاہ؟ مسلم کی اس حدیث میں ہے کہ زمینیں اس کی ایک انگلی پر ہوں گی اور آسمان اس کے داہنے ہاتھ میں ہوں گے - پھر فرمائے گا میں ہی بادشاہ ہوں - منہ احمد میں ہے حضور نے ایک دن منبر پر اس آیت کی تلاوت کی اور آپ اپنا ہاتھ ہلاتے جاتے تھے - آگے پیچھے لا رہے تھے اور فرماتے تھے اللہ تعالیٰ اپنی بزرگی آپ کو اپنے فرمائے گا کہ میں جبار ہوں میں متکبر ہوں میں مالک ہوں میں باعزت ہوں میں کریم ہوں - آپ اس کے بیان کے وقت اتنا بل رہے تھے کہ ہمیں ڈر لگنے لگا کہ کہیں آپ منبر سمیت گر نہ پڑیں - ایک روایت میں ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی پوری کیفیت لکھا دی کہ کس طرح حضور نے اسے حکایت کیا تھا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ آسمانوں اور زمینوں کو اپنے ہاتھ میں لے گا اور فرمائے گا میں بادشاہ ہوں - اپنی انگلیوں کو کبھی کھولے گا - کبھی بند کرے گا - اور آپ اس وقت بل رہے تھے یہاں تک کہ حضور ﷺ کے ہٹنے سے سارا منبر ہلنے لگا اور مجھے ڈر لگا کہ کہیں حضور کو گرنا دے - بزار کی روایت میں ہے کہ آپ نے یہ آیت پڑھی اور منبر ہلنے لگا - پس آپ تین مرتبہ آئے گئے - واللہ اعلم - بحکم کبیر طبرانی کی ایک غریب حدیث

میں ہے کہ حضورؐ نے اپنے صحابہؓ کی ایک جماعت سے فرمایا میں آج تمہیں سورہ زمر کی آخری آیتیں سناؤں گا جسے ان سے رونما آگیا وہ ضعی ہو گیا آپ نے اس آیت سے لے کر ختم سورہ تک کی آیتیں تلاوت فرمائیں۔ بعض روئے اور بعض کو رونانا آیا۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم نے ہر چند رونانا چاہا لیکن رونانا آیا۔

آپؐ نے فرمایا اچھا میں پھر پڑھوں گا جسے رونانا آئے وہ روئی شکل بنا کر یہ تکلف روئے۔ ایک اس سے بڑھ کر غریب حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں نے تین چیزیں اپنے بندوں میں چھپائی ہیں۔ اگر وہ انہیں دیکھ لیتے تو کوئی شخص کبھی کوئی بد عملی نہ کرتا۔ (۱) اگر میں پردہ ہٹا دیتا اور وہ مجھے دیکھ کر خوب یقین کر لیتے اور معلوم کر لیتے کہ میں اپنی مخلوق سے کیا کچھ کرتا ہوں جب کہ ان کے پاس آؤں اور آسمانوں کو اپنی مٹھی میں لے لوں۔ پھر زمین کو اپنی مٹھی میں لے لوں پھر کہوں میں بادشاہ ہوں۔ میرے سوا ملک کا مالک کون ہے؟ (۲) پھر میں انہیں جنت دکھاؤں اور اس میں جو بھلائیاں ہیں سب ان کے سامنے کر دوں اور وہ یقین کے ساتھ خوب اچھی طرح دیکھ لیں۔ (۳) اور میں انہیں جہنم دکھاؤں اور اس کے عذاب دکھاؤں یہاں تک کہ انہیں یقین آجائے۔ لیکن میں نے یہ چیزیں قصداً ان سے پوشیدہ کر رکھی ہیں تاکہ میں جان لوں کہ وہ مجھے کس طرح جانتے ہیں کیونکہ میں نے یہ سب باتیں بیان کر دی ہیں۔ اس کی سند متقارب ہے اور اس نسخے سے بہت سی حدیثیں روایت کی جاتی ہیں۔ واللہ اعلم۔

وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي
الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ نُفِخَ فِيْهِ اٰخَرٰى فَاِذَا هُمْ قِيٰمٌ
تَنْظُرُوْنَ ۝ وَاَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّهَا وَوُضِعَ الْكِتٰبُ وَجِئَ
بِالنَّبِيِّنَ وَالشَّهَدَآءِ وَقُضِيَ بَيْنَهُم بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۝
وَوُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ وَهُوَ اَعْلَمُ بِمَا يَفْعَلُوْنَ ۝

صور پھونک دیا جائے گا۔ پس آسمانوں اور زمین والے سب بیہوش ہو کر گر پڑیں گے مگر جسے اللہ چاہے پھر دوبارہ صور پھونکا جائے گا۔ پس وہ ایک دم کھڑے ہو کر دیکھنے لگ جائیں گے ○ زمین اپنے پروردگار کے نور سے جگمگا اٹھے گی نامہ اعمال حاضر کئے جائیں گے نبیوں اور گواہوں کو لایا جائے گا اور لوگوں کے درمیان حق فیصلے کر دیے جائیں گے۔ وہ ظلم نہ کئے جائیں گے ○ اور جس شخص نے جو کچھ کیا ہے پھر پورا کر دیا جائے گا۔ جو کچھ لوگ کر رہے ہیں وہ بخوبی جاننے والا ہے ○

قیامت کی ہولناکی کا بیان: ☆ ☆ (آیت: ۶۸-۷۰) قیامت کی ہولناکی اور دہشت و وحشت کا ذکر ہو رہا ہے کہ صور پھونکا جائے گا۔ یہ دوسرا صور ہوگا جس سے ہر زندہ ہر جانے گا خواہ آسمان میں ہو خواہ زمین میں۔ مگر جسے اللہ چاہے۔ صور کی مشہور حدیث میں ہے کہ پھر باقی والوں کی روحیں قبض کی جائیں گی یہاں تک کہ سب سے آخر خود ملک الموت کی روح بھی قبض کی جائے گی اور صرف اللہ تعالیٰ ہی باقی رہ جائے گا جو وحی و قیوم ہے جو ازل سے تھا اور آخر میں دوام کے ساتھ رہ جائے گا۔ پھر فرمائے گا کہ آج کس کا راج پاٹ ہے؟ تم مرتبہ یہی فرمائے گا۔ پھر خود آپ ہی اپنے آپ کو جواب دے گا کہ اللہ واحد و قہار کا میں ہی اکیلا ہوں جس نے ہر چیز کو اپنی ماتحتی میں کر رکھا ہے آج میں نے سب کو فنا کا حکم دے دیا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کو دوبارہ زندہ کرے گا۔ سب سے پہلے حضرت اسرافیل علیہ السلام کو زندہ کرے گا

اور انہیں حکم دے گا کہ دوبارہ نغضہ چھوئیں۔ یہ تیسرا صورت ہوگا جس سے ساری مخلوق جو مردہ تھی زندہ ہو جائے گی جس کا بیان اس آیت میں ہے کہ اور نغضہ چھوٹکا جائے گا اور سب لوگ اٹھ کھڑے ہوں گے اور نظریں دوڑانے لگیں گے۔ یعنی قیامت کی دل دوز حالت دیکھنے لگیں گے جیسے فرمان ہے فَإِنَّمَا هِيَ زَجْرَةٌ وَاحِدَةٌ فَإِذَا هُمْ بِالسَّاهِرَةِ یعنی وہ تو صرف ایک ہی سخت آواز ہوگی جس سے سب لوگ فوراً ہی ایک میدان میں آ موجود ہوں گے۔ اور آیت میں ہے يَوْمَ يَدْعُوكُمْ فَتَسْتَجِيبُونَ بِحَمْدِهِ اِذْ لَمْ يَكُنْ لَكُمْ دِينٌ اِلَّا الَّذِي تَدْعُوْنَ اَنْتُمْ سُبَّانٌ اِلَّا كَيْفَ تَعْلَمُونَ سب اس کی حمد کرتے ہوئے اس کی پکار کو مان لو گے اور دنیا کی زندگی کو کم سمجھنے لگو گے۔ اللہ جل و علا کا اور جگہ ارشاد ہے وَمِنْ اٰيٰتِهٖ اَنْ تَقُوْمَ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اِذْ لَمْ يَكُنْ لَكُم مِّنْ دُوْنِهَا سُلٰكٌ اِلَّا كَيْفَ تَعْلَمُونَ اس کی نشانوں میں سے زمین و آسمان کا اس کے حکم سے قائم رہنا ہے۔ پھر جب وہ تمہیں زمین میں سے پکار کر بلائے گا تو تم سب ایک باری نکل پڑو گے۔

مسند احمد ہے کہ ایک شخص نے حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے کہا کہ آپ فرماتے ہیں اتنے اتنے وقت تک قیامت آ جائے گی۔ آپ نے ناراض ہو کر فرمایا جی تو چاہتا ہے کہ تم سے کوئی بات بیان ہی نہ کروں۔ میں نے تو کہا تھا کہ بہت تھوڑی مدت میں تم اہم امر دیکھو گے۔ پھر فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے میری امت میں دجال آئے گا اور وہ چالیس تک رہے گا۔ میں نہیں جانتا کہ چالیس دن یا چالیس مہینے یا چالیس سال یا چالیس راتیں۔ پھر اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کو بھیجے گا۔ وہ بالکل صورت شکل میں حضرت عروہ بن مسعود ثقفیؓ جیسے ہوں گے۔ اللہ آپ کو غالب کرے گا اور دجال آپ کے ہاتھوں ہلاک ہوگا۔ پھر سو سال تک لوگ اس طرح ملے جلے رہیں گے کہ ساری دنیا میں دو مخصوص کے درمیان بھی آپس میں بخش و عداوت نہ ہوگی۔ پھر پروردگار عالم شام کی طرف ایک ہلکی ٹھنڈی ہوا چلائے گا جس سے تمام ایمان والوں کی روح قبض کر لی جائے گی یہاں تک کہ جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر ایمان ہوگا وہ بھی ختم ہو جائے گا۔ یہ خواہ کہیں بھی ہوں یہاں تک کہ اگر کسی پہاڑی کی کھوہ میں بھی کوئی مسلمان ہوگا تو یہ ہوا وہاں بھی پہنچے گی۔ میں نے اسے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔ پھر تو بدترین لوگ باقی رہ جائیں گے جو اپنے کمینہ پرین میں مثل پرندوں کے ہلکے اور اپنی بے وقوفی میں مثل درندوں کے بے وقوف ہوں گے نہ اچھائی کو اچھائی سمجھیں گے نہ بدائی کو بدائی جانیں گے۔ ان پر شیطان ظاہر ہوگا اور کہے گا شر ماتے نہیں کہ تم نے بت پرستی چھوڑ رکھی ہے چنانچہ وہ اس کے بہکانے میں آ کر بت پرستی شروع کر دیں گے۔ اس حالت میں بھی اللہ تعالیٰ ان کی روزی اور معاش میں کشادگی عطا فرمائے ہوئے ہوگا۔ پھر صرصور پھونک دیا جائے گا۔ جس کے کان میں اس کی آواز جائے گی وہ ادھر گرے گا ادھر کھڑا ہوگا۔ پھر گرے گا۔ سب سے پہلے اس کی آواز جس کے کان میں پڑے گی یہ وہ شخص ہوگا جو اپنا حوض نمیک کر رہا ہوگا۔ فوراً بیہوش ہو کر زمین پر گر پڑے گا۔ پھر تو ہر شخص بیہوش اور خوفزدہ اموش ہو جائے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ بارش نازل فرمائے گا جو شہم کی طرح ہوگی۔ اس سے لوگوں کے جسم آگ لگیں گے، پھر دوسرا صرصور پھونکا جائے گا تو سب زندہ کھڑے ہو جائیں گے اور دیکھنے لگیں گے۔ پھر کہا جائے گا کہ اے لوگو! اپنے رب کی طرف چلو۔ انہیں خبر الزام سے سوالات کئے جائیں گے پھر فرمایا جائے گا کہ جنہم کا حصہ نکال لو پوچھا جائے گا کہ کس قدر۔ جواب ملے گا ہر ہزارے نو سو سنانوے۔ یہ دن ہوگا کہ بچے بوڑھے ہو جائیں گے اور یہی دن ہوگا جس میں پنڈلی کھولی جائے گی۔ (صحیح مسلم)

صحیح بخاری میں ہے دونوں ٹخوں کے درمیان چالیس ہوں گے۔ راوی حدیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سوال ہوا کہ کیا چالیس دن؟ فرمایا میں اس کا جواب نہیں دوں گا کہا گیا چالیس ماہ؟ فرمایا میں اس کا بھی انکار کرتا ہوں۔ انسان کی سب چیز سڑک جائے گی مگر یرہ کی ہڈی اسی سے مخلوق کی ترتیب دی جائے گی۔ ابو یعلیٰ میں ہے رسول اللہ ﷺ نے حضرت جبریل علیہ السلام سے دریافت کیا کہ اس آیت میں جو استثناء ہے یعنی جسے اللہ چاہے اس سے کون لوگ مراد ہیں؟ فرمایا شہداء۔ یہ اپنی تلواریں لٹکائے اللہ کے عرش کے ارد گرد ہوں

گئے فرشتے اپنے جہنم میں انہیں جھڑکی طرف لے جائیں گے۔ یا قوت کی اونٹنیوں پر وہ سوار ہوں گے جن کی گدیاں ریشم سے بھی زیادہ نرم ہوں گی۔ انسان کی نگاہ جہاں تک کام کرتی ہے اس کا ایک قدم ہوگا۔ یہ جنت میں خوش وقت ہوں گے۔ وہاں عیش و عشرت میں ہوں گے۔ پھر ان کے دل میں آئے گا کہ چلو دیکھیں اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کے فیصلے کر رہا ہوگا چنانچہ ان کی طرف دیکھ کر اللہ العالیم ہنس دے گا۔ اور اس جگہ جسے دیکھ کر رب ہنس دے اس پر حساب کتاب نہیں ہے۔ اس کے کل راوی ثقہ ہیں مگر اسماعیل بن عیاش کے استاد غیر معروف ہیں۔ واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم۔ قیامت کے دن جب کہ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کے فیصلے کے لئے آئے گا اس وقت اس کے نور سے ساری زمین روشن ہو جائے گی۔ نامہ اعمال لائے جائیں گے۔ نبیوں کو پیش کیا جائے گا جو گواہی دیں گے کہ انہوں نے اپنی امتوں کو تبلیغ کر دی تھی۔ اور بندوں کے نیک بد اعمال کے محافظ فرشتے لائے جائیں گے۔ اور عدل و انصاف کے ساتھ مخلوق کے فیصلے کئے جائیں گے۔ اور کسی پر کسی قسم کا ظلم و ستم نہ کیا جائے گا۔ جیسے فرمایا وَ نَضَعُ الْمَوَازِينَ الخ یعنی قیامت کے دن ہم میزان عدل قائم کریں گے اور کسی پر بالکل ظلم نہ ہوگا گورائی کے دانے کے برابر عمل ہو ہم اسے بھی موجود کر دیں گے اور ہم حساب لینے والے کافی ہیں۔ اور آیت میں ہے اللہ تعالیٰ پر قدر و زرے کے بھی ظلم نہیں کرتا وہ نیکوں کو بڑھاتا ہے اور اپنے پاس سے اجر عظیم عنایت فرماتا ہے۔ اسی لئے یہاں بھی ارشاد ہو رہا ہے ہر شخص کو اس کے بھلے برے عمل کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا۔ وہ شخص کے اعمال سے باخبر ہے۔

وَسِيقَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِلَىٰ جَهَنَّمَ زُمَرًا ۚ حَتَّىٰ إِذَا جَاءَهُمْ
فَتَحَّتْ أَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا أَلَمْ يَأْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنكُمْ
يَتْلُونَ عَلَيْكُمْ آيَاتِ رَبِّكُمْ وَيُنذِرُونَكُمْ لِقَاءَ يَوْمِكُمْ هَٰذَا ۚ
قَالُوا بَلَىٰ وَلَٰكِنْ حَقَّتْ كَلِمَةُ الْعَذَابِ عَلَى الْكَافِرِينَ ۝
قِيلَ ادْخُلُوا أَبْوَابَ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا ۖ فَبِئْسَ مَثْوًى
الْمُتَكَبِّرِينَ ۝

کفاروں کے غول کے غول جہنم کی طرف ہنگامے جائیں گے۔ جب وہ اس کے پاس پہنچ جائیں گے اس کے دروازے ان کے لئے کھول دیئے جائیں گے اور وہاں کے نگہبان ان سے سوال کریں گے کہ کیا تمہارے پاس تم سے رسول نہ آئے تھے جو تم پر تمہارے رب کی آیتیں پڑھتے تھے اور تمہیں اس دن کی ملاقات سے آگاہ کرتے تھے؟ یہ جواب دیں گے کہ ہاں درست ہے لیکن عذاب کا حکم کافروں پر ثابت ہو گیا ○ کہا جائے گا کہ اب جہنم کے دروازوں میں داخل ہو جاؤ جہاں تمہیں قے نہیں سرکشوں کا ٹھکانا بہت ہی برا ہے ○

کفار کی آخری منزل: ☆ ☆ (آیت: ۷۱-۷۲) بد نصیب مکرین حق کفار کا انجام بیان ہو رہا ہے کہ وہ جانوروں کی طرح رسوائی و ذلت و آفت ڈھٹ اور جھڑکی سے جہنم کی طرف ہنگامے جائیں گے۔ جیسے اور آیت میں یَذْعُونَ کا لفظ ہے۔ یعنی دھکے دینے جائیں گے اور سخت پیاسے ہوں گے جیسے اللہ جل و علا نے فرمایا یَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِينَ الخ جس روز ہم پر ہیزگاروں کو رحمان کے مہمان بنا کر جمع کریں گے اور گنہگاروں کو دوزخ کی طرف پیاسا ہانگیں گے اس کے علاوہ بہرے گوشتے اور اندھے ہوں گے اور منہ کے بل گھسیٹے جا رہے ہوں گے جیسے فرمایا وَ نَحْشُرُهُمْ یَوْمَ الْقِيَمَةِ عَلَىٰ وُجُوْهِهِمْ الخ قیامت کے دن انہیں ہم ان کے منہ کے بل گھسیٹ کر لائیں گے۔ یہ اندھے

گوٹے اور بھرے ہوں گے۔ ان کا ٹھکانہ دوزخ ہوگا۔ جب اس کی آتش دھبی ہونے لگے ہم اسے اور تیز کر دیں گے۔ یہ قریب پہنچیں گے دروازے کھل جائیں گے تاکہ فوراً ہی عذاب نازل شروع ہو جائے۔ پھر انہیں وہاں کے محافظ فرشتے شونہہ کرنے کے لئے اور نعمات پر حمانے کے لئے ڈانٹ کر اور جھڑک کر کہیں گے کیونکہ ان میں رحم کا تو مادہ ہی نہیں، سراسر سختی کرنے والے سخت غصے والے اور بڑی بے طرح مار مارنے والے ہیں کہ کیا تمہارے پاس تمہاری ہی جس کے اللہ کے رسول نہیں آئے تھے؟ جن سے تم سوال جواب کر سکتے تھے، اپنا اطمینان اور تسلی کر سکتے تھے، ان کی باتوں کو سمجھ سکتے تھے، ان کی صحبت میں بیٹھ سکتے تھے انہوں نے اللہ کی آیتیں تمہیں پڑھ کر سنائیں، اپنے لئے ہوئے سچے دین پر دلیلیں قائم کر دیں۔ تمہیں اس دن کی برائیوں سے آگاہ کر دیا۔ آج کے عذابوں سے ڈرا دیا۔ کافر اقرار کریں گے کہ ہاں یہ سچ ہے بیشک اللہ کے پیغمبر ہم میں آئے۔ انہوں نے دلیلیں بھی قائم کیں۔ ہمیں بہت کچھ کھانا بھی، ڈرا یا دھمکا یا بھی۔ لیکن ہم نے ان کی ایک نہ مانی بلکہ ان کے خلاف کیا، مقابلہ کیا کیونکہ ہماری قسمت میں ہی شقاوت تھی۔ ازلی بد نصیب ہم تھے۔ حق سے ہٹ گئے اور باطل کے طرفدار بن گئے۔

جیسے سورۃ تبارک کی آیت میں ہے جب جہنم میں کوئی گروہ ڈالا جائے گا اس سے وہاں کے محافظ پوچھیں گے کہ کیا تمہارے پاس کوئی ڈرانے والا نہیں آیا تھا؟ وہ جواب دیں گے کہ ہاں آیا تو تھا لیکن ہم نے اس کی تکذیب کی اور کہہ دیا کہ اللہ تعالیٰ نے کچھ بھی نازل نہیں فرمایا۔ تم بڑی بھاری غلطی میں ہو۔ اگر ہم سنتے یا سمجھتے تو آج دوزخیوں میں نہ ہوتے۔ یعنی اپنے آپ کو آپ ملامت کرنے لگیں گے۔ اپنے منہ کا خود اقرار کریں گے۔ اللہ فرمائے گا، دوری اور خسارہ ہو۔ لعنت و پھٹکار ہوا مل دوزخ پر، کہا جائے گا یعنی ہر وہ شخص جو انہیں دیکھے گا اور ان کی حالت کو معلوم کرے گا، وہ صاف کہہ اٹھے گا کہ بے شک یہ اسی لائق ہیں۔ اسی لئے کہنے والے کا نام نہیں لیا گیا بلکہ اسے مطلق چھوڑا گیا تاکہ اس کا عموم باقی رہے اور اللہ تعالیٰ کے عدل کی گواہی کامل ہو جائے۔ ان سے کہہ دیا جائے گا کہ اب جاؤ جہنم میں یہیں ہمیشہ جلتے جھلتے رہنا، نہ یہاں سے کسی طرح کسی وقت چھٹکارے نہ تمہیں موت آئے۔ آہ یہ کیا ہی برا ٹھکانہ ہے جس میں دن رات جلتا ہی جلتا ہے۔ یہ ہے تمہارا نکمہ کرا اور حق کو نہ ماننے کا بدلہ۔ جس نے تمہیں ایسی بری جگہ پہنچایا اور یہیں کر دیا۔ کیا یہی برا حال ہے؟ اور کیا یہی عبرت ناک مال ہے؟ اللہ ہمیں محفوظ رکھے۔

وَسِيقَ الَّذِينَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا حَتَّىٰ إِذَا جَاءُوهَا
وَفُتِحَتْ أَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلَامٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ
فَادْخُلُوهَا خُلِدِينَ ۖ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي صَدَقْنَا وَعَدَهُ
وَأَوْثَرْنَا الْأَرْضَ نَتَّبِعُوا مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ نَشَاءُ ۖ فَنِعْمَ
أَجْرُ الْعَمَلِينَ ۝

اور جو لوگ اپنے رب سے ڈرتے رہتے تھے ان کے گروہ کے گروہ جنت کی طرف روانہ کئے جائیں گے یہاں تک کہ جب اس کے پاس آجائیں گے اور دروازے کھول دیئے جائیں گے اور وہاں کے چھپانے والے ان سے کہیں گے تم سراسر سلام ہو تم خوشحال ہو تم اس میں ہمیشہ کے لئے چلے جاؤ ۝ یہ کہیں گے اللہ کا شکر ہے جس نے ہم سے اپنا وعدہ پورا کیا اور ہمیں اس زمین کا وارث بنادیا کہ جنت میں جہاں چاہیں مقام کریں پس مل کرنے والوں کے لئے بہت ہی اچھا بدلہ ہے ۝

متقیوں کی آخری منزل: ☆ ☆ (آیت: ۷۳-۷۴) اور پر بد بختوں کا انجام اور ان کا حال بیان ہوا۔ یہاں سعادت مندوں کا نتیجہ بیان ہو رہا ہے کہ یہ بہترین خوبصورت اونٹنیوں پر سوار ہو کر جنت کی طرف پہنچائے جائیں گے۔ ان کی بھی جماعتیں ہوں گی۔ مقررین خاص کی جماعت پھر برابر کی پھر ان سے کم درجے والوں کی پھر ان سے کم درجے والوں کی ہر جماعت اپنے مناسب لوگوں کے ساتھ ہوگی انبیاء انبیاء کے ہمراہ صدیق اپنے جیسوں کے ساتھ شہید لوگ اپنے والوں کے ہمراہ علماء اپنے جیسوں کے ساتھ غرض ہر مہم جنس اپنے میل کے لوگوں کے ساتھ ہوں گے۔ جب وہ جنت کے پاس پہنچیں گے پہلی صراط سے پار ہو چکے ہوں گے وہاں ایک پہل پر ٹھہرائے جائیں گے اور ان میں آپس میں جو مظالم ہوں گے ان کا قصاص اور بدلہ ہو جائے گا۔ جب پاک صاف ہو جائیں گے تو جنت میں جانے کی اجازت پائیں گے۔ صوری مطول حدیث میں ہے کہ جنت کے دروازوں پر پہنچ کر یہ آپس میں مشورہ کریں گے کہ دیکھو سب سے پہلے کے اجازت دی جاتی ہے پھر وہ حضرت آدم کا قصد کریں گے۔ پھر حضرت نوح کا پھر حضرت ابراہیم کا پھر حضرت موسیٰ کا پھر حضرت عیسیٰ کا پھر حضرت محمد ﷺ و علیہم السلام کا پیسے میدان محشر میں شفاعت کے موقعہ پر بھی کیا تھا۔ اس سے بڑا مقصد جناب احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی فضیلت کا موقعہ ہر موقعہ اظہار کرتا ہے۔ صحیح مسلم کی حدیث میں ہے میں جنت میں پہلا سفارشی ہوں۔ ایک اور روایت میں ہے میں پہلا وہ شخص ہوں جو جنت کا دروازہ کھٹکائے گا۔ مندا احمد میں ہے میں قیامت کے دن جنت کا دروازہ کھٹکاتا ہوں گا تو وہاں کا داروغہ مجھ سے پوچھے گا کہ آپ کون ہیں؟ میں کہوں گا کہ محمد (ﷺ) وہ کہے گا مجھے یہی حکم تھا کہ آپ کی تشریف آوری سے پہلے جنت کا دروازہ کسی کے لئے نہ کھولوں۔

مندا احمد میں ہے کہ پہلی جماعت جو جنت میں جائے گی ان کے چہرے چودھویں رات کے چاند جیسے ہوں گے۔ تھوکر رینٹ پیٹاب پاخانہ وہاں کچھ نہ ہوگا۔ ان کے برتن اور سامان آرائش سونے چاندی کا ہوگا۔ ان کی انگلیکھٹیوں میں بہترین اگر خوشبودے رہا ہوگا۔ ان کا پسینہ ٹھک ہوگا۔ ان میں سے ہر ایک کی دو بیویاں ہوں گی جن کی پنڈلی کا گودا بوجھ حسن و زکات صفائی اور نفاست کے گوشت کے پیچھے سے نظر آ رہا ہوگا۔ کسی دوش کوئی اختلاف اور حسد و بغض نہ ہوگا۔ سب کے سب گھل کر ایسے ہوں گے جیسے ایک شخص کا دل جو جنت میں جائے گا ان کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی طرح روشن ہوں گے۔ ان کے بعد والی جماعت کے چہرے ایسے ہوں گے جیسے بہترین چمکا ستارہ۔ پھر قریب قریب اور دانی حدیث کے بیان ہے اور یہ بھی ہے کہ ان کے قد ساٹھ ہاتھ کے ہوں گے۔ جیسے حضرت آدم علیہ السلام کا قد تھا۔ اور حدیث میں ہے کہ میری امت کی ایک جماعت جو ستر ہزار کی تعداد میں ہوگی پہلے جہنم میں داخل ہوگی ان کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی طرح چمک رہے ہوں گے۔ یہ سن کر حضرت عکاشہ بن محسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے درخواست کی کہ یا رسول اللہ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ اللہ مجھے بھی انہی میں سے کر دے۔ آپ نے دعا کی کہ اللہ انہیں بھی انہی میں سے کر دے پھر ایک انصاری نے بھی یہی عرض کی۔ آپ نے فرمایا عکاشہ تجھ پر سبقت لے گیا۔ ان ستر ہزار کے حساب جنت میں داخل ہونا بہت ہی کتابوں میں بہت ہی سندوں سے بہت سے صحابہ سے مروی ہے۔ بخاری و مسلم میں ہے کہ میری امت میں سے ستر ہزار یا سات سو ہزار (یعنی سات لاکھ) جنت میں ایک ساتھ جائیں گے۔ ایک دوسرے کے ہاتھ تھامے ہوئے ہوں گے۔ سب ایک ساتھ ہی جنت میں قدم بٹھکیں گے۔ ان کے چہرے چودھویں رات کے چاند جیسے ہوں گے۔ ان ابلی شیبہ میں ہے مجھ سے میرے رب کا وعدہ ہے کہ میری امت میں سے ستر ہزار شخص جنت میں جائیں گے۔ ہر ہزار کے ساتھ ستر ہزار اور ہوں گے ان سے نہ حساب ہوگا نہ انہیں عذاب ہوگا۔ ان کے علاوہ اور تین لکھ بھر کر جو اللہ اپنے انھوں سے لے بھر کر جنت میں پہنچائے گا۔ طبرانی اس روایت میں ہے پھر ہر ہزار کے ساتھ ستر ہزار ہوں گے۔ اس حدیث کے بہت سے فوائد ہیں۔ جب یہ سعید بخت بزرگ جنت کے پاس پہنچ جائیں گے ان کے لئے دروازہ کھل جائیں گے ان کی وہاں عزت و تعظیم

ہوگی وہاں کے محافظ فرشتے انہیں بشارت سنائیں گے ان کی تعریفیں کریں گے انہیں سلام کریں گے۔ اس کے بعد کا جواب قرآن میں محذوف رکھا گیا ہے تاکہ عمومیت باقی رہے۔

مطلب یہ ہے کہ اس وقت یہ پورے خوش وقت ہو جائیں گے۔ بے انداز سرور راحت آرام و چین انہیں ملے گا۔ ہر طرح کی آس اور بھلائی کی امید بندھ جائے گی۔ ہاں یہاں یہ بیان کر دینا بھی ضروری ہے کہ بعض لوگوں نے جو کہا ہے کہ وَفُتِحَتْ مِیْنِ وَاوْ اَتھوہیں ہے اور اس سے استدلال کیا ہے کہ جنت کے آٹھ دروازے ہیں انہوں نے بڑا تکلف کیا ہے اور بیکار مشقت اٹھائی ہے۔ جنت کے آٹھ دروازوں کا ثبوت تو صحیح احادیث میں صاف موجود ہے۔ مسند احمد میں ہے جو شخص اپنے مال میں سے اللہ کی راہ میں خرچ کر لے وہ جنت کے سب دروازوں سے بلایا جائے گا۔ جنت کے کئی ایک دروازے ہیں۔ نمازی باب الصلوٰۃ سے، سخی باب الصدقہ سے، محابہ باب جہاد سے روزے دار باب الریان سے بلائے جائیں گے۔

یہ سن کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سوال کیا کہ یا رسول اللہ! گو اس کی ضرورت تو نہیں کہ ہر دروازے سے پکارا جائے جس سے بھی پکارا جائے مقصد تو جنت میں جانے سے ہے۔ لیکن کیا کوئی ایسا بھی ہے جو جنت کے کل دروازوں سے بلایا جائے؟ آپ نے فرمایا ہاں اور مجھے امید ہے کہ تم انہی میں سے ہو گے۔ یہ حدیث بخاری و مسلم وغیرہ میں بھی ہے۔ بخاری و مسلم کی ایک اور حدیث میں ہے جنت میں آٹھ دروازے ہیں۔ جن میں سے ایک کا نام باب الریان ہے اس میں سے صرف روزے دار ہی داخل ہوں گے۔ صحیح مسلم میں ہے تم میں سے جو شخص کامل مکمل بہت اچھی طرح عمل کر وضو کرے پھر اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاِنْ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُولُہٗ پڑھے اس کے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کھل جاتے ہیں جس سے چاہے چلا جائے۔ اور حدیث میں ہے جنت کی کئی لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰہ ہے۔ ”جنت کے دروازوں کی کشادگی کا بیان“ اللہ ہمیں بھی جنت نصیب کرے۔ شفاعت کی مطول حدیث میں ہے کہ پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے محمد (ﷺ) اپنی امت میں سے جن پر حساب نہیں انہیں دہنی طرف کے دروازے سے جنت میں لے جاؤ لیکن اور دروازوں میں بھی یہ دوسروں کے ساتھ شریک ہیں۔ اس کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے کہ جنت کی چوکھٹ اتنی بڑی وسعت والی ہے جتنا فاصلہ کہ اور جبر میں ہے۔ یا فرمایا ہجر اور مکہ میں ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ اور بصری میں ہے۔ (بخاری و مسلم) حضرت عتبہ بن غزو ان نے اپنے خیلے میں بیان فرمایا کہ ہم سے یہ ذکر کیا گیا ہے کہ جنت کے دروازے کی وسعت چالیس سال کی راہ ہے۔ ایک ایسا دن بھی آنے والا ہے کہ جنت میں جانے والوں کی بھیڑ بھاڑ سے یہ وسیع دروازے کچھ کچھ بھرے ہوئے ہوں گے (مسلم) مسند میں ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں جنت کی چوکھٹ چالیس سال کی راہ کی ہے یہ جب جنت کے پاس پہنچیں گے انہیں فرشتے سلام کریں گے اور مبارکباد دیں گے کہ تمہارے اعمال تمہارے اقوال تمہاری کوشش اور تمہارا بدلہ ہر چیز خوشی والی اور عمدہ کی والی ہے۔

جیسے کہ حضور علیہ السلام نے کسی غزوے کے موقعہ پر اپنے منادی سے فرمایا تھا جاؤ ندا کر دو کہ جنت میں صرف مسلمان لوگ ہی جائیں گے یا فرمایا تھا صرف مومن ہی فرشتے ان سے کہیں گے کہ تم اب یہاں سے نکالے نہ جاؤ گے بلکہ یہاں تمہارے لئے دوام ہے اپنا یہ حال دیکھ کر خوش ہو کر جنتی اللہ کا شکر ادا کریں گے اور کہیں گے کہ الحمد للہ جو وعدہ ہم سے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولوں کی زبانی کیا تھا اسے پورا کیا۔ یہی دعائیں دنیا میں تھیں رَبَّنَا وَاِتَّخِذْنَا عَدَّتَنَا عَلٰی رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا یَوْمَ الْقِیَمَةِ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ یعنی اے ہمارے پروردگار ہمیں وہ دے جس کا وعدہ تو نے اپنے رسولوں کی زبانی ہم سے کیا ہے اور ہمیں قیامت کے دن رسوا نہ کر۔ یقیناً تیری ذات

وعدہ خلافی سے پاک ہے اور آیت میں ہے کہ اس موقع پر اہل جنت یہ بھی کہیں گے اللہ کا شکر ہے جس نے ہمیں اس کی ہدایت کی۔ اگر وہ ہدایت نہ کرتا تو ہم ہدایت نہ پاسکتے۔ یقیناً اللہ کے رسول ہمارے پاس حق لائے تھے۔ وہ یہ بھی کہیں گے کہ اللہ ہی کے لئے سب تعریف ہے جس نے ہم سے غم دور کر دیا یقیناً ہمارا رب بخشے والا اور قدر کرنے والا ہے۔ جس نے اپنے فضل و کرم سے پاک جگہ ہمیں نصیب فرمائی جہاں ہمیں نہ کوئی دکھ درد ہے نہ رنج و تکلیف یہاں ہے کہ یہ کہیں گے اس نے ہمیں جنت کی زمین کا وارث کیا۔ جیسے فرمان ہے وَ لَقَدْ كُتِبْنَا فِي الزَّبُورِ اَنْتَ اِمْ بَہم نے زبور میں ذکر کے بعد لکھ دیا تھا کہ زمین کے وارث میرے نیک بندے ہوں گے۔ اسی طرح آج جنتی کہیں گے کہ اس جنت میں ہم جہاں جگہ بنائیں کوئی روک ٹوک نہیں۔ یہ ہے بہترین بدلہ ہمارے اعمال کا۔

معراج والے واقعہ میں بخاری و مسلم میں ہے کہ جنت کے ڈیرے خیمے لولو کے ہیں اور اس کی مٹی مشک خالص ہے۔ ابن صائد سے جب حضورؐ نے جنت کی مٹی کا سوال کیا تو اس نے کہا سفید میدے جیسی مشک خالص۔ حضورؐ نے فرمایا یہ سچا ہے (مسلم)

مسلم ہی کی اور روایت میں ہے کہ ابن صائد نے حضورؐ سے پوچھا تھا۔ ابن ابی حاتم میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول مروی ہے کہ جنت کے دروازے پر پہنچ کر یہ ایک درخت کو دیکھیں گے جس کی جڑ میں سے دوسری نکلتی ہوں گی۔ ایک میں دوسرے گل کریں گے جس سے اس قدر پاک صاف ہو جائیں گے کہ ان کے جسم اور چہرے چمکنے لگیں گے۔ ان کے بال نکلتے کئے ہوئے تیل والے ہو جائیں گے کہ پھر کبھی سلجھانے کی ضرورت ہی نہ پڑے نہ چہرے اور نہ جسم کا رنگ روپ ہلکا پڑے۔ پھر یہ دوسری نہر پر جائیں گے گویا کہ ان سے کہہ دیا گیا ہو۔ اس میں سے پانی پئیں گے جن سے تمام گھن کی چیزوں سے پاک صاف ہو جائیں گے۔ جنت کے فرشتے انہیں سلام کریں گے، مبارکباد پیش کریں گے اور انہیں جنت میں جانے کے لئے کہیں گے۔ ہر ایک کے پاس اس کے غلام آئیں گے اور خوشی خوشی ان پر قربان ہوں گے اور کہیں گے آپ خوش ہو جائیے اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے طرح طرح کی نعمتیں مہیا کر رکھی ہیں ان میں سے کچھ بھگے دوڑے جائیں گے اور جو حوریں اس جنتی کے لئے مخصوص ہیں ان سے کہیں گے لو مبارک ہو ظلاں صاحب آگئے۔ نام سنتے ہی خوش ہو کر وہ پوچھیں گی کہ کیا تم نے خود انہیں دیکھا ہے؟ وہ کہیں گے ہاں ہم اپنی آنکھوں دیکھ کر آ رہے ہیں۔ یہ مارے خوشی کے دروازے پر آ کھڑی ہوں گی۔ جنتی جب اپنے محل میں آئے گا تو دیکھے گا کہ گدے برابر برابر لگے ہوئے ہیں۔ اور آب خورے رکھے ہوئے ہیں اور قالین بچھے ہوئے ہیں۔ اس فرش کو ملاحظہ فرما کر اب جو دیواروں کی طرف نظر کرے گا تو وہ سرخ و ہنر اور زرد و سفید اور تمام قسم کے موتیوں کی بنی ہوئی ہوں گی۔ پھر صحت کی طرف نگاہ اٹھائے گا تو وہ اس قدر شفاف اور مصفا ہوگی کہ نور کی طرح چمک دمک رہی ہوگی۔ اگر اللہ اسے بقرار نہ رکھے تو اس کی روشنی آنکھوں کی روشنی کو بچھا دے۔ پھر اپنی بیویوں پر یعنی جنتی حوروں پر محبت بھری نگاہ ڈالے گا۔ پھر اپنے تختوں میں سے جس پر اس کا جی چاہے بیٹھے گا اور کہے گا اللہ کا شکر ہے جس نے ہمیں اس کی ہدایت کی۔

اگر اللہ ہمیں یہ راہ نہ دکھاتا تو ہم تو ہرگز اسے تلاش نہیں کر سکتے تھے۔ اور حدیث میں ہے حضورؐ نے فرمایا اس کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے جب یہ اپنی قبروں سے نکلیں گے ان کا استقبال کیا جائے گا۔ ان کے لئے پروں والی اونٹنیاں اٹائی جائیں گی جن پر سونے کے کباوے ہوں گے۔ ان کی جوتیوں کے تسمے تک نور سے چمک رہے ہوں گے۔ یہ اونٹنیاں ایک ایک قدم اس قدر دور رکھتی ہیں جہاں تک انسان کی نگاہ جاسکتی ہے۔ یہ ایک درخت کے پاس پہنچیں گے جس کے نیچے سے نہریں نکلتی ہیں۔ ایک کا پانی یہ پئیں گے جس سے ان کے پیٹ کی تمام فضولیات اور میل پھیل دھل جائے گا۔ دوسری نہر سے یہ غسل کریں گے۔ پھر ہمیشہ تک ان کے بدن میلے نہ ہوں گے۔ ان کے بال پرانگندہ نہ ہوں گے اور ان کے جسم اور چہرے بارونق رہیں گے۔ اب یہ جنت کے دروازوں پر آئیں گے۔

دیکھیں گے کہ ایک کنڈ اسرخ یا قوت کا ہے جو سونے کی تختی پر آویزاں ہے۔ یہ اسے ہلانیں گے تو ایک عجیب سریلی اور موسیقی صدا پیدا ہو گی! اسے سنتے ہی حور جان لے گی کہ اس کے خاوند آگئے! یہ داروغے کو حکم کریں گی کہ جاؤ دروازہ کھولو وہ دروازہ کھول دے گا۔ یہ اندر قدم رکھتے ہی اس داروغے کی نورانی شکل دیکھ کر جبدے میں گر پڑے گا لیکن وہ اسے روک لے گا اور کہے گا! اپنا سر اٹھا! میں تو تیرا ماتحت ہوں۔ اور اسے اپنے ساتھ لے چلے گا۔

جب یہ اس درو یا قوت کے خیمے کے پاس پہنچے گا جہاں اس کی حور ہے، وہ بے تابانہ دوڑ کر خیمے سے باہر آ جائے گی اور بغل گیر ہو کر کہے گی! تم میرے محبوب ہو اور میں تمہاری چاہنے والی ہوں! میں یہاں ہمیشہ رہنے والی ہوں! مروتوں کی نہیں۔ میں نعمتوں والی ہوں! فقر و محتاجی سے دور ہوں۔ میں آپ سے ہمیشہ راضی خوشی رہوں گی! کبھی ناراض نہیں ہوں گی۔ میں ہمیشہ آپ کی خدمت میں حاضر رہنے والی ہوں۔ کبھی ادھر ادھر نہیں ہوں گی۔ پھر یہ گھر میں جائے گا جس کی چھت فرش سے ایک لاکھ ہاتھ بلند ہوگی۔ اس کی کل دیواریں قسم قسم کے اور رنگ برنگ کے موتیوں کی ہوں گی۔ اس گھر میں ستر تخت ہوں گے اور ہر تخت پر ستر ستر جھولداریاں ہوں گی اور ان میں سے ہر ستر پر ستر حوریں ہوں گی۔ ہر حور پر ستر جوڑے ہوں گے اور ان سب حلوں کے نیچے سے ان کی پنڈلی کا گودا نظر آتا ہوگا۔ ان کے ایک جماع کا اندازہ ایک پوری رات کا ہوگا۔ ان کے باغوں اور مکانوں کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی جن کا پانی کبھی بد بو دار نہیں ہوتا! صاف شفاف موتی جیسا پانی ہے اور دودھ کی نہریں ہوں گی جن کا مزہ کبھی نہیں بدلتا۔ جو دودھ کسی جانور کے تھن سے نہیں نکلا۔ اور شراب کی نہریں ہوں گی جو نہایت لذیذ ہوگا۔ جو کسی انسانی ہاتھوں کا بنایا ہوا نہیں۔ اور خالص شہد کی نہریں ہوں گی جو کھیموں کے پیٹ سے حاصل شدہ نہیں۔ قسم قسم کے میوؤں سے لدے ہوئے درخت اس کے چاروں طرف ہوں گے جن کا پھل ان کی طرف جھکا ہوا ہوگا۔ یہ کھڑے کھڑے پھل لینا چاہیں تو لے سکتے ہیں۔ اگر یہ بیٹھے بیٹھے پھل توڑنا چاہیں تو شاخیں اتنی جھک جائیں گی کہ یہ توڑ لیں۔ اگر یہ لینے لینے پھل لینا چاہیں تو شاخیں اتنی جھک جائیں۔ پھر آپ نے آیت وَدَانِيَهُ عَلَيْهِمْ ظِلُّهَا الخ پڑھی یعنی ان جتنی درختوں کے سائے ان پر جھکے ہوئے ہوں گے اور ان کے میوے بہت قریب کر دیئے جائیں گے۔ یہ کھانا کھانے کی خواہش کریں گے تو سفید رنگ یا سبز رنگ پرندان کے پاس آ کر اپنا پروانچا کر دیں گے۔ جس قسم کا اس کے پہلو کا گوشت چاہیں! کھائیں گے۔ پھر وہ زندہ کا زندہ جیسا تھا ویسا ہی ہو کر اڑ جائے گا۔ فرشتے ان کے پاس آئیں گے! سلام کریں گے اور کہیں گے کہ یہ جنتیں ہیں جن کے تم اپنے اعمال کے باعث وارث بنائے گئے ہو۔ اگر کسی حور کا ایک بال زمین پر آ جائے تو وہ اپنی چمک سے اور اپنی سیاہی سے نور کو روشن کرے اور سیاہی نمایاں رہے۔ یہ حدیث غریب ہے گو کہ یہ مرسل ہے۔ واللہ اعلم۔

وَتَرَى الْمَلَائِكَةَ حَافِينَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ يُسَبِّحُونَ
بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَقُضِيَ بَيْنَهُم بِالْحَقِّ وَقِيلَ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ
الْعَالَمِينَ ﴿۵۵﴾

اور تو فرشتوں کو اللہ کے عرش کے ارد گرد حلقہ باندھے ہوئے اپنے رب کی حمد تسبیح کرتے ہوئے دیکھے گا اور سب میں آپس میں انصاف کا فیصلہ کیا جائے گا اور کہہ دیا

جائے گا کہ ساری خوبی اللہ ہی کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے ○

قیامت کے دن انصاف کے ساتھ فیصلہ ہوگا: ☆ ☆ (آیت: ۷۵) جبکہ اللہ تعالیٰ نے اہل جنت اور اہل جہنم کا فیصلہ سنا دیا اور انہیں

ان کے ٹھکانے پہنچانے جانے کا حال بھی بیان کر دیا۔ اور اس میں اپنے عدل و انصاف کا ثبوت بھی دے دیا تو اس آیت میں فرمایا کہ قیامت کے روز اس وقت تو دیکھے گا کہ فرشتے اللہ کے عرش کے چاروں طرف کھڑے ہوں گے اور اللہ تعالیٰ کی حمد و تسبیح بزرگی اور بڑائی بیان کر رہے ہوں گے۔ ساری مخلوق میں عدل و حق کے ساتھ فیصلے ہو چکے ہوں گے۔ اس سراسر عدل اور بالکل رحم والے فیصلوں پر کائنات کا ذرہ ذرہ اس کی ثنا خوانی کرنے لگے گا اور جاندار چیز سے آواز آئے گی کہ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ چونکہ اس وقت ہر اک تر و خشک چیز اللہ کی حمد بیان کرے گی اس لئے یہاں مجھول کا صیغہ لاکر قائل کو عام کر دیا گیا۔

حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں خلق کی پیدائش کی ابتداء بھی حمد سے ہے۔ فرماتا ہے الْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اور مخلوق کی انتہا بھی حمد سے ہے۔ فرماتا ہے وَقَضٰی بَیْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَقِيلَ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔ الحمد للہ سورۃ زمر کی تفسیر ختم ہوئی۔

تفسیر سورۃ مومن

بعض سلف کا قول ہے کہ جن سورتوں کی ابتداء حتم سے ہے انہیں حوامیم کہنا مکروہ ہے۔ ال حتم کہا جائے۔ حضرت محمد بن سیرین بھی یہی کہتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں ال حم قرآن کا دیا چہ ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ہر چیز کا دروازہ ہوتا ہے اور قرآن کریم کا دروازہ ال حم ہے یا فرمایا حوامیم ہیں۔ حضرت مسعر بن کدام فرماتے ہیں ان سورتوں کو عرائس کہا جاتا تھا۔ عروس کہتے ہیں۔ حضرت عبداللہ فرماتے ہیں کہ قرآن کی مثال اس شخص جیسی ہے جو اپنے گھر والوں کے لئے کسی اچھی منزل کی تلاش میں نکلا تو ایک جگہ ایسی ہے جہاں گویا ابھی ابھی بارش برس چکی ہے۔ یہ ذرا سی کچھ آگے بڑھا ہوگا کہ دیکھتا ہے کہ تروتازہ لہلہاتے ہوئے چند چمن ہیں۔ یہ پہلے تر زمین کو دیکھ کر ہی تعجب میں تھا۔ اب تو اس کا تعجب اور بڑھ گیا۔ اس سے کہا گیا کہ پہلے کی مثال تو قرآن کریم کی عظمت کی مثال ہے اور ان باغیچوں کی مثال ایسی ہے جیسے قرآن میں حتم والی سورتیں (بنغوی) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ہر چیز کا دروازہ ہوتا ہے اور قرآن کا دروازہ یہی حم والی سورتیں ہیں۔

حضرت ابن مسعود فرماتے ہیں جب میں تلاوت کرتا ہوا حتم والی سورتوں پر پہنچتا ہوں تو مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے گویا میں ہرے بھرے پھلے پھولے باغوں کی سیر کر رہا ہوں۔ ایک شخص نے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مسجد بناتے ہوئے دیکھ کر پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ فرمایا کہ میں اس حم والی سورتوں کے لئے بنارہا ہوں۔ ممکن ہے یہ مسجد وہ وجود مشق کے قلعہ کے اندر ہے اور آپ ہی کے نام سے منسوب ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس کی حفاظت حضرت ابوالدرداء کی نیک نیتی کی اور جس وجہ سے یہ مسجد بنائی تھی اُس کی برکت کے باعث ہو۔ اس کلام میں دشمنوں پر فتح و ظفر کی دلیل بھی ہے۔ جیسے کہ حضور علیہ السلام نے اپنے بعض جہادوں میں اپنے لشکر سے فرمایا تھا کہ اگر رات کو تم اچانک حملہ کرو تو تمہاری پہچان کے خاص الفاظ حتم لَا یَنْصُرُوْکُمْ ہیں۔ ایک روایت میں تَنْصُرُوْکُمْ ہے۔ مسند بزار میں ہے جس نے آیت الکرسی اور سورۃ المومن کا ابتدائی حصہ پڑھا وہ سارے دن کی برائی سے محفوظ رہتا ہے۔ یہ حدیث ترمذی میں بھی ہے اور اس کے ایک راوی پر کچھ جرح بھی ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَحْمَدٌ تَنْزِیْلُ الْکِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ

ہے حد رحم والے بیشمار رحمت والے سچے معبود کے نام سے شروع
اس کتاب کا نازل فرمایا اس اللہ کی طرف سے ہے جو غالب اور دانا ہے ○

(آیت ۱-۲) سورتوں کے اول میں حم وغیرہ جیسے بخروف آئے ہیں ان کی پوری بحث سورہ بقرہ کی تفسیر کے شروع میں کر آئے ہیں جس کے اعادہ کی اب چنداں ضرورت نہیں۔ بعض کہتے ہیں حم اللہ کا ایک نام ہے اور اس کی شہادت میں وہ یہ شعر پیش کرتے ہیں۔
يَذْكُرُنِي حَمْدُ وَالرُّمُحُ شَاجِرٌ فَهَلَّا تَلَا حَمْدَ قَبْلِ التَّقْدَمِ
یعنی یہ مجھے حمد یاد دلاتا ہے جب کہ تیرہ تن چکا۔ پھر اس سے پہلے ہی اس نے حمد کیوں نہ کہو یا۔

عَافِرِ الذَّنْبِ وَقَابِلِ التَّوْبِ شَدِيدِ الْعِقَابِ ذِي الطَّوْلِ ۝ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ ۖ إِلَيْهِ الْمَصِيرُ ۝

گناہ کا بخشنے والا تو یہ کا قبول فرمانے والا سخت عذاب والا انعام و قدرت والا جس کے سوا کوئی سچا معبود نہیں اسی کی طرف واپس لوٹنا ہے ○

ابوداؤد اور ترمذی کی حدیث میں وارد ہے کہ اگر تم پر شب خون مارا جائے تو حَمْدَ لَا يُنْصَرُونَ کہنا اس کی سند صحیح ہے۔ ابو عبید کہتے ہیں مجھے یہ پسند ہے کہ اس حدیث کو یوں روایت کی جائے کہ آپ نے فرمایا، تم کو حَمْدَ لَا يُنْصَرُوا یعنی نون کے بغیر تو گویا ان کے نزدیک لَا يُنْصَرُوا جزا ہے فقہولوا کی یعنی جب تم یہ کہو گے، تم مغلوب نہیں صہو گے تو قول صرف حم رہا۔ یہ کتاب یعنی قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی جانب سے نازل شدہ ہے جو عزت و علم والا ہے جس کی جناب ہر بے ادبی سے پاک ہے اور جس پر کوئی ذرہ بھی مخفی نہیں گودہ کتنے ہی پردوں میں ہو۔ وہ گناہوں کی بخشش کرنے والا اور جو اس کی طرف جھکے اس کی جانب مائل ہونے والا ہے اور جو اس سے بے پرواہی کرے اس کے سامنے سرکشی اور تکبر کرے اور دنیا کو پسند کرے آخرت سے بے رغبت ہو جائے اللہ کی فرماں برداری کو چھوڑ دے اسے وہ سخت ترین عذاب اور بدترین سزائیں دینے والا ہے۔ جیسے فرمان ہے نَبِيَّ عِبَادِي اِنَّنِي اَنَا الْعَفُوْرُ الرَّحِيْمُ وَاَنَّ عَذَابِيْ هُوَ الْعَذَابُ الْاَلِيْمُ یعنی میرے بندوں کو آگاہ کر دو کہ میں بخشنے والا اور مہربانیاں کرنے والا بھی ہوں اور میرے عذاب بھی بڑے دردناک ہیں۔ اور بھی اس قسم کی آیتیں قرآن کریم میں بہت سی ہیں جن میں رحم و کرم کے ساتھ عذاب و سزا کا بیان بھی ہے تاکہ بندہ خوف و امید کی حالت میں رہے۔ وہ وسعت و غنا والا ہے۔ وہ بہت بہتری والا ہے۔ بڑے احسانوں، زبردست نعمتوں اور رحمتوں والا ہے۔ بندوں پر اس کے انعام احسان اس قدر ہیں کہ کوئی انہیں شمار بھی نہیں کر سکتا چہ جائیکہ اس کا شکر ادا کر سکے۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ کسی ایک نعمت کا بھی پورا شکر کسی سے ادا نہیں ہو سکتا۔ اس جیسا کوئی نہیں اس کی ایک صفت بھی کسی میں نہیں اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں نہ اس کے سوا کوئی کسی کی پرورش کرنے والا ہے۔ اسی کی طرف سب کو لوٹ کر جاتا ہے۔ اس وقت وہ ہر عمل کرنے والے کو اس کے عمل کے مطابق جزا سزا دے گا۔ اور بہت جلد حساب سے فارغ ہو جائے گا۔ امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک شخص آ کر مسئلہ پوچھتا ہے کہ میں نے کسی کو قتل کر دیا ہے۔ کیا میری توبہ قبول ہو سکتی ہے؟ آپ نے شروع سورت کی دو آیتیں تلاوت فرمائیں اور فرمایا، نا امید نہ ہو اور نیک عمل کئے جا۔ (ابن ابی حاتم)

حضرت عمرؓ کے پاس ایک شامی کبھی کبھی آیا کرتا تھا اور تھا زرا سیاسی آدمی ایک مرتبہ لمبی مدت تک وہ آیا ہی نہیں تو امیر المومنین نے

لوگوں سے اس کا حال پوچھا۔ انہوں نے کہا اس نے بہ کثرت شراب پینا شروع کر دیا ہے۔ حضرت عمرؓ نے اپنے کاتب کو بلوا کر کہا، لکھو یہ خط ہے عمر بن خطاب کی طرف سے فلاں بن فلاں کی طرف۔ بعد از سلام علیک میں تمہارے سامنے اس اللہ کی تعریفیں کرتا ہوں جس کے ساتھ کوئی معبود نہیں۔ جو گناہوں کو بخشے والا تو بہ قول کو قبول کرنے والا سخت عذاب والا بڑے احسان والا ہے جس کے سوا کوئی اللہ نہیں۔ اسی کی طرف لوٹنا ہے۔ یہ خط اس کی طرف بھجوا کر آپ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا اپنے بھائی کے لئے دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ اس کے دل کو متوجہ کر دے اور اس کی توبہ قبول فرمائے جب اس شخص کو حضرت عمرؓ کا خط ملا تو اس نے اسے بار بار پڑھنا اور یہ کہا شراب شروع کیا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنی سزا سے ڈرایا بھی ہے اور اپنی رحمت کی امید دلا کر گناہوں کی بخشش کا وعدہ بھی کیا ہے۔ کئی کئی مرتبہ اسے پڑھ کر رو دیئے۔ پھر توبہ کی اور سچی پکی توبہ کی۔ جب حضرت فاروق اعظمؓ کو یہ پتہ چلا تو آپ بہت خوش ہوئے اور فرمایا اسی طرح کیا کرو۔ جب تم دیکھو کہ کوئی مسلمان بھائی لغزش کھاتا تو اسے سیدھا کر دو اور مضبوط کر دو اور اس کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کرو۔ شیطان کے مددگار نہ بنو۔ حضرت ثابت بنانیؓ فرماتے ہیں کہ میں حضرت مصعب بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ کونے کے گرد و نواح میں تھا۔ میں نے ایک باغ میں جا کر دو رکعت نماز شروع کی اور اس سورہ مومن کی تلاوت کرنے لگا۔ میں ابھی اَللّٰہُ الصَّمِیْمُ تک پہنچایا تھا کہ ایک شخص نے جو میرے پیچھے سفید شجر پر سوار تھا جس پر یمنی چادریں تھیں مجھ سے کہا جب غَافِرِ الذَّنْبِ پڑھو تو کہو یا غَافِرِ الذَّنْبِ اغْفِرْ لَیْ ذُنُوبِی اور جب قَابِلِ التَّوْبِ پڑھو تو کہو یا شَدِیْدُ الْعِقَابِ لَا تُعَاقِبْنِی۔

حضرت مصعبؓ فرماتے ہیں میں نے گوشہ چشم سے دیکھا تو مجھے کوئی نظر نہ آیا۔ فارغ ہو کر میں دروازے پر پہنچا وہاں جو لوگ بیٹھے تھے ان سے میں نے پوچھا کہ کیا کوئی شخص تمہارے پاس ہے گُزار جس پر یمنی چادریں تھیں۔ انہوں نے کہا نہیں۔ ہم نے کسی کو آتے جاتے نہیں دیکھا۔ اب لوگ یہ خیال کرنے لگے کہ یہ حضرت الیاسؑ تھے۔ یہ روایت دوسری سند سے بھی مروی ہے اور اس میں حضرت الیاسؑ کا ذکر نہیں۔ واللہ بجا نہ تعالیٰ اعلم۔

مَا يَجَادِلُ فِي آيَاتِ اللَّهِ إِلَّا الَّذِينَ كَفَرُوا فَلَا يَغْرُرُكَ تَقْلُبُهُمْ
فِي الْبِلَادِ ۚ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ وَالْأَحْزَابُ مِنْ بَعْدِهِمْ
وَهَمَّتْ كُلُّ أُمَّةٍ بِرَسُولِهِمْ لِيَأْخُذُوهُ وَجَدُوا بِالْبَاطِلِ
لِيُدْحِضُوا بِهِ الْحَقَّ فَأَخَذْتُهُمْ ۚ فَكَيْفَ كَانَ عِقَابُ ۚ
وَكَذَلِكَ حَقَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا أَنَّهُمْ
أَصْحَابُ النَّارِ ۖ

اللہ تعالیٰ کی آیتوں میں وہی لوگ جھگڑے نکالتے ہیں جو کافر ہیں۔ پس ان لوگوں کا شر میں چلنا پھرنا تجھے دھوکے میں نہ ڈالے ○ قوم نوح نے اور ان کے بعد کی دوسری جماعتوں نے بھی جھگڑا تھا اور ہر امت نے اپنے رسول کو گرفتار کر لینے کا ارادہ کیا اور یہود و مشرکین کا ان سے حق کو بگاڑنا چاہا۔ پس میں نے انہیں پکڑ لیا۔ سو میری طرف سے کیسی سزا ہوئی ○ اور اسی طرح تیرے رب کا حکم کافروں پر ثابت ہو گیا کہ وہ دوزخی ہیں ○

انبیاء کی تکذیب کافروں کا شیوہ ہے: ☆ ☆ (آیت ۴۰-۶۰) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ حق کے ظاہر ہو چکنے کے بعد اسے نہ ماننا اور اس میں

تقصانات پیدا کرنے کی کوشش کرنا کافروں کا ہی کام ہے۔ یہ لوگ اگر مال دار اور ذی عزت ہوں تو تو کسی دھوکے میں نہ پڑ جانا کہ اگر یہ اللہ کے نزدیک برے ہوتے تو اللہ انہیں اپنی یہ نعمتیں کیوں عطا فرماتا؟ جیسے اور جگہ ہے کافروں کا شہروں میں چلنا پھرنا تجھے دھوکے میں نہ ڈالے۔ یہ تو کچھ یونہی سا فائدہ ہے۔ آخری انجام تو ان کا جہنم ہے جو بدترین جگہ ہے۔ ایک اور آیت میں ارشاد ہے ہم انہیں بہت کم فائدہ دے رہے ہیں۔ بالاخر انہیں سخت عذاب کی طرف بے بس کر دیں گے۔ پھر اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے نبی کو تسلی دیتا ہے کہ لوگوں کی تکذیب کی وجہ سے گھبرائیں نہیں۔ اپنے سے اگلے انبیاء کے حالات کو دیکھیں کہ انہیں بھی جھٹلایا گیا اور ان پر ایمان لانے والوں کی بھی بہت کم تعداد تھی۔ حضرت نوح علیہ السلام جو نبی آدم میں سب سے پہلے رسول ہو کر آئے جبکہ لوگوں میں اول اول بت پرستی شروع ہوئی تو ان لوگوں نے انہیں بھی جھٹلایا اور ان کے بعد بھی جتنے انبیاء آئے انہیں ان کی امت جھٹلاتی رہی بلکہ سب نے اپنے اپنے زمانے کے نبی کو قید کرنا اور مار ڈالنا چاہا اور بعض بعض اس میں کامیاب بھی ہوئے اور اپنے شبہات سے اور باطل سے حق کو حقیر کرنا چاہا۔

طبرانی میں فرمان رسول ہے کہ جس نے باطل کی مدد کی تا کہ حق کو کمزور کرے اس سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ بری الذمہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں نے ان باطل والوں کو پکڑ لیا اور ان کے ان زبردست گناہوں اور بدترین سرکشیوں کی بنا پر انہیں ہلاک کر دیا۔ اب تم ہی متلاؤ کہ میرے عذاب ان پر کیسے کچھ ہوئے؟ یعنی بہت سخت نہایت تکلیف دہ اور الم ناک جس طرح ان پر ان کے اس ناپاک عمل کی وجہ سے میرے عذاب اتر پڑے اسی طرح اب اس امت میں سے جو اس آخری رسول کی تکذیب کرتے ہیں ان پر بھی میرے ایسے ہی عذاب نازل ہونے والے ہیں۔ یہ گونہیوں کو سچا مانیں لیکن جب تک تیری نبوت کے قائل نہ ہوں ان کی سچائی مردود ہے۔ واللہ اعلم۔

الَّذِينَ يَحْمِلُونَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهُ يُسَبِّحُونَ مُحَمَّدًا رَبَّهُمْ وَيُؤْمِنُونَ
بِهِ وَيَسْتَغْفِرُونَ لِلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَحْمَةً وَعِلْمًا
فَاغْفِرْ لِلَّذِينَ تَابُوا وَاتَّبَعُوا سَبِيلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِيمِ

عرش کے اٹھانے والے اور اس کے آس پاس کے فرشتے اپنے رب کی تسبیح حمد کے ساتھ ساتھ کرتے رہتے ہیں اور اس پر ایمان رکھتے ہیں اور ایمان والوں کے لئے استغفار کرتے رہتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار تو نے ہر چیز کو اپنی بخشش اور علم سے گھیر رکھا ہے۔ پس تو انہیں بخش دے جو توبہ کریں اور تیری راہ کی پیروی کریں۔ تو انہیں دوزخ کے عذاب سے بھی بچالے۔

اللہ کی بزرگی اور پاکی بیان کرنے پر نامور فرشتے ☆ ☆ (آیت ۷) عرش کو اٹھانے والے فرشتے اور اس کے آس پاس کے تمام بہترین بزرگ فرشتے ایک طرف تو اللہ کی پاکی بیان کرتے ہیں تمام عیوب اور کل کیوں اور برائیوں سے اسے دور بتاتے ہیں دوسری جانب اسے تمام ستائشوں اور تعریفوں کے قابل مان کر اس کی حمد بجالاتے ہیں۔ غرض جو اللہ میں نہیں اس کا انکار کرتے ہیں اور جو صفیں اس میں ہیں انہیں ثابت کرتے ہیں۔ اس پر ایمان و یقین رکھتے ہیں۔ اس سے ہستی اور عاجزی ظاہر کرتے ہیں اور کل ایمان دار مردوں عورتوں کے لئے استغفار کرتے رہتے ہیں۔ چونکہ زمین والوں کا ایمان اللہ تعالیٰ پر اسے دیکھے بغیر تھا اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے مقرب فرشتے ان کے گناہوں کی معافی طلب کرنے کے لئے مقرر کر دیے جو ان کے بن دیکھے ہر وقت ان کی تقصیروں کی معافی طلب کیا کرتے ہیں۔

صحیح مسلم شریف میں ہے کہ جب مسلمان اپنے مسلمان بھائی کے لئے اس کی غیر حاضری میں دعا کرتا ہے تو فرشتہ اس کی دعا پر آمین کہتا ہے اور اس کے لئے دعا کرتا ہے کہ اللہ تجھے بھی بھی دے جو تو اس مسلمان کے لئے اللہ سے مانگ رہا ہے۔ مسند احمد میں ہے کہ امیہ بن ملت کے بعض اشعار کی رسول اللہ ﷺ نے تصدیق کی جیسے یہ شعر ہے۔

زُحْلٌ وَ نَوْرٌ تَحْتَ رِجْلِ يَمِينِهِ وَالنَّسْرُ لِلْأُخْرَى وَلَيْتَ مِرْصَدُ

یعنی حاملان عرش چار فرشتے ہیں۔ دو ایک طرف دوسری طرف۔ آپ نے فرمایا ہے۔ پھر اس نے کہا۔

وَالشَّمْسُ تَطْلُعُ كُلَّ اَجْرِ لَيْلَةٍ حَمْرَاءُ يُصْبِحُ لَوْنُهَا يَتَوَرَّدُ

ثَانِي فَمَا تَطْلُعُ لَنَا فِي رُسُلِهَا اِلَّا مُعَذِّبَةً وَّ اِلَّا تَجْلِدُ

یعنی سورج سرخ رنگ طلوع ہوتا ہے۔ پھر گلابی ہو جاتا ہے اپنی ہیئت میں کبھی صاف ظاہر نہیں ہوتا بلکہ روکھا پیکا ہی رہتا ہے آپ نے فرمایا ہے۔ اس کی سند بہت پختہ ہے اور اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اس وقت حاملان عرش چار فرشتے ہیں ہاں قیامت کے دن عرش کو آٹھ فرشتے اٹھائیں گے۔ جیسے قرآن مجید میں ہے وَيَحْمِلُ عَرْشُ رَبِّكَ فَوْقَهُمْ يَوْمَئِذٍ ثَمَنِيَّةٌ ہاں اس آیت کے مطلب اور اس حدیث کے استدلال میں ایک سوال رہ جاتا ہے کہ ابوداؤد کی ایک حدیث میں ہے کہ بلحاظ میں رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ کی ایک جماعت سے ایک ابر کو گزرتے ہوئے دیکھ کر سوال کیا کہ اس کا کیا نام ہے؟ انہوں نے کہا صاحب۔ آپ نے فرمایا اور اسے مزید بھی کہتے ہیں؟ کہا ہاں افرمایا عنان بھی؟

رَبَّنَا وَادْخُلْهُمْ جَنَّاتٍ عَدْنٍ الَّتِي وَعَدْتَهُمْ وَمَنْ صَلَحَ مِنْ
اَبَائِهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيَّتِهِمْ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ
وَقِهِمُ السَّيَّاتِ وَمَنْ ثَقِ السَّيَّاتِ يَوْمَئِذٍ فَقَدْ رَحِمْتَهُ وَذَلِكَ
هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ

اے ہمارے رب تو انہیں بھیجی والی جنتوں میں لے جا جن کا تو نے ان سے وعدہ کیا ہے اور ان کے باپ دادوں اور بیویوں اور اولادوں میں سے بھی ان سب کو جو نیک عمل ہیں۔ یقیناً تو تو غاب و باہمت ہے ○ انہیں برائیوں سے بھی محفوظ رکھ۔ حق تو یہ ہے کہ اس دن تو نے جسے برائیوں سے بچایا اس پر تو نے رحمت کر دی بہت بڑی مطلب یا لی تو یہی ہے ○

عرض کیا ہاں! پوچھا جانتے ہو آسمان و زمین میں کس قدر قاصد ہے؟ صحابہ نے کہا نہیں فرمایا کہ بہتر یا بہتر سال کا راستہ۔ پھر اس کے اوپر کا آسمان بھی پہلے آسمان سے اتنے ہی قاصد پر اسی طرح ساتوں آسمان۔ ساتویں آسمان پر ایک سمندر ہے جس کی اتنی ہی گہرائی ہے۔ پھر اس پر آٹھ فرشتے پہاڑی بکروں کی صورت کے ہیں جن کے کھر سے گھٹنے کا قاصد بھی اتنا ہی ہے۔ ان کی پشت پر اللہ تعالیٰ کا عرش ہے جس کی اونچائی بھی اسی قدر ہے۔ پھر اس کے اوپر الہی تبارک و تعالیٰ ہے۔ ترقی میں بھی یہ حدیث ہے اور امام ترمذیؒ اے غریب بتاتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عرش اللہ اس وقت آٹھ فرشتوں کے اوپر ہے۔ حضرت شہر بن حوشب کا فرمان ہے کہ حاملان عرش آٹھ ہیں جن میں سے چار کی تسبیح تو یہ ہے سُبْحَانَكَ اَللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ لَكَ الْحَمْدُ عَلٰی حَمْلِكَ بَعْدَ عَلَمِكَ یعنی اے باری تعالیٰ تیری

پاک ذات ہی کے لئے ہر طرح کی حمد و ثناء ہے کہ تو باوجود علم کے پھر برادری اور حلم کرتا ہے اور دوسرے چار کی تسبیح یہ ہے سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ لَكَ الْحَمْدُ عَلَى عَفْوِكَ بَعْدَ قَذْرِكَ یعنی اے اللہ باوجود قدرت کے تو جو معافی اور درگزر کرتا رہتا ہے اس پر ہم تیری پاکیزگی اور تیری تعریف بیان کرتے ہیں۔ اسی لئے مومنوں کے استغفار میں وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ اَللّٰهُمَّ تَبَرَّأْتُ رَحْمَتِكَ وَتَبَرَّأْتُ رَحْمَتِكَ وَتَبَرَّأْتُ رَحْمَتِكَ یعنی میں نے ہر چیز کو اپنی وسعت و کشادگی میں لے لیا ہے۔

بنی آدم کے تمام گناہ ان کی کل خطاؤں پر تیری رحمت چھائے ہوئے ہے اسی طرح تیرا علم بھی ان کے جملہ اقوال و افعال کو اپنے اندر لئے ہوئے ہے۔ ان کی کل حرکات و سکنات سے تو بخوبی واقف ہے۔ پس تو ان کے برے لوگوں کو جب وہ توبہ کریں اور تیری طرف جھکیں اور گناہوں سے باز آ جائیں اور تیرے احکام کی تعمیل کریں نیکیاں کریں بُدیاں چھوڑیں بخش دے اور انہیں جہنم کے دردناک گھبراہٹ والے عذابوں سے نجات دے۔ انہیں مع ان کے والدین بیویوں اور بچوں کے جنت میں لے جاتا کہ ان کی آنکھیں ہر طرح غنڈی رہیں۔ گوان کے اعمال ان جتنے نہ ہوں تاہم تو ان کے درجات بڑھا کر اونچے درجے میں پہنچا دے۔ جیسے باری تعالیٰ عزا سہ کا فرمان عالی شان ہے: وَالَّذِينَ آمَنُوا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمُ النَّحْلُ يَعْنِي جُولُوکَ اِيْمَانٍ لَا تُسِیْلُ اور ان کے ایمان کی اتباع ان کی اولاد بھی کرے ہم ان کی اولاد کو بھی ان سے ملا دیں گے اور ان کا کوئی عمل کم نہ کریں گے۔ درجے میں سب کو برابری دیں گے تاکہ دونوں جانب کی آنکھیں غنڈی رہیں۔ اور پھر یہ نہ کریں گے کہ درجوں میں بڑھے ہوؤں کو نیچا کر دیں نہیں۔ بلکہ نیچے والوں کو صرف اپنی رحمت و احسان کے ساتھ اونچا کر دیں گے۔ حضرت سعید بن جبیر فرماتے ہیں 'مومن جنت میں جا کر پوچھے گا کہ میرا باپ 'میرے بھائی' میری اولاد کہاں ہے؟ جواب ملے گا کہ ان کی نیکیاں اتنی تھیں کہ وہ اس درجے میں پہنچے یہ کہے گا میں نے تو اپنے لئے اور ان سب کے لئے عمل کئے تھے چنانچہ اللہ تعالیٰ انہیں بھی ان کے درجے میں پہنچا دے گا۔ پھر آپ نے اسی آیت رَبَّنَا وَادْخُلْهُمْ الْجَنَّةَ کی تلاوت فرمائی۔

حضرت مطرف بن عبد اللہ کا فرمان ہے کہ ایمانداروں کی خیر خواہی فرشتے بھی کرتے ہیں۔ پھر آپ نے یہی آیت پڑھی۔ اور شیطاں ان کی بدخواہی کرتے ہیں۔ تو ایسا غالب ہے جس پر کوئی غالب نہیں اور جسے کوئی روک نہیں سکتا۔ جو تو جانتا ہوتا ہے اور جو نہیں جانتا نہیں ہو سکتا۔ تو اپنے اقوال و افعال شریعت و تقدیر میں حکمت والا ہے تو انہیں برائیوں کے کرنے سے دنیا میں اور ان کے وبال سے دونوں جہان میں محفوظ رکھتا قیامت کے دن رحمت والا وہی شمار ہو سکتا ہے جسے تو اپنی سزا سے اور اپنے عذاب سے بچالے۔ حقیقتاً بڑی کامیابی پوری مقصدوری اور نظریاتی یہی ہے۔

لَا الَّذِينَ كَفَرُوا يُنَادُونَ لِمَقْتُ اللَّهِ أَكْبَرُ مِنْ
مَقْتِكُمْ أَنْفُسَكُمْ إِنْ دَعَوْنَ إِلَى الْإِيمَانِ فَتَكْفُرُونَ
قَالُوا رَبَّنَا آمَنَّا أَثْنَتَيْنِ وَآحْيَيْتَنَا أَثْنَتَيْنِ فَاعْتَرَفْنَا
بِذُنُوبِنَا فَهَلْ إِلَى خُرُوجٍ مِنْ سَبِيلٍ ۖ ذَٰلِكُمْ بِأَنَّهُ إِذَا
دُعِيَ اللَّهُ وَحْدَهُ كَفَرْتُمْ وَلَنْ يُشْرَكَ بِهِ تَوْمِنُوا ۖ فَالْحُكْمُ
لِلَّهِ الْعَلِيِّ الْكَبِيرِ ۖ هُوَ الَّذِي يُرِيكُمُ آيَاتِهِ وَيُنَزِّلُ لَكُمْ

مِّنَ السَّمَاءِ رِزْقًا وَمَا يَتَذَكَّرُ إِلَّا مَنْ يُنِيبُ ﴿١٣﴾ فَادْعُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ ﴿١٤﴾

بے شک جن لوگوں نے کفر کیا انہیں یہ آواز دی جائے گی کہ یقیناً اللہ کا تم سے بیزار ہونا تھا بہت زیادہ اس سے جو تم بیزار ہوتے ہو اپنے جی سے۔ جب تم ایمان کی طرف بلائے جاتے تھے پھر کفر کرنے لگتے تھے ○ وہ کہیں گے اے ہمارے پروردگار تو نے ہمیں دو بار مار ڈالا اور دو بار پانی چلایا۔ اب ہم اپنے گناہوں کی اقراری یہ تو کیا اب کوئی راہ نکلنے کی بھی ہے؟ ○ یہ عذاب تمہیں اس لئے ہے کہ جب صرف اکیلے اللہ کا ذکر کیا جاتا تھا تو تم انکار کر جاتے تھے اور اگر اس کے ساتھ کسی کو شریک کیا جاتا تھا تو تم مان لیتے تھے۔ پس اب فرمانِ وحی بلند و بزرگ ہی کی ہے ○ وہی ہے جو تمہیں اپنی نشانیاں دکھلاتے ہے اور تمہارے لئے آسمان سے دوزی آتا ہے۔○ فصاحت تو صرف وہی حاصل کرتے ہیں جو سمجھتے رہتے ہیں ○ تم اللہ کو بیکار تے ہو۔ اس کے لئے دین کو خالص کر کے گواہ فرمائیں ○

کفار کی دوبارہ زندگی کی لالچ حاصل آرزو ☆☆ (آیت ۱۰-۱۳) قیامت کے دن جبکہ کافر آگ کے کنوؤں میں ہوں گے اور اللہ کے عذابوں کو پچھتے پچھتے ہوں گے اور تمام ہونے والے عذاب نگاہوں کے سامنے ہوں گے اس وقت خود اپنے نفس کے دشمن بن جائیں گے اور بہت سخت دشمن ہو جائیں گے۔ کیونکہ اپنے برے اعمال کے باعث جہنم واصل ہوں گے۔ اس وقت فرشتے ان سے بد آواز بلند کہیں گے کہ آج جس قدر تم اپنے آپ سے نالائ ہو اور حنی دشمنی تمہیں خود اپنی ذات سے ہے اور جس قدر تم آج اپنے تئیں کہہ رہے ہو اس سے بہت زیادہ برے اللہ کے نزدیک تم دنیا میں تھے جبکہ تمہیں اسلام و ایمان کی دعوت دی جاتی تھی اور تم اسے ماننے نہ تھے اس کے بعد کی آیت تَخِيفُ تَنْفَعُونَ بِاللّٰہِ کے۔

سہدائی فرماتے ہیں یہ دنیا میں مارڈالے گئے۔ پھر قبروں میں زندہ کئے گئے اور جواب سوال کے بعد مارڈالے گئے۔ پھر قیامت کے دن زندہ کر دیئے گئے۔ ابن زیدؓ فرماتے ہیں حضرت آدم علیہ السلام کی پٹھ سے روزِ جثا کو زندہ کئے گئے پھر ماں کے پیٹ میں روح پھونکی گئی پھر موت آئی، پھر قیامت کے دن جی اٹھے۔ لیکن یہ دونوں قول ٹھیک نہیں اس لئے کہ اس طرح تین موتیں اور تین حیاتیں لازم آتی ہیں اور آیت میں دو موت اور دو زندگی کا ذکر ہے۔ صحیح قول حضرت ابن مسعودؓ، حضرت ابن عباسؓ اور ان کے ساتھیوں کا ہے۔ (یعنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہونے کی ایک زندگی اور قیامت کی دوسری زندگی، پیدائش دنیا سے پہلے کی موت اور دنیا سے رخصت ہونے کی موت یہ دو موتیں اور دو زندگیاں مراد ہیں) مقصود یہ ہے کہ اس دن کفار اللہ تعالیٰ سے قیامت کے میدان میں آرزو کریں گے کہ اب انہیں دنیا میں ایک مرتبہ اور بھیج دیا جائے۔

[illegible]

اور بالفرض یہ واپس لوٹائے بھی جائیں تو بھی دوبارہ یہ وہی کرنے لگیں گے جس سے منع کئے گئے ہیں۔ یہ ہیں ہی جھوٹے۔ اس کے

بعد جب انہیں جہنم میں ڈال دیا جائے گا اور عذاب شروع ہو جائیں گے اس وقت اور زیادہ زور دار الفاظ میں یہی آرزو کریں گے۔ وہاں چیختے چلاتے ہوئے کہیں گے رَبَّنَا آخِرُ حَسَنًا نَعْمَلْ صَالِحًا اے ہمارے پروردگار ہمیں یہاں سے نکال دے ہم نیک اعمال کرتے رہیں گے ان کے خلاف جواب تک کرتے رہے جواب ملے گا کہ کیا ہم نے انہیں اتنی عمر اور مہلت نہ دی تھی کہ اگر یہ نصیحت حاصل کرنے والے ہوتے تو یقیناً کر سکتے۔ بلکہ تمہارے پاس ہم نے آگاہ کرنے والے بھی بھیج دیئے تھے۔ اب اپنے کرمات مزہ چکھو۔ ظالموں کا کوئی مددگار نہیں۔ کہیں گے کہ اللہ ہمیں یہاں سے نکال دے۔ اگر ہم پھر وہی کریں تو یقیناً ہم ظالم ٹھہریں گے۔ اللہ فرمائے گا دور ہو جاؤ اسی میں پڑے رہو اور مجھ سے کلام نہ کرو۔

اس آیت میں ان لوگوں نے اپنے سوال سے پہلے ایک مقدمہ قائم کر کے سوال میں ایک گونہ لطافت کر دی ہے اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کو بیان کیا کہ باری تعالیٰ ہم مردہ تھے۔ تو نے ہمیں زندہ کر دیا۔ پھر مار ڈالا۔ پھر زندہ کر دیا۔ پھر تو اس چیز پر جسے تو چاہے قادر ہے۔ ہمیں اپنے گناہوں کا اقرار ہے۔ یقیناً ہم نے اپنی جانوں پر ظلم و زیادتی کی۔ اب بچاؤ کی کوئی صورت بنا دے۔ یعنی ہمیں دنیا کی طرف پھر لوٹا دے جو یقیناً تیرے بس میں ہے۔ ہم وہاں جا کر اپنے پہلے اعمال کے خلاف اعمال کریں گے اب اگر ہم وہی کام کریں تو جیٹک ہم ظالم ہیں۔ انہیں جواب دیا جائے گا کہ اب دوبارہ دنیا میں جانے کی کوئی راہ نہیں۔ اس لئے کہ اگر دوبارہ چلے بھی جاؤ گے تو پھر بھی وہی کرو گے جس سے منع کئے گئے۔ تم نے اپنے دل ہی میڑھے کر لئے ہیں۔ تم اب بھی حق کو قبول نہ کرو گے بلکہ اس کے خلاف ہی کرو گے۔ تمہاری تو یہ حالت تھی کہ جہاں اللہ واحد کا ذکر آیا تو جس تمہارے دل میں کفر سمایا۔ ہاں اس کے ساتھ کسی کو شریک کیا جائے تو تمہیں یقین و ایمان آ جاتا تھا۔ یہی حالت پھر تمہاری ہو جائے گی۔ دنیا میں اگر دوبارہ گئے تو پھر بھی یہی کرو گے۔

پس حاکم حقیقی جس کے حکم میں کوئی ظلم نہ ہو اس پر عدل و انصاف ہی ہو وہ اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ جسے چاہے ہدایت دے جسے چاہے نہ دے جس پر چاہے رحم کرے جسے چاہے عذاب کرے۔ اس کے حکم و عدل میں کوئی اس کا شریک نہیں۔ وہ اللہ اپنی قدرتیں لوگوں پر ظاہر کرتا ہے۔ زمین و آسمان میں اس کی توحید کی بیشمار نشانیاں موجود ہیں جن سے صاف ظاہر ہے کہ سب کا خالق سب کا مالک سب کا پالنا اور حفاظت کرنے والا وہی ہے۔ وہ آسمان سے روزی یعنی بارش نازل فرماتا ہے جس سے ہر قسم کے اناج کی کھیتیاں اور طرح طرح کے عجیب عجیب مزرے کے مختلف رنگ روپ اور شکل وضع کے میوے اور پھل پھول پیدا ہوتے ہیں حالانکہ پانی ایک زمین ایک لہذا اس سے بھی اس کی شان ظاہر ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ عبرت و نصیحت و فکر و غور کی توفیق ان ہی کو ہوتی ہے جو اللہ کی طرف رغبت و رجوع کرنے والے ہوں اب تم دعا اور عبادت غلوں کے ساتھ صرف اللہ واحد کی کیا کرو۔ مشرکین کے مذہب و مسلک سے الگ ہو جاؤ۔

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر فرض نماز کے سلام کے بعد یہ پڑھتے تھے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَلَا نَعْبُدُ إِلَّا إِيَّاهُ لَهُ الْبَنَمَةُ وَلَهُ الْفَضْلُ وَلَهُ الشَّاءُ الْحَسَنُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ اور فرماتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہر نماز کے بعد انہیں پڑھا کرتے تھے۔ (مسند احمد) یہ حدیث مسلم ابو داؤد وغیرہ میں بھی ہے۔ ابن ابی حاتم میں ہے اللہ تبارک و تعالیٰ سے دعا کرو اور قبولیت کا یقین کامل رکھو اور یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ ہے پرواہ اور دوسری طرف کے مشغول دل کی دعا نہیں سنتا۔

سَرَفِيعُ الدَّرَجَاتِ ذُو الْعَرْشِ يُلْقِي الرُّوحَ مِنْ أَمْرِهِ عَلَى مَنْ
 يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ لِيُنْذِرَ يَوْمَ التَّلَاقِ ۝ يَوْمَ هُمْ بَرْزُونَ
 لَا يَخْفَىٰ عَلَى اللَّهِ مِنْهُمْ شَيْءٌ ۚ لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ۖ لِلَّهِ
 الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ۝ الْيَوْمَ تُجْزَىٰ كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ
 لَا ظُلْمَ الْيَوْمَ ۚ إِنَّ اللَّهَ سَرِيعُ الْحِسَابِ ۝

بلند درجوں والا مالک عرش کا وہ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے اپنی وحی نازل فرماتا ہے تاکہ وہ ملاقات کے دن سے ڈرے ○ جس دن سب لوگ ظاہر ہو جائیں گے ان میں سے کوئی اللہ سے پوشیدہ نہ رہے گا - آج کسی کی بادشاہی ہے؟ ○ فظ اللہ واحد قہار کی آج ہر نفس کو اس کی کرنی کا پھل دیا جائے گا - آج کسی قسم کا ظلم نہیں نتیجۃ اللہ تعالیٰ بہت جلد حساب کر چکے والا ہے ○

روز قیامت سب اللہ کے سامنے ہوں گے: ☆ ☆ (آیت: ۱۵-۱۷) اللہ تعالیٰ اپنی کبریائی اور عظمت اور اپنے عرش کی بڑائی اور وسعت بیان فرماتا ہے جو تمام مخلوق پر مثل حجت کے چھایا ہوا ہے۔ جیسے ارشاد ہے مِنَ اللَّهِ ذِي الْمَعَارِجِ الْخ یعنی وہ عذاب اللہ کی طرف سے ہوگا جو خیر حیوں والا ہے کہ فرشتے اور روح اس کے پاس چڑھ کر جاتے ہیں۔ ایسے دن میں جس کی مقدار پچاس ہزار سال کی ہے۔ اور اس بات کا بیان ان شاء اللہ آگے آئے گا کہ یہ دوری ساتویں زمین سے لے کر عرش تک کی ہے جیسے کہ سلف وظیف کی ایک جماعت کا قول ہے اور یہی راجح بھی ہے ان شاء اللہ تعالیٰ۔ بہت سے مفسرین سے مروی ہے کہ عرش سرخ رنگ یا قوت کا ہے جس کے دو کناروں کی وسعت پچاس ہزار سال کی ہے اور جس کی اونچائی ساتویں زمین سے پچاس ہزار سال کی ہے۔ اور اس سے پہلے اس حدیث میں جس میں فرشتوں کا عرش اٹھانا بیان ہوا ہے یہ بھی گزر چکا ہے کہ ساتویں آسمانوں سے بھی وہ بہت بلند اور بہت اونچا ہے وہ جس پر چاہے وحی بھیجے۔ جیسے يُنْزِلُ الْمَلَكُ الرُّوحَ مِنْ أَمْرِهِ الْخ وہ فرشتوں کو وحی دے کر اپنے حکم سے جس کے پاس چاہتا ہے بھیجتا ہے کہ تم لوگوں کو آگاہ کر دو کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں۔ مجھ سے ڈرتے رہو۔ اور جگہ فرمان ہے إِنَّهُ لَنَنْزِيلُ رَبِّ الْعَالَمِينَ الْخ یعنی یہ قرآن تمام جہانوں کے رب کا اتارا ہوا ہے۔ جسے معتبر فرشتے نے تیرے دل پر اتارا ہے تاکہ تو ڈرانے والا بن جائے۔ یہاں بھی یہی فرمایا کہ وہ ملاقات کے دن سے ڈرے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں یہ بھی قیامت کا ایک نام ہے جس سے اللہ نے اپنے بندوں کو ڈرایا ہے جس میں حضرت آدمؑ خود اور ان کی اولاد میں سے سب سے آخری بچہ ایک دوسرے سے مل لے گا۔

ابن زیدؓ فرماتے ہیں: بندے اللہ سے ملیں گے۔ قنادرؓ فرماتے ہیں: آسمانوں والے اور زمین والے آپس میں ملاقات کریں گے۔ خالق و مخلوق ظالم و مظلوم ملیں گے۔ مقصد یہ ہے کہ ہر ایک دوسرے سے ملاقات کرے گا۔ بلکہ عامل اور اس کا عمل بھی ملے گا۔ آج سب اللہ کے سامنے ہوں گے۔ بالکل ظاہر باہر ہوں گے، چھپنے کی تو کہاں سائے کی جگہ بھی کوئی نہ ہوگی۔ سب اس کے آنے سامنے موجود ہوں گے۔ اس دن خود اللہ فرمائے گا کہ آج بادشاہت کس کی ہے؟ کون ہوگا جو جواب تک دے؟ پھر خود ہی جواب دے گا کہ اللہ اکیلے کی جو ہمیشہ واحد احد ہے اور سب پر غالب و حکمران ہے۔

پہلے حدیث گزر چکی ہے کہ اللہ تعالیٰ آسمان و زمین کو لپیٹ کر اپنے ہاتھ میں لے لے گا اور فرمائے گا: میں بادشاہ ہوں میں جبار

ہوں، متکبر ہوں۔ زمین کے بادشاہ اور جبار اور متکبر لوگ آج کہاں ہیں؟ صوری حدیث میں ہے کہ اللہ عزوجل جب تمام مخلوق کی روح قبض کر لے گا اور اس وحدہ لاشریک لہ کے سوا اور کوئی باقی نہ رہے گا اس وقت تین مرتبہ فرمائے گا 'آج ملک کس کا ہے؟ پھر خود ہی جواب دے گا 'اللہ اکیلے غالب کا۔ یعنی اس کا جو واحد ہے اس کا جو ہر چیز پر غالب ہے جس کی ملکیت میں ہر چیز ہے۔ ابن ابی حاتم میں حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ قیامت کے قائم ہونے کے وقت ایک منادی ندا کرے گا کہ لوگو! قیامت آگئی جسے مردے زندہ سب سنبھالیں گے۔ اللہ تعالیٰ آسمان و دنیا پر نزول اجلال فرمائے گا اور کہے گا آج کس کے لئے ملک ہے۔ صرف اللہ اکیلے غلبہ والے کے لئے پھر اللہ تعالیٰ کے عدل و انصاف کا بیان ہو رہا ہے کہ ذرا سامع بھی ظلم اس دن نہ ہوگا بلکہ نیکیاں دس دس گنی کر کے ملیں گی اور برائیاں اتنی ہی رکھی جائیں گی۔ صحیح مسلم شریف کی حدیث میں ہے رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ کا فرمان نقل کرتے ہیں کہ اے میرے بندو میں نے ظلم کرنا اپنے اوپر بھی حرام کر لیا ہے اور تم پر بھی حرام کر دیا ہے۔ پس تم میں سے کوئی کسی پر ظلم نہ کرے۔ آخر میں ہے اے میرے بندو یہ تو تمہارے اپنے اعمال ہیں جن پر میں نگاہ رکھتا ہوں اور جن کا پورا بدلہ دوں گا۔ پس جو شخص بھلائی پائے وہ اللہ کی حمد کرے اور جو اس کے سوا پائے وہ اپنے تئیں ہی ملامت کرے۔ پھر اپنے جلد حساب لینے کو بیان فرمایا کہ ساری مخلوق سے حساب لینا اس پر ایسا ہے جیسے ایک شخص کا حساب لینا۔ جیسے ارشاد باری ہے مَا خَلَقْنٰكُمْ وَلَا بَعَثْنٰكُمْ اِلَّا كُنْتُمْ وَاٰحِدَةً یعنی تم سب کا پیدا کرنا اور تم سب کو مرنے کے بعد زندہ کر دینا میرے نزدیک ایک شخص کے پیدا کرنے اور زندہ کر دینے کی مانند ہے۔ اور آیت میں ہے اللہ عزوجل کا فرمان ہے وَمَا اَمْرُنَا اِلَّا وَاٰحِدَةً كَلِمَتٍ اَوْ نَفْسٍ اَوْ نَفَسٍ یعنی ہمارے حکم کے ساتھ ہی کام ہو جاتا ہے اتنی دیر میں جیسے کسی نے آنکھ بند کر کے کھول لی

وَأَنْذَرَهُمْ يَوْمَ الْأَرْفَةِ إِذِ الْقُلُوبُ لَدَى الْحَنَاجِرِ كَظَمِينَ
مَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ حَمِيمٍ وَلَا شَفِيعَ يُطَاعُ ۝ يَعْلَمُ خَائِنَةَ
الْأَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُورُ ۝ وَاللَّهُ يَقْضِي بِالْحَقِّ وَالَّذِينَ يَدْعُونَ
مِنْ دُونِهِ لَا يَقْضُونَ شَيْئًا ۚ إِنَّ اللَّهَ هُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ ۝

نہیں بہت ہی قریب آنے والی قیامت ہے آگاہ کر دے جبکہ دل مطلق تک پہنچ جائیں گے اور سب خاموش ہوں گے، خالوں کا نہ کوئی دلی دوست ہوگا نہ شرابی جس کی بات مانی جائے وہ آگھوں کی خیانت کو اور سینوں کی پوشیدہ باتوں کو خوب جانتا ہے ○ اللہ تعالیٰ ٹھیک ٹھیک فیصلہ کر دے گا اللہ کے سوا انہیں ہی لوگ بھارتے رہتے ہیں وہ کسی چیز کا بھی فیصلہ نہیں کر سکتے، یہ ٹھیک اللہ تعالیٰ خوب متناخوب دیکھتا ہے ○

اللہ عظیم پر ہر چیز ظاہر ہے: ☆☆ ازفہ (آیت: ۱۸-۱۹) قیامت کا ایک نام ہے۔ اس لئے وہ بہت ہی قریب ہے جیسے فرمان ہے اِنْفَتَحَتِ الْاَبْوَابُ یعنی قریب آنے والی قریب ہو چکی ہے جس کا کھولنے والا بجز اللہ کے کوئی نہیں۔ اور جگہ ارشاد ہے اِنْقَرَبِ السَّاعَةُ یعنی قیامت قریب آگئی اور چاند پھٹ گیا۔ اور فرمان ہے اِنْقَرَبْ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ لَكُمْ کے حساب کا وقت قریب آ گیا۔ اور فرمان ہے اَمْرُ اللَّهِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوهُ اللہ کا امر آچکا۔ اس میں جلدی نہ کرو۔ اور آیت میں ہے فَلَمَّا رَأَوْهُ زُلْفَةً سَيَفُتْ وُجُوهُ الَّذِينَ كَفَرُوا جب اسے قریب دیکھ لیں گے تو کافروں کے چہرے سیاہ پڑ جائیں گے۔

الغرض اسی نزدیکی کی وجہ سے قیامت کا نام ازقہ ہے۔ اس وقت کیلچہ منہ کو آچائیں گے۔ وہ خوف و ہراس ہوگا کہ کسی کا دل

ٹھکانے نہ رہے گا۔ سب پر غضب کا سناٹا ہوگا۔ کسی کے منہ سے کوئی بات نہ نکلے گی۔ کیا مجال کہ بے اجازت کوئی لب ہلا سکے۔ سب رو رہے ہوں گے اور حیران و پریشان ہوں گے۔ جن لوگوں نے اللہ کے ساتھ شرک کر کے اپنی جانوں پر غلم کیا ہے ان کا آج کوئی دوست نغمہ گار نہ ہوگا جو انہیں کام آئے۔ شہداء و سفارشی ہوگا جو ان کی شفاعت کے لئے زبان ہلائے بلکہ ہر بھلائی کے اسباب کٹ چکے ہوں گے۔ اس اللہ کا علم محیط کل ہے۔ تمام چھوٹی بڑی، چھپی کھلی یا رب کی موٹی اس پر یکساں ظاہر باہر ہیں اتنے بڑے علم والے جس سے کوئی چیز مخفی نہ ہو، ہر شخص کو ذرا چاہیے اور کسی وقت یہ خیال نہ کرنا چاہیے کہ اس وقت وہ مجھ سے پوشیدہ ہے اور میرے حال کی اسے اطلاع نہیں۔ بلکہ ہر وقت یہ یقین کر کے کہ وہ مجھے دیکھ رہا ہے۔ اس کا علم میرے ساتھ ہے۔ اس کا لحاظ کرتا رہے اور اس کے روکے ہوئے کاموں سے رکا رہے۔ آکھ جو خیانت کے لئے اٹھتی ہے گو یہ ظاہر وہ امانت ظاہر کرے لیکن رب علیم پر وہ مخفی نہیں سینے کے جس گوشے میں جو خیال چھپا ہوا ہو اور دل میں جو بات پوشیدہ اٹھتی ہو اس کا اسے علم ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں اس آیت سے مراد وہ شخص ہے جو مثلاً کسی گھر میں گیا وہاں کوئی خوبصورت عورت ہے یا وہ آ جا رہی ہے یا تو یہ نکھیوں سے اسے دیکھتا ہے۔ جہاں کسی کی نظر پڑی تو نگاہ پھیر لی اور جب موقع پایا آکھ اٹھا کر دیکھ لیا۔ پس خان آکھ کی خیانت کو اور اس کے دل کے راز کو اللہ علیم خوب جانتا ہے کہ اس کے دل میں تو یہ ہے کہ اگر میں ہو تو پوشیدہ مضبوطی دیکھ لے۔ حضرت شہاک فرماتے ہیں اس سے مراد آکھ مارنا اشارے کرنا اور بن دیکھی چیز کو دیکھی ہوئی یا دیکھی ہوئی چیز کو ان دیکھی بتاتا ہے۔ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں نگاہ جس نیت سے ڈالی جائے اللہ پرورش ہے۔ پھر سینے میں چھپا ہوا خیال کہ اگر موقع ملے اور بس ہو تو آیا یہ بدکاری سے باز رہے گا یا نہیں۔ یہ بھی وہ جانتا ہے۔ سدئی فرماتے ہیں دلوں کے وسوسوں سے وہ آگاہ ہے وہ عدل کے ساتھ حکم کرتا ہے۔ قادر ہے کہ نیکی کا بدلہ نیکی دے اور برائی کی سزا بری دے۔ وہ سننے دیکھنے والا ہے۔ جیسے فرمان ہے کہ وہ بروں کو ان کی کرنی کی سزا اور مطوں کو ان کی بھلائی کی جزا عینیت فرمائے گا۔ جو لوگ اس کے سوا دوسروں کو بکار ہے ہیں خواہ وہ بت اور تصویریں ہوں خواہ اور کچھ نہ چونکہ کسی چیز کے مالک نہیں ان کی حکومت ہی نہیں تو حکم اور فیصلے کریں گے ہی کیا؟ اللہ اپنی مخلوق کے اقوال کو سنتا ہے۔ ان کے احوال کو دیکھ رہا ہے جسے چاہے راہ دکھاتا ہے۔ جسے چاہے گمراہ کرتا ہے۔ اس کا اس میں بھی سر اسر عدل و انصاف ہے۔

اَوَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ
الَّذِينَ كَانُوا مِنْ قَبْلِهِمْ كَانُوا هُمْ اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً
وَاَثَارًا فِي الْاَرْضِ فَآخَذَهُمُ اللّٰهُ بِذُنُوبِهِمْ وَمَا كَانَ
لَهُمْ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّاقٍ ۚ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانَتْ تَاْتِيَهُمْ رُسُلُهُمْ
بِالْبَيِّنَاتِ فَكَفَرُوا فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ اِنَّهٗ قَوِيٌّ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝

کیا یہ لوگ زمین میں چلے بھرے نہیں؟ کہہ دیجئے کہ جو لوگ ان سے پہلے تھے ان کا نتیجہ کیا کچھ ہوا؟ وہ ہاتھ بارت و طاقت کے اور ہاتھ بارت زمین میں اپنی یادگاروں کے ان سے بہت زیادہ تھے۔ پس اللہ نے انہیں ان کے گناہوں پر پکڑ لیا اور کوئی نہ ہوا جو انہیں اللہ کے عذابوں سے بچالیا۔ یہ اس وجہ سے کہ ان کے پاس ان کے پیغمبر بھیجے گئے تھے کہ آتے تھے تو وہ انکار کر دیتے تھے۔ پس اللہ انہیں پکڑ لیتا تھا۔ یقیناً وہ زبردست طاقت والا اور سخت عذابوں والا ہے۔

(آیت ۲۱-۲۲) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے نبی! کیا تیری رسالت کے جھٹلانے والے کفار نے اپنے سے پہلے کے رسولوں کو

جھٹلانے والے کفار کی حالتوں کا معائنہ ادھر ادھر چل پھر کر نہیں کیا؟ جو ان سے زیادہ قویٰ طاقتور اور جبر دار تھے۔ جن کے مکانات اور عایشان عمارتوں کے کھنڈرات اب تک موجود ہیں۔ جو ان سے زیادہ باجماعت تھے۔ ان سے بڑی عمروں والے تھے جب ان کے کفر اور گناہوں کی وجہ سے عذاب الہی ان پر آیا تو نہ تو کوئی اسے ہٹا سکا نہ کسی میں مقابلہ کی طاقت پائی گئی نہ اس سے بچنے کی کوئی صورت نکلی، اللہ کا غضب ان پر برس پڑنے کی بڑی وجہ یہ ہوئی کہ ان کے پاس بھی ان کے رسول واضح دلیلیں اور صاف روشن جہتیں لے کر آئے ہاں جو داس۔ انہوں نے کفر کیا جس پر اللہ نے انہیں ہلاک کر دیا اور کفار کے لئے انہیں باعث عبرت بنادیا۔ اللہ تعالیٰ پوری قوت والا سخت پکڑ والا شدید عذاب والا ہے۔ ہماری دعا ہے کہ وہ ہمیں اسے تمام عذابوں سے نجات دے۔

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مُوسَىٰ بِآيَاتِنَا وَسُلْطٰنٍ مُّبِينٍ ۝١٣ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ وَهَامَانَ
وَقَارُونَ فَقَالُوا سِحْرٌ كَذَّابٌ ۝١٤ فَلَمَّا جَاءَهُمْ بِالْحَقِّ مِنْ عِنْدِنَا
قَالُوا اقْتُلُوا أَبْنَاءَ الَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ وَاسْتَحْيُوا نِسَاءَهُمْ
وَمَا كَيْدُ الْكَافِرِينَ إِلَّا فِي ضَلَالٍ ۝١٥ وَقَالَ فِرْعَوْنُ ذَرُونِي
أَقْتُلْ مُوسَىٰ وَلْيَدْعُ رَبَّهُ إِنِّي أَخَافُ أَنْ يُبَدِّلَ دِينَكُمْ
أَوْ أَنْ يُظْهِرَ فِي الْأَرْضِ الْفَسَادَ ۝١٦ وَقَالَ مُوسَىٰ إِنِّي
عُذْتُ بِرَبِّي وَرَبِّكُمْ مِنْ كُلِّ مُتَكَبِّرٍ لَا يُؤْمِنُ بِيَوْمِ الْحِسَابِ ۝١٧

ہم نے موسیٰ کو اپنی آجیوں اور کھلی دلیل کے ساتھ بھیجا ○ فرعون ہامان اور قارون کی طرف تو کہئے گئے تو جادوگر اور جھوٹے ○ جب ان کے پاس موسیٰ پہنچا ○
طرف سے دین حق کو لے کر آئے تو انہوں نے کہا کہ اس کے ساتھ جو ایمان والے ہیں ان کے لڑکوں کو تیار دالو اور ان کی لڑکیوں کو زندہ رکھو کافروں کی جو حیلہ سازی
سے بڑھ غلطی میں ہی ہے ○ فرعون کہنے لگا مجھے چھوڑ دو کہ میں موسیٰ کو مار دوں ○ اسے چاہئے کہ یہ اپنے رب کو پکارے ○ مجھے تو ڈر ہے کہ یہ کہیں تمہارا دین نہ بدل
ڈالے یا ملک میں کوئی بہت بڑا فساد برپا نہ کر دے ○ موسیٰ نے کہا میں اپنے اور تمہارے رب کی پناہ میں آتا ہوں ○ ہر اس تکبر کرنے والے شخص کی پرانی سے جو روز
حساب پر ایمان نہیں رکھتا ○

فرعون کا بدترین حکم: ☆ (آیت: ۲۳-۲۴) اللہ تعالیٰ اپنے آخری رسولؐ کو تسلی دینے کے لئے سابقہ رسولوں کے قصے بیان فرماتا ہے کہ جس طرح انجامِ کفر و ظفران کے ساتھ رہی اسی طرح آپؐ بھی ان کفار سے کوئی اندیشہ نہ کیجئے۔ میری مدد آپ کے ساتھ ہے۔ انجامِ کار آپ ہی کی بہتری اور برتری ہوگی جیسے کہ حضرت موسیٰ بن عمران علیہ السلام کا واقعہ آپ کے سامنے ہے کہ ہم نے انہیں دلائل و براہین کے ساتھ بھیجا، قبطیوں کے بادشاہ فرعون کی طرف جو مصر کا سلطان تھا اور ہامان کی طرف جو اس کا وزیر اعظم تھا۔ اور قارون کی طرف جو اس کے زمانے میں سب سے زیادہ دولت مند تھا اور تاجروں کا بادشاہ سمجھا جاتا تھا۔ ان بد نصیبوں نے اللہ کے اس زبردست رسولؐ کو کھٹلا یا اور ان کی توہین کی اور صاف کہہ دیا کہ یہ تو جادوگر اور جھوٹا ہے۔ یہی جواب سابقہ امتوں کے بھی انبیاء علیہم السلام کو ملتا رہے۔

جیسے ارشاد ہے كَذٰلِكَ مَا اَتٰی الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِمِثْلِ اِٰیٰتِنَا ۚ وَكَذٰلِكَ يَجْزٰى الْمُجْرِمِيْنَ (الحق تعالیٰ ایسی طرح ان سے پہلے بھی جتنے رسول آئے سب سے ان کی قوم نے یہی کہا کہ جادوگر ہے یا دیوانہ ہے۔ کیا انہوں نے اس پر کوئی متفقہ تجویز کر رکھی ہے؟ نہیں بلکہ دراصل یہ سب کے سب

سرکش لوگ ہیں جب ہمارے رسول موسیٰ علیہ السلام ان کے پاس حق لانے اور انہوں نے اللہ کے رسول کو ستانا اور دکھ دینا شروع کیا اور فرعون نے حکم جاری کر دیا اس رسول پر جو ایمان لائے ہیں ان کے ہاں جوڑے ہیں انہیں قتل کر دو اور جوڑا کیاں ہوں انہیں زندہ چھوڑ دو اس سے پہلے بھی وہ یہی حکم جاری کر چکا تھا۔ اس لئے کہ اسے خوف تھا کہ کہیں موسیٰ پیدا نہ ہو جائیں یا اس لئے کہ بنی اسرائیل کی تعداد کم کر دے اور انہیں کمزور اور بے طاقت بنادے اور ممکن ہے دونوں مصلحتیں سامنے ہوں اور ان کی گفتی نہ ہو اور یہ پست و ذلیل رہیں بلکہ انہیں خیال ہو کہ ہماری اس مصیبت کا باعث حضرت موسیٰ ہیں۔ چنانچہ بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ آپ کے آنے سے پہلے بھی ہمیں ایذا دی گئی اور آپ کے تشریف لانے کے بعد بھی ہم ستائے گئے۔ آپ نے جواب دیا تم جلدی نہ کرو۔ بہت ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے دشمن کو بر باد کر دے اور تمہیں زمین کا خلیفہ بنائے۔ پھر دیکھو کہ تم کیسے عمل کرتے ہو؟

حضرت قتادہ کا قول ہے کہ فرعون کا یہ حکم دوبارہ تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کفار کا فریب اور ان کی یہ پالیسی کہ بنی اسرائیل فتنا ہو جائیں بے فائدہ اور فضول تھی۔ فرعون کا ایک بدترین قصد بیان ہو رہا ہے کہ اس نے حضرت موسیٰ کے قتل کا ارادہ کیا اور اپنی قوم سے کہا مجھے چھوڑو۔ میں موسیٰ کو قتل کر ڈالوں گا۔ وہ اگر چاہے اللہ کو بھی اپنی مدد کے لئے پکارے مجھے کوئی پرواہ نہیں۔ مجھے ڈر ہے کہ اگر اسے زندہ چھوڑا گیا تو وہ تمہارے دین کو بدل دے گا تمہاری عادات و رسومات کو تم سے چھڑا دے گا اور زمین میں ایک فساد پھیلا دے گا۔ اسی لئے عرب میں یہ مثل مشہور ہو گئی صَارَ فِرْعَوْنُ مَذْكُورًا یعنی فرعون بھی واعظ بن گیا۔ بعض قراءتوں میں بجائے اَنْ يُّظْهِرَ کے يُّظْهِرُ ہے۔ حضرت موسیٰ کو جب فرعون کا یہ بد ارادہ معلوم ہوا تو آپ نے فرمایا میں اس کی اور اس جیسے لوگوں کی برائی سے اللہ کی پناہ میں آتا ہوں۔ اے میرے مخاطب لوگو! میں ہراس فحش کی ایذا رسائی سے جو حق سے تکبر کرنے والا اور قیامت کے دن پر ایمان نہ رکھنے والا ہوا ہے اور تمہارے رب کی پناہ میں آتا ہوں۔ حدیث شریف میں ہے کہ جب جناب رسول کریم ﷺ کو کسی قوم سے خوف ہوتا تو آپ یہ دعا پڑھتے اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَعُوْذُ بِكَ مِنْ شُرُوْرِهِمْ وَنَعُوْذُ بِكَ فِيْ نَحْوِهِمْ یعنی اے اللہ ان کی برائی سے ہم تیری پناہ میں آتے ہیں اور ہم تجھ پر ان کے مقابلے میں مجبور نہ کرتے ہیں۔

وَقَالَ رَجُلٌ مُّؤْمِنٌ مِّنْ آلِ فِرْعَوْنَ يَكْتُمُ اِيْمَانَهُ
اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ يَقُوْلَ رَبِّيْ اللّٰهُ وَقَدْ جَاءَكُمْ بِالْبَيِّنَاتِ مِنْ
رَّبِّكُمْ وَاِنْ يٰلِكَ كَاذِبًا فَعَلَيْهِ كَذِبُهُ وَاِنْ يٰلِكَ صَادِقًا
يُّصِبْكُمْ بَعْضُ الَّذِيْ يَعِدْكُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ
هُوَ مُّسْرِفٌ كَذَّابٌ ﴿۸۵﴾

ایک مومن شخص نے جو فرعون کے خاندان میں سے تھا اور اپنا ایمان چھپائے ہوئے تھا کہا کہ کیا تم ایک شخص کو کھس اس بات پر قتل کرتے ہو کہ وہ کہتا ہے میرا رب اللہ ہے اور تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے دلیلیں لے کر آیا ہے؟ اگر وہ جھوٹا ہو تو اس کا جھوٹ اسی پر ہے اور اگر وہ سچا ہو تو میں خدا کی بات کو دے دے دے کر رہا ہے وہ کوئی نہ تو تم پر آچے گا اللہ تعالیٰ ان کی رہبری نہیں کرتا جو حد سے گزر جانے والے اور جھوٹے ہوں ○

ایک مرد مومن کی فرعون کو نصیحت: ﴿۸۵﴾ ☆ (آیت: ۲۸) مشہور تو یہی ہے کہ یہ مومن قبلی تھے (رحمہ اللہ تعالیٰ) اور فرعون کے خاندان

کے تھے بلکہ سدئی فرماتے ہیں 'فرعون کے یہ پچازاد بھائی تھے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ انہوں نے بھی حضرت موسیٰ کے ساتھ نجات پائی تھی۔ امام ابن جریر بھی اسی قول کو پسند فرماتے ہیں بلکہ جن لوگوں کا قول ہے کہ یہ موسیٰ بھی اسرائیلی تھے آپ نے ان کی تردید کی ہے اور کہا ہے کہ اگر یہ اسرائیلی ہوتے تو نہ فرعون اس طرح صبر سے ان کی نصیحت سنتا نہ حضرت موسیٰ کے قتل کے ارادے سے باز آتا بلکہ انہیں ایذا پہنچاتا۔ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے 'آل فرعون میں سے ایک تو یہ مرد ایمان دار تھا اور دوسرے فرعون کی بیوی ایمان لائی تھیں۔ تیسرا وہ شخص جس نے حضرت موسیٰؑ کو خبر دی تھی کہ سرداروں کا مشورہ تمہیں قتل کرنے کا ہو رہا ہے۔ یہ اپنے ایمان کو چھپاتے رہتے تھے لیکن قتل موسیٰ کی سن کر ضبط نہ ہو سکا اور یہی درحقیقت سب سے بہتر اور افضل جہاد ہے کہ ظالم بادشاہ کے سامنے انسان کلمہ حق کہہ دے۔ جیسے کہ حدیث میں ہے اور فرعون کے سامنے اس سے زیادہ بڑا کلمہ کوئی نہ تھا۔ پس یہ شخص بہت بلند مرتبے کے عباد تھے۔ جن کے مقابلے کا کوئی نظر نہیں آتا۔ البتہ صحیح بخاری شریف وغیرہ میں ایک واقعہ کئی روایتوں سے مروی ہے جس کا ماحصل یہ ہے کہ حضرت عروہ بن زبیرؓ نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک مرتبہ پوچھا کہ سب سے بڑی ایذا مشرکوں نے رسول اللہ ﷺ کو کیا پہنچائی؟ آپ نے فرمایا 'سنو! ایک روز حضور کعبہ شریف میں نماز پڑھ رہے تھے کہ عقبہ بن ابی معیط آیا اور آپ کو پکڑ لیا۔ اور اپنی چادر میں بل دے کر آپ کی گردن میں ڈال کر گھسیٹنے لگا جس سے آپ کا گلا گھسنے لگا۔ اسی وقت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ دوڑے دوڑے آئے اور اسے دھکا دے کر پرے پھینکا اور فرمانے لگے 'کیا تم اس شخص کو قتل کرنا چاہتے ہو جو کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے۔ اور وہ تمہارے پاس دلیلیں لے کر آیا ہے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ قریشیوں کا مجمع جمع تھا۔ جب آپؐ وہاں سے گزرے تو انہوں نے کہا 'کیا تو ہی ہے جو ہمیں ہمارے باپ دادوں کے معبودوں کی عبادت سے منع کرتا ہے؟ آپؐ نے فرمایا 'ہاں ہاں میں ہی ہوں۔ ان پر وہ سب آپ کو چٹ گئے اور کپڑے تمہیں لگے۔ حضرت ابوبکرؓ نے آپ کو چھڑایا اور پوری آیت اَنفَعَلُوْا کی تلاوت کی۔

لَيَقُوْمَنَّ لَكُمْ الْمَلِكُ الْيَوْمَ ظٰهِرِيْنَ فِي الْاَرْضِ فَمَنْ يَنْصُرُنَا مِنْ بَاسِ اللّٰهِ اِنْ جَاۤءَنَاۤ اَقَالَ فِرْعَوْنُ مَآ اُرِيكُمْۤ اِلَّا مَاۤ اَرٰى وَمَاۤ اَهْدٰكُمْۤ اِلَّا سَبِيْلَ التَّرٰشٰدِ ۝

اے میری قوم کے لوگو! آج تو بادشاہت تمہاری ہے کہ اس زمین پر تم غالب ہو گینا۔ اگر اللہ کا عذاب ہم پر آگیا تو کون ہماری مدد کرے گا؟ فرعون بولا میں تو تمہیں وہی رائے دے رہا ہوں جو خود کبھر ہا ہوں اور میں تو تمہیں بھلائی کی راہ ہی بتا رہا ہوں ○

پس اس مومن نے بھی یہی کہا کہ اس کا قصور تو صرف اتنا ہی ہے کہ یہ اپنا رب اللہ کو بتاتا ہے اور جو کہتا ہے اس پر سند اور دلیل پیش کرتا ہے۔ اچھا مان لو! بالفرض یہ جھوٹا ہے تو اس کے جھوٹ کا وبال ماسی پر پڑے گا۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ اسے دنیا اور آخرت میں سزا دے گا اور اگر وہ سچا ہے اور تم نے اسے ستایا، دیکھ دو تو یقیناً تم پر عذاب الہی برس پڑے گا جیسے کہ وہ کہہ رہا ہے۔ پس عقلاً لازم ہے کہ تم اسے چھوڑ دو۔ جو اس کی مان رہے ہیں مائیں۔ تم کیوں اس کے درپے آزار ہو رہے ہو؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بھی فرعون اور قوم فرعون سے یہی چاہا تھا۔ جیسے کہ آیت وَلَقَدْ فَتَنَّا قَبْلَهُمْ سَ فَاَعْتَزَلُوْا تَحٰک سے یعنی ہم نے ان سے پہلے قوم فرعون کو آزما یا۔ ان کے پاس رسول کریم کو بھیجا۔ اس نے کہا کہ اللہ کے بند کو مجھے سونپ دو۔ میں تمہاری طرف رب کا رسول امین ہوں۔ تم اللہ سے بغاوت نہ کرو۔ دیکھو

میں تمہارے پاس کھلی دلیلیں اور زبردست معجزے لایا ہوں۔ تم مجھے سنگسار کر دو گے۔ اس سے میں اللہ کی پناہ لیتا ہوں اگر تم مجھ پر ایمان نہیں لاتے تو مجھے چھوڑ دو۔ یہی جناب رسول آخراثران ﷺ نے اپنی قوم سے فرمایا تھا کہ اللہ کے بندوں کو اللہ کی طرف مجھے پکارنے دو تم میری ایذا رسانی سے باز رہو۔ اور میری قربات داری کو خیال کرتے ہوئے مجھے دکھ نہ دو۔ صلح حدیبیہ میں دراصل یہی چیز تھی جو کھلی فتح کہلائی۔ وہ مؤمن کہتا ہے کہ سنو! صرف اور جھوٹے آدمی راہ یافتہ نہیں ہوتے۔ ان کے ساتھ اللہ کی نصرت نہیں ہوتی۔ ان کے اقوال و افعال بہت جلد ان کی خباثت کو ظاہر کر دیتے ہیں۔ برخلاف اس کے یہی اللہ اختلاف و اضطراب سے پاک ہیں۔ صبح بچی اور اچھی راہ پر ہیں۔ زبان ان کے سچے عمل کے پکے ہیں۔ اگر یہ حد سے گزر جانے والے اور جھوٹے ہوتے تو یہ راسخ اور عمدگی ان میں ہرگز نہ ہوتی۔ پھر قوم کو نصیحت کرتے ہیں اور انہیں اللہ کے عذاب سے ڈراتے ہیں۔ بھائیو! تمہیں اللہ نے اس ملک کی سلطنت عطا فرمائی ہے۔ بڑی عزت دی ہے۔ تمہارا حکم جاری کر رکھا ہے۔ اللہ کی اس نعمت پر تمہیں اس کا شکر کرنا چاہیے اور اس کے رسولوں کو سچا ماننا چاہیے۔

یاد رکھو! اگر تم نے ناشکری کی اور رسول کی طرف بری نظریں ڈالیں تو یقیناً عذاب الہی تم پر آ جائے گا۔ بتاؤ اس وقت کے لاؤ گے جو تمہاری مدد پر کھڑا ہو اور اللہ کے عذاب کو روکے یا نہ لے؟ یہ لاؤ لنگڑیہ جان و مال کچھ کام نہ آئیں گے۔ فرعون سے اور تو کوئی معقول جواب بن نہ پڑا کھسیانہ بن کر قوم میں اپنی خیر خواہی جتانے لگا کہ میں تمہیں دھوکا نہیں دے رہا جو میرا خیال ہے اور میرے ذہن میں ہے وہی تم پر ظاہر کر رہا ہوں۔ حالانکہ دراصل یہ بھی اس کی خیانت تھی۔ وہ بھی جانتا تھا کہ حضرت موسیٰ اللہ کے سچے رسول ہیں۔ جیسے فرمان باری ہے لَقَدْ عَلِمْتُمْ مَّا أَنْزَلُوا هُوَ إِلَّا رَبُّ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ بَصَائِرَ يُعْنِي حضرت موسیٰ نے فرمایا اے فرعون تو خوب جانتا ہے کہ یہ عجائبات خاص آسمان و زمین کے پروردگار نے بھیجے ہیں جو کہ بصیرت کے ذرائع ہیں۔ اور آیت میں ہے وَجَحِّدُوا بِهَا الخ یعنی انہوں نے باوجود دلی یقین کے اذراہ ظلم و زیادتی انکار کر دیا۔ اسی طرح اس کا یہ کہنا بھی سراسر غلط تھا کہ میں تمہیں حق کی سچائی کی اور بھلائی کی راہ دکھاتا ہوں۔ اس میں وہ لوگوں کو دھوکا دے رہا تھا اور رعیت کی خیانت کر رہا تھا۔ لیکن اس کی قوم اس کے دھوکے میں آ گئی اور فرعون کی بات مان لی۔ فرعون نے انہیں کسی بھلائی کی راہ پر نہ ڈالا۔ اس کا عمل ہی ٹھیک نہیں تھا۔ اور جگہ اللہ عز و جل فرماتا ہے فرعون نے اپنی قوم کو بسکادیا اور انہیں صحیح راہ تک نہ پہنچنے دیا نہ پہنچایا۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں جو امام اپنی رعایا سے خیانت کر رہا ہو وہ مر کر جنت کی خوشبو بھی نہیں پاتا حالانکہ وہ خوشبو پانچ سو سال کی راہ پر آتی ہے۔ وَاللَّهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى الْمُوقِفُ لِلصَّوَابِ۔

وَقَالَ الَّذِي آمَنَ يَوْمَئِذٍ إِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ مِثْلَ يَوْمِ الْأَحْزَابِ ۖ مِثْلَ دَابِ قَتُومٍ ۖ وَغَادٍ وَثُمُودَ ۚ وَالَّذِينَ مِنْ بَعْدِهِمْ ۚ وَمَا اللَّهُ يُرِيدُ ظُلْمًا لِلْعِبَادِ ۖ وَلِيَقُومَ إِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ يَوْمَ التَّنَادِ ۚ يَوْمَ تَوَلَّوْنَ مَذْبِرَيْنَ ۖ مَا لَكُمْ مِنَ اللَّهِ مِنْ عَاصِمٍ ۚ وَمَنْ يُضْلِلِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ هَادٍ ۚ

حال ہوا اللہ اپنے بندوں پر کسی طرح کا ظلم کرنا نہیں چاہتا اور مجھے تم پر بائک پکار کے دن کا بھی ڈر ہے ○ جس دن تم چند پھیر کر لوگوں کے تمہیں اللہ سے بچانے والا کوئی نہ ہوگا اور جسے اللہ گمراہ کر دے اس کا ہادی کوئی نہیں ○

مرد مومن کی اپنی قوم کو نصیحت : ☆ ☆ (آیت : ۳۰-۳۳) اس مومن کی نصیحت کا آخری حصہ بیان ہو رہا ہے کہ اس نے فرمایا 'دیکھو اگر تم نے اللہ کے رسول کی نہ مانی اور اپنی سرکشی پر اڑے رہے تو مجھے ڈر ہے کہ کہیں سابقہ قوموں کی طرح تم پر بھی عذاب الہی برس نہ پڑے۔ قوم نوح اور قوم عاد و ثمود کو دیکھ لو کہ پیغمبروں کی نہ ماننے کے وبال میں ان پر کیسے عذاب آئے؟ اور کوئی نہ تھا جو انہیں ٹالتا روکتا۔ اس میں اللہ کا کچھ ظلم نہ تھا۔ اس کی ذات بندوں پر ظلم کرنے سے پاک ہے۔ ان کے اپنے کرمات تھے جو ان کے لئے وبال جان بن گئے' مجھے تم پر قیامت کے دن کے عذاب کا بھی ڈر ہے جو بائک پکار کا دن ہے۔ صورتی حدیث میں ہے کہ جب زمین میں زلزلہ آئے گا اور پھٹ جائے گی تو لوگ مارے گھبراہٹ کے ادھر ادھر پر پھینک دیے جائیں گے اور ایک دوسرے کو آواز دیں گے۔ حضرت ضحاکؒ وغیرہ کا قول ہے کہ یہ اس وقت کا ذکر ہے جب جہنم لائی جائے گی اور لوگ اسے دیکھ کر ڈر کر بھاگیں گے اور فرشتے انہیں میدان محشر کی طرف واپس لائیں گے۔

جیسے فرمان الہی ہے وَالْمَلَكُ عَلَىٰ أَرْجَائِهَا یعنی فرشتے اس کے کناروں پر ہوں گے۔ اور فرمان ہے يَنْعَسِرَ الْجَنَّةُ وَالْإِنْسُ إِنِ اسْتَطَعْتُمْ أَن تَنْفُذُوا إِلَيْهِ لَنُؤْتِيَنَّكُمْ آتٍ مِّنْ سَمَوَاتِنَا أَوْ يَوَسَّيْكُمْ بِهِ الْمَلَائِكَةُ لَئِيْلَ تَمْلِكُنَّ لِصَالِحِينَ مِنَ الْخَالِقِ قُلُوبًا أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ اور جنوا! اگر تم زمین و آسمان کے کناروں سے بھاگ نکلنے کی طاقت رکھتے ہو تو نکل بھاگو لیکن یہ تمہارے بس کی بات نہیں۔ حسن اور ضحاکؒ کی قراءت میں يَوْمَ التَّنَادِ وال کی تشدید کے ساتھ ہے۔ اور یہ ماخوذ ہے نَدَّ الْجَعْبُ سے جب اونٹ چلا جائے اور سرکشی کرنے لگے تو یہ لفظ کہا جاتا ہے 'کہا گیا ہے کہ جس ترازو میں عمل تولے جائیں گے وہاں ایک فرشتہ ہوگا۔ جس کی نیکیاں بڑھ جائیں گی وہ باآواز بلند پکار کر کہے گا 'لوگو فلاں کا لڑکا فلاں سعادت والا ہو گیا اور آج کے بعد سے اس پر شقاوت کبھی نہیں آئے گی۔ اور اس کی نیکیاں گھٹ گئیں تو وہ فرشتہ آواز لگائے گا کہ فلاں بن فلاں بد نصیب ہو گیا اور تباہ و برباد ہو گیا۔

وَلَقَدْ جَاءَكُمْ يُوسُفُ مِنْ قَبْلُ بِالْبَيِّنَاتِ فَمَا زِلْتُمْ فِي
شَكٍّ مِّمَّا جَاءَكُمْ بِهِ حَتَّىٰ إِذَا هَلَكَ قُلْتُمْ لَنَ
يَبْعَثَ اللَّهُ مِنْ بَعْدِهِ رَسُولًا كَذَلِكَ يُضِلُّ اللَّهُ مَنِ هُوَ
مُسْرِفٌ مُّرْتَابٌ ﴿٣٠﴾ الَّذِينَ يُجَادِلُونَ فِي آيَاتِ اللَّهِ بِغَيْرِ
سُلْطَانٍ أَتَاهُمْ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللَّهِ وَعِنْدَ الَّذِينَ آمَنُوا
كَذَلِكَ يَطْبَعُ اللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ قَلْبٍ مُّتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ ﴿٣١﴾

اس سے پہلے تمہارے پاس حضرت یوسفؑ دلیلیں لے کر آئے تھے مگر تم ان کی لائی ہوئی دلیل میں شک و شبہی کرتے رہے یہاں تک کہ جب اللہ کی وفات ہو گئی تو تم کہنے لگے ان کے بعد تو اللہ کسی رسول کو بھیجے گا میں نہیں اسی طرح اللہ گمراہ کرتا ہے ہر اس شخص کو جو حد سے بڑھ جائے والا شک و شبہ کرنے والا ہو ○ جو بغیر کسی سند کے جو ان کے پاس آئی ہو اللہ کی آیتوں میں جھگڑے نکالا کرتے ہیں۔ اللہ کے نزدیک اور مومنوں کے نزدیک یہ تو بہت بڑی جبری ایسی چیز ہے۔ اللہ تعالیٰ اسی طرح

حضرت قتادہ فرماتے ہیں قیامت کو یَوْمُ التَّنَادِ اس لئے کہا گیا ہے کہ جنتی جنتیوں کو اور جہنمی جہنمیوں کو پکاریں گے اور اعمال کے ساتھ پکاریں گے۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ وجہ یہ ہے کہ جنتی دوزخیوں کو پکاریں گے اور کہیں گے کہ ہمارے رب نے ہم سے جو وعدہ کیا تھا وہ ہم نے سچ پایا۔ تم بتاؤ کہ کیا تم نے بھی اپنے رب کا وعدہ سچ پایا؟ وہ جواب دیں گے ہاں۔ اسی طرح جہنمی جنتیوں کو پکار کر کہیں گے کہ ہمیں تھوڑا سا پانی ہی چھوڑا یا وہ کچھ دے دو جو اللہ نے تمہیں دے رکھا ہے۔ جنتی جواب دیں گے کہ یہاں کے کھانے پینے کو اللہ نے کافروں پر حرام کر دیا ہے۔ اسی طرح سورہ اعراف میں یہ بھی بیان ہے کہ اعراف والے دوزخیوں اور جنتیوں کو پکاریں گے۔ بغوی وغیرہ فرماتے ہیں کہ یہ تمام باتیں ہیں اور ان سب وجوہ کی بنا پر قیامت کے دن کا نام یَوْمُ التَّنَادِ ہے۔ یہی قول بہت عمدہ ہے۔ واللہ اعلم۔

اس دن لوگ پیٹھ پھیر کر بھاگ کھڑے ہوں گے۔ لیکن بھاگنے کی کوئی جگہ نہ پائیں گے اور کہہ دیا جائے گا کہ آج ظہر نے کی جگہ یہی ہے اس دن کوئی نہ ہوگا جو بچ سکے اور اللہ کے عذاب سے چھڑا سکے۔ بات یہ ہے کہ اللہ کے سوا کوئی قادر مطلق نہیں۔ وہ جسے گمراہ کر دے اسے کوئی ہدایت نہیں دے سکتا۔ پھر فرماتا ہے کہ اس سے پہلے اہل مصر کے پاس حضرت یوسف علیہ السلام اللہ کے پیغمبر بن کر آئے تھے۔ آپ کی بعثت حضرت موسیٰ سے پہلے ہوئی تھی۔ عزیز مصر بھی آپ ہی تھے اور اپنی امت کو اللہ کی طرف بلاتے تھے۔ لیکن قوم نے ان کی اطاعت نہ کی ہاں بوجہ دنیوی جاہ کے اور وزارت کے تو انہیں مانجھتی کرنی پڑتی تھی۔ پس فرماتا ہے کہ تم ان کی نبوت کی طرف سے بھی شک میں ہی رہے۔ آخر جب ان کا انتقال ہو گیا تو تم بالکل مایوس ہو گئے اور امید کرتے ہوئے کہنے لگے کہ اب تو اللہ تعالیٰ کسی کو نبی بنا کر بھیجے گا ہی نہیں۔ یہ تھا ان کا کفر اور ان کی تکذیب اسی طرح اللہ تعالیٰ اسے گمراہ کر دیتا ہے جو بے جا کام کرنے والا حد سے گزر جائے والا اور شک و شبہ میں مبتلا رہنے والا ہو۔ یعنی جو تمہارا حال ہے یہی حال ان سب کا ہوتا ہے جن کے کام اسراف والے ہوں اور جن کا دل شک و شبہ والا ہو جو لوگ حق کو باطل سے ہٹاتے ہیں اور بغیر دلیل کے دلیلوں کو نالتے ہیں اس پر اللہ ان سے ناخوش ہے اور سخت تر ناراض ہے ان کے یہ افعال جہاں اللہ کی ناراضگی کا باعث ہیں وہاں ایمانداروں کی بھی ناخوشی کا ذریعہ ہیں۔ جن لوگوں میں ایسی بے ہودہ صفتیں ہوتی ہیں ان کے دل پر اللہ تعالیٰ مہر کر دیتا ہے جس کے بعد انہیں نہ اچھائی اچھی معلوم ہوتی ہے نہ برائی بری لگتی ہے ہر وہ شخص جو حق سے سرکشی کرنے والا ہو اور تکبر و غرور والا ہو۔ حضرت شععیٰ فرماتے ہیں جبار وہ شخص ہے جو دوسرا انسانوں کو قتل کر ڈالے۔ ابو عمران جوئی اور قتادہ کا فرمان ہے کہ جو بغیر حق کے کسی کو قتل کرے وہ جبار ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

وَقَالَ فِرْعَوْنُ لِيَهَامُنُ ابْنُ لِي صَرَحًا لَعَلِّي اَبْلَعُ
الْاَسْبَابَ ۖ اَسْبَابَ السَّمَوَاتِ فَاطْلَعُ اِلَىٰ اِلٰهِ مُوسٰى وَاِنِّى
لَاظُنُّهُ كَاذِبًا ۖ وَكَذٰلِكَ زُيِّنَ لِفِرْعَوْنَ سُوءُ عَمَلِهٖ وَصَدَّ
عَنِ السَّبِيْلِ ۚ وَمَا كَيْدُ فِرْعَوْنَ اِلَّا فِى تَبَابٍ ۖ وَقَالَ
الَّذِى اٰمَنَ يَقُوْمُ اتَّبِعُوْنِ اِهْدِكُمْ سَبِيْلَ الرَّشَادِ ۖ
يَقُوْمُ اِنَّمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا مَتَاعٌ ۚ وَانَّ الْاٰخِرَةَ هِىَ
دَارُ الْقَرَارِ ۝

فرعون نے کہا اے ہامان امیرے لئے ایک بالا خانہ بنا۔ کیا عجیب کہ میں آسمان کے دروازوں تک پہنچ جاؤں اور موسیٰ کے اللہ کو جھاک لوں ○ مجھے تو کامل یقین

ہے کہ وہ جھوٹا ہے۔ ٹھیک اسی طرح فرعون کی بدکرداریاں اسے بھلی دکھائی گئیں اور راہ سے روک دیا گیا۔ فرعون کی ہر جملہ سازی تباہی میں ہی رہی اس ایمان دار شخص نے کہا کہ اسے میری قوم کے لوگو! تم سب میری پیروی کرو۔ میں نیک راہ کی طرف تمہاری رہبری کروں گا ○ اسے میرے گروہ کے لوگو! حیات و نجات کا قافی ہے۔ یقین مانو کہ قرار اور یقینی کا گھر تو آخرت ہی ہے ○

فرعون کی سرکشی اور تکبر: ☆ ☆ (آیت: ۳۶-۳۷) فرعون کی سرکشی اور تکبر بیان ہو رہا ہے کہ اس نے اپنے وزیر ہامان سے کہا کہ میرے لئے ایک بلند و بالا محل تعمیر کرا۔ اینٹوں اور چونے کی پختہ اور بہت اونچی عمارت بنا۔ جیسے اور جگہ ہے کہ اس نے کہا: اے ہامان! اینٹیں پکا کر میرے لئے ایک اونچی عمارت بنا۔ حضرت ابراہیمؑ غفرلہ عنہم رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ قبر کو پختہ بنانا اور اسے چونے گچ کرنا سلف صالحین مکروہ جانتے تھے۔ (ابن ابی حاتم) فرعون کہتا ہے کہ یہ محل میں اس لئے بنوا رہا ہوں کہ آسمان کے دروازوں اور آسمان کے راستوں تک میں پہنچ جاؤں اور موسیٰ کے اللہ کو دیکھ لوں۔ گو میں جانتا ہوں کہ موسیٰ ہے جھوٹا۔ وہ جو کہہ رہا ہے کہ اللہ نے اسے بھیجا ہے یہ بالکل غلط ہے۔

دراصل فرعون کا یہ ایک مکر تھا اور وہ اپنی رعیت پر یہ ظاہر کرنا چاہتا تھا کہ دیکھو میں ایسا کام کر رہا ہوں جس سے موسیٰ کا جھوٹ بالکل کھل جائے اور میری طرح تمہیں بھی یقین آ جائے کہ موسیٰ غلط گو مفتری اور کذاب ہے۔ فرعون راہ الہی سے روک دیا گیا۔ اس کی ہر تدبیر الٰہی ہی رہی۔ اور جو کام وہ کرتا ہے وہ اس کے لئے نقصان دہ ہوتا ہے اور وہ خسارے میں بڑھتا ہی جا رہا ہے۔

قوم فرعون کے مرد مومن کی سہ بارہ فصاحت: ☆ ☆ (آیت: ۳۸) فرعون کی قوم کا مومن مرد جس کا ذکر پہلے گزر چکا ہے اپنی قوم کے سرکشوں خود پسندوں اور متکبروں کو فصاحت کرتے ہوئے کہتا ہے کہ تم میری راہ تو میری راہ چلو۔ میں تمہیں راہ راست پر ڈال دوں گا۔ یہ اپنے اس قول میں فرعون کی طرح کاذب نہ تھا۔ وہ تو اپنی قوم کو دھوکا دے رہا تھا اور یہ ان کی حقیقی خیر خواہی کر رہا تھا پھر انہیں دنیا سے بے رغبت کرنے اور آخرت کی طرف متوجہ کرنے کے لئے کہتا ہے کہ دنیا ایک ڈھل جانے والا سایہ اور فنا ہو جانے والا فائدہ ہے۔ لازوال اور قرار دہی والی جگہ تو اس کے بعد آنے والی آخرت ہے۔ جہاں کی رحمت و رحمت ابدی اور غیر فانی ہے جہاں برائی کا بدلہ تو اس کے برابر ہی دیا جاتا ہے۔ ہاں نیکی کا بدلہ بے حساب دیا جاتا ہے۔ نیکی کرنے والا چاہے مرد ہو چاہے عورت ہو تو ہاں یہ شرط ہے کہ ہو با ایمان اسے اس نیکی کا ثواب اس قدر دیا جائے گا جو بے حد و حساب ہوگا۔

مَنْ عَمِلَ سَيِّئَةً فَلَا يُجْزَىٰ إِلَّا مِثْلَهَا وَمَنْ عَمِلَ
صَالِحًا مِنْ ذَكَرٍ أَوْ أَنْثَىٰ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَأُولَٰئِكَ يَدْخُلُونَ
الْجَنَّةَ يَرْزُقُونَ فِيهَا بَغَيْرِ حِسَابٍ ۖ وَ لِيَقُومَ مَا لِي
أَدْعُوكُمْ إِلَى التَّجْوَةِ وَ تَدْعُونَنِي إِلَى النَّارِ ۖ تَدْعُونَنِي
لَاكُفِّرَ بِاللَّهِ وَأَشْرِكَ بِهِ مَا لَيْسَ لِي بِهِ عِلْمٌ وَأَنَا
أَدْعُوكُمْ إِلَى الْعَزِيزِ الْغَفَّارِ ۖ لَا جَرَمَ أَنَّمَا تَدْعُونَنِي إِلَيْهِ
لَيْسَ لَهُ دَعْوَةٌ فِي الدُّنْيَا وَلَا فِي الْآخِرَةِ وَأَنْ مَرَدَّنَا إِلَى
اللَّهِ وَأَنَّ الْمُسْرِفِينَ هُمْ أَصْحَابُ النَّارِ ۖ

جس نے گناہ کیا ہے اسے تو برابر برابر کا بدلہ ہی ہے اور جس نے نیکی کی ہے خواہ وہ مرد ہو خواہ عورت اور ہوا یا انسان دار تو یہ لوگ وہ ہیں جو جنت میں جائیں گے اور وہاں بے شمار روزی جائیں گے ○ اے میری قوم یہ کیا بات ہے کہ میں تمہیں نجات کی طرف بلا رہا ہوں اور تم مجھے دوزخ کی طرف بلا رہے ہو ○ تم مجھے یہ دعوت دے رہے ہو کہ میں اللہ کے ساتھ کفر کروں؟ اور اس کے ساتھ اسے شریک کر دوں جس کا کوئی علم مجھے نہیں؟ اور میں تمہیں غائب بخشے والے اللہ کی طرف دعوت دے رہا ہوں ○ یعنی امر ہے کہ تم مجھے جس کی طرف بلا رہے ہو وہ دوزخ میں پکارتے ہو کہ قابل ہے نہ آخر میں اور یہ بھی جتنی بات ہے کہ ہم سب کا لوٹنا اللہ کی طرف ہے اور حد سے گزر جانے والے یقیناً اہل دوزخ ہیں ○

عالم برزخ میں عذاب پر دلیل: ☆ ☆ (آیت: ۴۱-۴۳) قوم فرعون کا مومن مرد اپنا وعظ جاری رکھتے ہوئے کہتا ہے کہ یہ کیا بات ہے کہ میں تمہیں توحید کی طرف یعنی اللہ وحدہ لا شریک لہ کی عبادت کی طرف بلا رہا ہوں۔ میں تمہیں اللہ کے رسول کی تصدیق کرنے کی دعوت دے رہا ہوں اور تم مجھے کفر و شرک کی طرف بلا رہے ہو؟ تم چاہتے ہو کہ میں جاہل بن جاؤں اور بے دلیل اللہ اور اس کے رسول کے خلاف کروں؟ غور کرو کہ تمہاری اور میری دعوت میں کس قدر فرق ہے؟ میں تمہیں اس اللہ کی طرف لے جانا چاہتا ہوں جو بڑی عزت اور کبریائی والا ہے۔ باوجود اس کے وہ ہر اس شخص کی توبہ قبول کرتا ہے جو اس کی طرف جھکے اور استغفار کرے لا حرم کے معنی حق و صداقت کے ہیں یعنی یہ یقینی سچ اور حق ہے کہ جس کی طرف تم مجھے بلا رہے ہو یعنی بتوں اور سوائے اللہ کے دوسروں کی عبادت کی طرف یہ تو وہ ہیں جنہیں دین و دنیا کا کوئی اختیار نہیں۔ جنہیں نفع نقصان پر کوئی قابو نہیں جو اپنے پکارنے والے کی پکار کو سن سکیں نہ قبول کر سکیں نہ یہاں نہ وہاں۔ جیسے فرمان الہی ہے وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّنْ يَدْعُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ اِلٰهًا عِندَ قُلُوْبِهِمْ لِيُغْنُوْا عَنْهُمْ كُفْرَهُمْ وَلَهُمْ اَسْوَءُ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ (سورہ اعراف: ۳۱) قیامت تک میں نہیں سکتے۔ جنہیں مطلق جبر نہیں کو کوئی ہمیں پکار رہا ہے؟ جو قیامت کے دن اپنے پکارنے والوں کے دشمن ہو جائیں گے اور ان کی عبادت سے بالکل انکار کر جائیں گے۔ گو تم انہیں پکارا کرو لیکن وہ نہیں سنتے۔ اور بالفرض اگر سن بھی لیں تو قبول نہیں کر سکتے۔

مومن آل فرعون کہتا ہے کہ ہم سب کو لوٹ کر اللہ ہی کے پاس جانا ہے۔ وہاں ہر ایک کو اپنے اعمال کا بدلہ جھگھکتا ہے۔ وہاں حد سے گزر جانے والے اللہ کے ساتھ دوسروں کو شریک کرنے والے ہمیشہ کے لئے جہنم واصل کر دیئے جائیں گے گو تم اس وقت میری باتوں کی قدر نہ کرو۔ لیکن ابھی ابھی تمہیں معلوم ہو جائے گا میری باتوں کی صداقت و حقیقت تم پر واضح ہو جائے گی۔ اس وقت ندامت و حسرت اور افسوس کرو گے لیکن وہ محض بے سود ہوگا۔ میں تو اپنا کا اللہ کے سپرد کرتا ہوں۔ میرا توکل اسی کی ذات پر ہے۔ میں تو اپنے ہر کام میں اسی سے مدد طلب کرتا ہوں۔ مجھے تم سے کوئی واسطہ نہیں۔ میں تم سے الگ ہوں اور تمہارے کاموں سے نفرت کرتا ہوں۔ میرا تمہارا کوئی تعلق نہیں۔ اللہ اپنے بندوں کے تمام حالات سے دانایں ہیں۔

فَسْتَذْكُرُونَ مَا أَقُولُ لَكُمْ وَأَفَوتُ إِلَى اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ بَصِيرٌ بِالْعِبَادِ ۖ فَوَقَّهُ اللَّهُ سَيِّئَاتٍ مَا مَكَرُوا وَحَاقَ بِآلِ فِرْعَوْنَ سُوءُ الْعَذَابِ ۚ النَّاسُ يُعْرَضُونَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَعَشِيًّا وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ أَدْخِلُوا آلَ فِرْعَوْنَ أَشَدَّ الْعَذَابِ ۚ

پس آگے چل کر تم میری باتوں کو یاد کرو گے۔ میں اپنا معاملہ سپرد رب کرتا ہوں۔ یقیناً اللہ تعالیٰ بندوں کا نگران ہے ○ پس اسے اللہ تعالیٰ نے ان تمام بدیوں سے

محموظ رکھ لیا جو انہوں نے سوچ رکھی تھیں اور فرعون والوں پر بری طرح کا عذاب الٹ پڑا O آگ ہے جس کے سامنے یہ ہرج شام لائے جاتے ہیں اور جس دن قیامت قائم ہوگی فرمان ہوگا کہ فرعونوں کو سخت ترین عذاب میں ڈالو O

مستحق ہدایت جو ہیں ان کی وہ رہنمائی کرے گا اور مستحقین ضلالت اس رہنمائی سے محروم رہیں گے اس کا ہر کام حکمت والا اور اس کی ہر تدبیر اچھائی والی ہے۔ اس مومن کو اللہ تعالیٰ نے فرعونوں کے مکر سے بچالیا۔ دنیا میں بھی وہ محفوظ رہا یعنی موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ اس نے نجات پائی اور آخرت کے عذاب سے بھی محفوظ رہا۔ باقی تمام فرعونی بدترین عذاب کا شکار ہوئے۔ سب دریا میں ڈبو دیئے گئے پھر وہاں سے جہنم واصل کر دیئے گئے۔

ہرج شام ان کی رو میں جہنم کے سامنے لائی جاتی ہیں قیامت تک یہ عذاب انہیں ہوتا رہے گا اور قیامت کے دن ان کی رو میں جسم سمیت جہنم میں ڈال دی جائیں گی اور اس دن ان سے کہا جائے گا کہ اے آل فرعون سخت دردناک اور بہت زیادہ تکلیف دہ عذاب میں چلے جاؤ۔ یہ آیت اہل سنت کے اس مذہب کی کہ عالم برزخ میں یعنی قبروں میں عذاب ہوتا ہے بہت بڑی دلیل ہے ہاں یہاں یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ بعض احادیث میں کچھ ایسے مضامین وارد ہوئے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ عذاب برزخ کا علم رسول اللہ ﷺ کو مدینے شریف کی ہجرت کے بعد ہوا اور یہ آیت مکہ شریف میں نازل ہوئی ہے۔ تو جواب اس کا یہ ہے کہ آیت سے صرف اتنا معلوم ہوتا ہے کہ مشرکوں کی رو میں صبح شام جہنم کے سامنے پیش کی جاتی ہیں۔ باقی رہی یہ بات کہ یہ عذاب ہر وقت جاری اور باقی رہتا ہے یا نہیں؟ اور یہ بھی کہ آیا یہ عذاب صرف روح کو ہی ہوتا ہے یا جسم کو بھی؟ اس کا علم اللہ کی طرف سے آپ کو مدینے شریف میں کرایا گیا اور آپ نے اسے بیان فرمایا۔ پس حدیث و قرآن ملا کر مسئلہ یہ ہوا کہ عذاب و ثواب قبر روح اور جسم دونوں کو ہوتا ہے اور یہی حق ہے۔ اب ان احادیث کو ملاحظہ فرمائیے۔ مسند احمد میں ہے کہ ایک یہودیہ عورت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت گزار تھی۔ حضرت عائشہ جب کبھی اس کے ساتھ کچھ سلوک کرتی تو وہ دعادیتی اور کہتی تھی جہنم کے عذاب سے بچائے۔ ایک روز حضرت صدیقہؓ نے آنحضرت ﷺ سے سوال کیا یا رسول اللہ کیا قیامت سے پہلے قبر میں بھی عذاب ہوتا ہے؟ آپ نے فرمایا نہیں تو یہ کس نے کہا؟ حضرت عائشہؓ نے اس یہودیہ عورت کو کاوا قہ بیان کیا تو آپ نے فرمایا یہودیہ جھوٹے ہیں اور وہ تو اس سے زیادہ جھوٹ اللہ پر باندھا کرتے ہیں۔ قیامت سے پہلے کوئی عذاب نہیں۔ کچھ ہی دن گزرے تھے کہ ایک مرتبہ ظہر کے وقت کپڑا لپیٹے ہوئے رسول اللہ ﷺ تشریف لائے آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں اور پاؤں باز بلند فرما رہے تھے قبر مانند سیاہ رات کی اندھیروں کے ٹکڑوں کے تھے۔ لوگو! اگر تم وہ جانتے ہو جس جانتا ہوں تو بہت زیادہ روتے اور بہت کم ہنستے۔ لوگو! قبر کے عذاب سے اللہ کی پناہ طلب کرو یقین مانو کہ عذاب قبر حق ہے۔ اور روایت میں ہے کہ ایک یہودیہ عورت نے حضرت عائشہؓ سے کچھ مانگا جو آپؐ نے دیا اور اس نے وہ دعادی۔ اس کے آخر میں ہے کہ کچھ دنوں بعد حضورؐ نے فرمایا مجھے وحی کی گئی ہے کہ تمہاری آزمائش قبروں میں کی جاتی ہے۔

پس ان احادیث اور آیت میں ایک تطبیق تو وہ ہے جو اوپر بیان ہوئی۔ دوسری تطبیق یہ بھی ہو سکتی ہے کہ آیت یُعْرَضُونَ صرف اس قدر ثابت ہوتا ہے کہ کفار کو عالم برزخ میں عذاب ہوتا ہے۔ لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ مومن کو ہی اس کے بعض گناہوں کی وجہ سے اس کی قبر میں عذاب ہوتا ہے۔ یہ صرف حدیث شریف میں ثابت ہوا۔ مسند احمد میں ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس ایک دن رسول اللہ ﷺ آئے۔ اس وقت ایک یہودیہ عورت مائی صلبہؓ کے پاس بیٹھی تھی اور کہہ رہی تھی کہ کیا آپ کو معلوم ہے کہ تم لوگ اپنی قبروں میں آزمائے جاؤ گے؟ اسے سن کر حضورؐ کانپ گئے اور فرمایا یہودیہ ہی آزمائے جاتے ہیں۔ پھر چند دنوں بعد آپؐ نے فرمایا لوگو! تم سب

قبروں کے قندہ میں ڈالے جاؤ گے۔ اس کے بعد حضور علیہ السلام قندہ قبر سے پناہ مانگا کرتے تھے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آیت سے صرف روح کے عذاب کا ثبوت ملتا تھا۔ اس سے جسم تک اس عذاب کے پہنچنے کا ثبوت نہیں تھا۔ بعد میں بذریعہ وحی حضور کو یہ معلوم کرایا گیا کہ عذاب قبر جسم و روح کو ہوتا ہے۔ چنانچہ آپؐ نے پھر اس سے بجاؤ کی دعا شروع کی واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم۔

صحیح بخاری شریف میں ہے کہ حضرت عائشہؓ کے پاس ایک یہودیہ عورت آئی اور اس نے کہا عذاب قبر سے ہم اللہ کی پناہ چاہتے ہیں۔ اس پر صدیقہؓ نے آنحضرت ﷺ سے سوال کیا کہ کیا قبر میں عذاب ہوتا ہے؟ آپؐ نے فرمایا ہاں عذاب قبر برحق ہے۔ فرماتی ہیں اس کے بعد میں نے دیکھا کہ حضور ہر نماز کے بعد عذاب قبر سے پناہ مانگا کرتے تھے۔ اس حدیث سے تو ثابت ہوتا ہے کہ آپؐ نے اسے سننے ہی یہودیہ عورت کی تصدیق کی۔ اور اوپر والی احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آپؐ نے مکذیب کی تھی۔ دونوں میں تطبیق یہ ہے کہ یہ دو واقعے ہیں۔ پہلے واقعے کے وقت چونکہ وحی سے آپؐ کو معلوم نہیں ہوا تھا آپؐ نے انکار فرمادیا۔ پھر معلوم ہو گیا تو آپؐ نے اقرار کیا واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم۔ قبر کے عذاب کا ذکر بہت سی صحیح احادیث میں آچکا ہے۔ واللہ اعلم۔ حضرت قتادہؓ فرماتے ہیں ربیعہ دنیائیک ہرج مہرج شام آل فرعون کی رو میں جہنم کے سامنے لائی جاتی ہیں اور ان سے کہا جاتا ہے کہ بدکارو تمہاری اصلی جگہ یہی ہے تاکہ ان کے رنج و غم بڑھیں ان کی ذلت و توہین ہو۔

پس آج بھی وہ عذاب میں ہی ہیں اور ہمیشہ اسی میں رہیں گے۔ ابن ابی حاتم میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا قول ہے کہ شہیدوں کی رو میں ہزر گنگ کے پرندوں کے قالب میں ہیں وہ جنت میں جہاں کہیں چاہیں چلتی پھرتی ہیں اور مومنوں کے بچوں کی رو میں چڑیاؤں کے قالب میں ہیں اور جہاں وہ چاہیں جنت میں چلتی رہتی ہیں اور عرشِ تسلے کی قدیلوں میں آرام حاصل کرتی ہیں اور آل فرعون کی رو میں سیاہ رنگ پرندوں کے قالب میں ہیں۔ صبح بھی جہنم کے پاس جاتی ہیں اور شام کو بھی یہیں ان کا پیش ہوتا ہے۔ معراج والی لمبی روایت میں ہے کہ پھر مجھے ایک بہت بڑی مخلوق کی طرف لے چلے جن میں سے ہر ایک کا پیٹ مثل بہت بڑے گھر کے تھا جو آل فرعون کے پاس قید تھے اور آل فرعون صبح شام آگ پر لائے جاتے ہیں اور جس دن قیامت قائم ہوگی اللہ تعالیٰ فرمائے گا ان فرعونوں کو سخت تر عذابوں میں لے جاؤ اور یہ فرعونی لوگ نکیل والے اونٹوں کی طرح منہ نیچے کئے پتھر اور درخت پر چڑھ رہے ہیں اور بالکل بے عقل و بے شعور ہیں۔ ابن ابی حاتم میں ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ جو احسان کرے خواہ مسلم ہو خواہ کافر اللہ تعالیٰ اسے ضرور بدلہ دیتا ہے۔ ہم نے پوچھا یا رسول اللہؐ کافر کو کیا بدلہ ملتا ہے؟ فرمایا اگر اس نے صلہ رحمی کی ہے یا صدقہ دیا ہے یا اور کوئی اچھا کام کیا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کا بدلہ اس کے مال میں اس کی اولاد میں اس کی صحت میں اور ایسی ہی اور چیزوں میں عطا فرماتا ہے۔ ہم نے پھر پوچھا اور آخرت میں کیا ملتا ہے؟ فرمایا بڑے درجے سے کم درجے کا عذاب۔ پھر آپؐ نے اَذْخَلُوا آلَ فِرْعَوْنَ اَحْ پڑھی۔

ابن جریر میں ہے کہ حضرت اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ سے ایک شخص نے پوچھا کہ ذرا ہمیں یہ بتاؤ ہم دیکھتے ہیں کہ بہت سے سفید پرندوں کا غول کا غول سمندر سے نکلتا ہے اور اس کے مغربی کنارے اڑتا ہوا صبح کے وقت جاتا ہے اس قدر زیادتی کے ساتھ کہ ان کی تعداد کوئی گن نہیں سکتا۔ شام کے وقت ایسا ہی جھنڈکا جھنڈکا واپس آتا ہے لیکن اس وقت ان کے رنگ بالکل سیاہ ہوتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا تم نے اسے خوب معلوم کر لیا۔ ان پرندوں کے قالب میں آل فرعون کی رو میں ہیں جو صبح شام آگ کے سامنے پیش کی جاتی ہیں پھر اپنے گھونسلوں کی طرف لوٹ جاتی ہیں۔ ان کے پر جل گئے ہوئے ہوتے ہیں اور یہ سیاہ ہو جاتے ہیں۔ پھر رات کو وہ آگ جاتے ہیں اور سیاہ جھڑ جاتے ہیں۔ پھر وہ اپنے گھونسلوں کی طرف لوٹ جاتے ہیں۔ یہی حالت ان کی دنیا میں ہے اور قیامت کے دن ان سے اللہ تعالیٰ فرمائے گا اس آل

فرعون کو سخت عذابوں میں داخل کر دو۔ کہتے ہیں کہ ان کی تعداد چھ لاکھ کی ہے جو فرعون کی فوج تھی۔ مسند احمد میں ہے 'حضور فرماتے ہیں کہ تم میں سے جب کبھی کوئی مرتا ہے ہر صبح شام اس کی جگہ اس کے سامنے پیش کی جاتی ہے اگر وہ جنتی ہے تو جنت اور اگر وہ جہنمی ہے تو جہنم۔ اور کہا جاتا ہے کہ تیری اصل جگہ یہ ہے جہاں تجھے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن بھیجے گا۔ یہ حدیث صحیح بخاری و صحیح مسلم میں بھی ہے۔

وَاذْيَحْجُونَ فِي النَّارِ فَيَقُولُ الضَّعْفُو الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا
اِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا فَاَهْلْ اَنْتُمْ مُّعْذُونٌ عَنَّا نَصِيبًا مِّنَ
النَّارِ ۚ قَالَ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا اِنَّا كُلٌّ فِيْهَا اِنَّ اللّٰهَ قَدْ
حَكَمَ بَيْنَ الْعِبَادِ ۚ وَقَالَ الَّذِينَ فِي النَّارِ لِنَعْرِضَ جَهَنَّمَ
اَدْعُوا رَبَّكُمْ يُخَفِّفْ عَنَّا يَوْمًا مِّنَ الْعَذَابِ ۚ قَالُوا
اَوْلَمْ تَكُنْ تَدْعُوهُمْ رُسُلَكُمْ بِالْبَيِّنَاتِ قَالُوا بَلٰى قَالُوا
فَادْعُوا وَمَا دَعَوْا الْكَافِرِيْنَ اِلَّا فِي ضَلٰلٍ ۝۱۰

جبکہ دوزخ میں ایک دوسرے سے جھگڑیں گے تو کزور لوگ جو تابع تھے تکبر والوں سے جن کے یہ تابع تھے کہیں گے کہ ہم تو تمہارے پیرو تھے۔ تو کیا اب تم ہم سے اس آگ کا کوئی حصہ بنا سکتے ہو؟ وہ بڑے لوگ جواب دیں گے کہ ہم تو کبھی اس آگ میں ہی ہیں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے درمیان فیصلے کر چکا ہے ○ تمام جہنمی لڑ جہنم کے داروغوں سے کہیں گے کہ تم ہی اپنے پروردگار سے دعا کرو کہ وہ کسی دن تو ہمارے عذاب میں کمی کر دے ○ وہ جواب دیں گے کہ کیا تمہارے پاس تمہارے رسول مجھ سے کہیں گے کہ تمہیں آئے تھے یہ کہیں گے ہاں آئے تھے تو وہ کہیں گے کہ پھر تم ہی دعا کرو اور کارفروں کی دعا بھی بے اثر ہے ○

دوزخیوں کے لئے ایک اور عذاب: ☆ ☆ (آیت: ۳۷-۵۰) جہنمی لوگ جہنم کے اور عذابوں کو برداشت کرتے ہوئے ایک اور عذاب کے بھی شکار ہوں گے جس کا بیان یہاں ہو رہا ہے۔ یہ عذاب فرعون کو بھی ہوگا اور دوسرے دوزخیوں کو بھی یعنی آپس میں تھوکتا 'تذلیل اور لڑائی جھگڑے۔ چھوٹے بڑوں سے یعنی تابعداری کرنے اور حکم احکام کے ماننے والے جن کی بڑائی اور بزرگی کے قائل تھے اور جن کی باتیں تسلیم کیا کرتے تھے اور جن کے کہے ہوئے پر عامل تھے ان سے کہیں گے کہ دنیا میں ہم تو آپ کے تابع فرمان رہے۔ جو آپ نے کہا ہم بجالاتے۔ کفر اور گمراہی کے احکام بھی جو آپ کی بارگاہ سے صادر ہوئے آپ کے تقدس اور علم و فضل و سرمداری اور حکومت کی بنا پر ہم سب کو ماننے رہے اب یہاں آپ ہمیں کچھ تو کام آئیے۔ ہمارے عذابوں کا ہی کوئی حصہ اپنے اوپر اٹھا لیجئے یہ رؤسا اور امرا سادات اور بزرگ جواب دیں گے کہ ہم بھی تو تمہارے ساتھ جل جہنم رہے ہیں۔ ہمیں جو عذاب ہو رہے ہیں وہ کیا ہم میں جو ہم تمہارے عذاب اٹھا نہیں؟ اللہ کا حکم جاری ہو چکا ہے۔ رب فیصلے صادر فرما چکا ہے۔ ہر ایک کو اس کے بد اعمال کے مطابق سزا دے چکا ہے۔ اب اس میں کمی ناممکن ہے۔ جیسے اور آیت میں ہے ہر ایک کے لئے بڑھا چڑھا عذاب جو تم نہ سمجھو۔ جب اہل دوزخ سمجھ لیں گے کہ اللہ ان کی دعا قبول نہیں فرماتا بلکہ ان کا بھی نہیں لگا تا بلکہ انہیں ڈانٹ دیا ہے اور فرما چکا ہے کہ یہیں پڑے رہو اور مجھ سے کلام بھی نہ کرو تو وہ جہنم کے داروغوں سے کہیں گے جو وہاں کے ایسے ہی پاسبان ہیں جیسے دنیا کے کیل خانوں کے نگہبان داروغے اور محافظ سپاہ ہوتے ہیں۔ ان سے کہیں گے کہ تم ہی ذرا اللہ تعالیٰ سے دعا کرو کہ کسی ایک دن ہی وہ ہمارے عذاب بلکے کر دے وہ انہیں جواب دیں گے کہ کیا رسولوں کی زبانی احکام ربانی دنیا میں تمہیں پہنچتے تھے؟ یہ کہیں

گئے ہاں پہنچے تھے۔ تو فرشتے کہیں گے پھر اب تم آپ ہی اللہ سے کہہ سن لو۔ ہم تو تمہاری طرف سے کوئی عرض اس کی جناب میں کر نہیں سکتے۔ بلکہ ہم خود تم سے بیزار اور تمہارے دشمن ہیں، سنو ہم تمہیں کہہ دیتے ہیں کہ خواہ تم دعا کرو خواہ تمہارے لئے اور کوئی دعا کرے، ناممکن ہے کہ تمہارے عذابوں میں کمی ہو۔ کافروں کی دعا ناقبول اور مردود ہے۔

إِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِينَ آمَنُوا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ يَقُومُ
الْأَشْهَادُ يَوْمَ لَا يَنْفَعُ الظَّالِمِينَ مَعَذِرَتُهُمْ وَلَهُمُ اللَّعْنَةُ
وَلَهُمْ سُوءُ الدَّارِ ۝ وَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْهُدَى وَأَوْرَثْنَا بَنِي
إِسْرَءِيلَ الْكِتَابَ ۝ هُدًى وَذِكْرَى لِأُولِي الْأَلْبَابِ ۝

یقیناً ہم اپنے رسولوں کی اور ایمان والوں کی مدد زندگی دنیا میں بھی کریں گے اور اس دن بھی جب کوئی دیتے والے کھڑے ہوں گے ○ جس دن ظالموں کو ان کی عذر معذرت چھٹھنچ نہ دے گی اور ان کے لئے لعنت ہی ہوگی اور ان کے لئے اس گھر کی خرابی ہی ہوگی ○ ہم نے موسیٰ کو ہدایت نامہ عطا فرمایا اور بنو اسرائیل کو اس کتاب کا وارث بنایا ○ کہ وہ ہدایت وصیحت حق تعالیٰ کے لئے ○

رسولوں اور اہل ایمان کو دنیا و آخرت میں مدد کی بشارت: ☆ ☆ (آیت: ۵۱-۵۴) آیت میں رسولوں کی مدد کرنے کا اللہ کا وعدہ ہے۔ پھر ہم دیکھتے ہیں کہ بعض رسولوں کو ان کی قوموں نے قتل کر دیا، جیسے حضرت یحییٰ، حضرت زکریا، حضرت شعیب صلوات اللہ علیہم وسلم اور بعض انبیاء کو اپنا وطن چھوڑنا پڑا جیسے حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کہ انہیں اللہ تعالیٰ نے آسمان کی طرف ہجرت کرائی۔ پھر کیا کوئی نہیں کہہ سکتا کہ یہ وعدہ پورا کیوں نہیں ہوا؟ اس کے دو جواب ہیں۔ ایک تو یہ کہ یہاں گوعام خبر ہے لیکن مراد بعض سے ہے اور یہ لغت میں عموماً پایا جاتا ہے کہ مطلق ذکر ہو اور مراد خاص افراد ہوں۔ دوسرے یہ کہ مدد کرنے سے مراد بدلہ لینا ہو۔ پس کوئی نبی ایسا نہیں گزرا جسے ایذا پہنچانے والوں سے قدرت نے زبردست انتقام نہ لیا ہو۔

چنانچہ حضرت یحییٰ، حضرت زکریا، حضرت شعیب علیہم السلام کے قاتلوں پر اللہ نے ان کے دشمنوں کو مسلط کر دیا اور انہوں نے انہیں زیر و زبر کر ڈالا ان کے خون کی ندیاں بہا دیں اور انہیں نہایت ذلت کے ساتھ موت کے گھاٹ اتارا۔ عمرو دود کا مشہور واقعہ دنیا جانتی ہے کہ قدرت نے اسے کیسی پکڑ میں پکڑا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جن یہودیوں نے سولی دینے کی کوشش کی تھی ان پر جناب باری عزیز و حکیم نے رمیوں کو غالب کر دیا اور ان کے ہاتھوں ان کی سخت ذلت و اہانت ہوئی۔ اور ابھی قیامت کے قریب جب آپ اتریں گے تب دجال کے ساتھ ان یہودیوں کی جو اس کے لشکر میں ہوں گے قتل کریں گے اور امام عادل اور حاکم بانصاف بن کر شریف لائیں گے، صلیب کو توڑیں گے، خنزیر کو قتل کریں گے اور جزیہ باطل کر دیں گے۔ بجز اسلام کے اور کچھ قبول نہ فرمائیں گے۔ یہ ہے اللہ تعالیٰ کی عظیم الشان مدد اور یہی دستور قدرت ہے جو پہلے سے ہے اور اب تک جاری ہے کہ وہ اپنے مومن بندوں کی دنیوی امداد بھی فرماتا ہے اور ان کے دشمنوں سے خود انتقام لے کر ان کی آنکھیں کھنڈی کرتا ہے۔ صحیح بخاری شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ عزوجل نے فرمایا ہے جو شخص میرے نبیوں سے دشمنی کرے اس نے مجھے لڑائی کے لئے طلب کیا۔

دوسری حدیث میں ہے میں اپنے دوستوں کی طرف سے بدلہ ضرور لے لیا کرتا ہوں جیسے کہ شیر بدلہ لیتا ہے۔ اسی بنا پر اس مالک

الملک نے قوم نوح سے عادی سے 'شود یوں سے' اصحاب الرس سے 'قوم لوط سے' اہل مدین سے اور ان جیسے ان تمام لوگوں سے جنہوں نے اللہ کے رسولوں کو جھٹلایا تھا اور حق کا خلاف کیا تھا بدلہ لیا۔ ایک ایک کو چن چن کر تباہ و برباد کیا اور جتنے مؤمن ان میں تھے ان سب کو بچا لیا۔ امام سعدی فرماتے ہیں 'جس قوم میں اللہ کے رسول آئے یا ایمان دار بندے انہیں پیغامِ الہی پہنچانے کے لئے کھڑے ہوئے اور اس قوم نے ان نبیوں کی یا ان مؤمنوں کی بے حرمتی کی اور انہیں مار پیٹنا قتل کیا' ضرور بالضرور اسی زمانے میں عذابِ الہی ان پر برس پڑے۔ نبیوں کے قتل کے بدلے لینے والے اٹھ کھڑے ہوئے اور پانی کی طرح ان کے خون سے پیاسی زمین کو سیراب کیا۔ پس گوانبیاء اور مؤمنین یہاں قتل کئے گئے لیکن ان کا خون رنگ لایا اور ان کے دشمنوں کا بھس کی طرح بھکس نکال دیا۔ ناممکن ہے کہ ایسے بندگانِ خاص کی امداد و اعانت نہ ہو اور ان کے دشمنوں سے پورا انتقام نہ لیا گیا ہو۔

فَاصْبِرْ إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ بِالْعَشِيِّ وَالْإِبْكَارِ إِنَّ الَّذِينَ يُجَادِلُونَ فِي آيَاتِ اللَّهِ بِغَيْرِ سُلْطَانٍ أَتَمُّهُمْ إِنْ فِي صُدُورِهِمْ إِلَّا كِبْرٌ مَّا هُمْ بِبَالِغِيهِ فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ

پہلے اے نبی تو صبر کر۔ اللہ کا وعدہ بلا شک و شبہ سچا ہی ہے۔ تو اپنے گناہ کی معافی مانگتا رہ اور صبح شام اپنے پروردگار کی تسبیح اور حمد بیان کرتا رہ ○ جو لوگ باوجود اپنے پاس کسی سند کے نہ ہونے کے آیاتِ الہی میں جھگڑے کیا کرتے ہیں ان کے دلوں میں بھڑنی بڑائی کے اور کچھ نہیں وہ اس شان تک پہنچنے والے ہی نہیں' سو تو اللہ کی پناہ مانگتا رہ جب تک وہ پورا سننے والا اور سب سے زیادہ دیکھنے والا ہے ○

اشرف الانبیاء صیب اللہ علیہ السلام کے حالات زندگی دنیا اور دنیا والوں کے سامنے ہیں کہ اللہ نے آپ کو اور آپ کے صحابہ کو غلبہ دیا اور دشمنوں کی تمام تر کوششوں کو بے نتیجہ رکھا۔ ان تمام پر آپ کو کھلا غلبہ عطا فرمایا۔ آپ کے گلے کو بلند و بالا کیا آپ کا دین دنیا کے تمام ادیان پر چھا گیا۔ قوم کی زبردست مخالفتوں کے وقت اپنے نبی کو مدینے پہنچا دیا اور مدینے والوں کو سچا جاں نثار بنا کر پھر مشرکین کا سارا زور بدر کی لڑائی میں ڈھال دیا۔ ان کے کفر کے تمام وزنی ستون اس لڑائی میں اکھڑ دیئے۔ سردارانِ مشرک یا تو ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے گئے یا مسلمانوں کے ہاتھوں میں قیدی بن کر نامرادی کے ساتھ گردن جھکائے نظر آنے لگے قید و بند میں جکڑے ہوئے ذلت و اہانت کے ساتھ مدینے کی گلیوں میں کسی کے ہاتھوں پر اور کسی کے پاؤں پر دوسرے کی گرفت تھی۔ اللہ کی حکمت نے ان پر پھر احسان کیا اور ایک مرتبہ پھر موقع دیا 'فدیہ لے کر آزاد کر دیئے گئے لیکن پھر بھی جب مخالفتِ رسول سے باز نہ آئے اور اپنے کړو تړو پر اڑے رہے تو وہ وقت بھی آیا کہ جہاں سے نبی کو کھپ چھپا کر رات کے اندھیرے میں پایادہ ہجرت کرنی پڑی تھی وہاں فاتحانہ حیثیت سے داخل ہوئے اور گرن پر ہاتھ باندھے دشمنانِ رسول سامنے لائے گئے۔ اور بلا حرم کی عظمت و عزت رسولِ محترم کی وجہ سے پوری ہوئی اور تمام مشرک و کفر اور ہر طرح کی بے ادبیوں سے اللہ کا گہرا پاک صاف کر دیا گیا۔

بالآخر یمن بھی فتح ہوا اور پورا جزیرہ عرب قبضہ رسول میں آ گیا۔ اور جوق در جوق لوگ اللہ کے دین میں داخل ہو گئے۔ پھر رب العالمین نے اپنے رسول رحمتہ العالمین کو اپنی طرف بلایا اور وہاں کی کرامت و عظمت سے اپنی مہمانداری میں رکھ کر نوازا۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ پھر آپ کے بعد آپ کے نیک نہاد صحابہ کو آپ کا بنائیا جو محمدی جھنڈا لئے کھڑے ہو گئے اور اللہ کی توحید کی طرف اللہ کی مخلوق کو

بلانے لگے۔ جو روزِ ارادہ میں آیا اسے الگ کیا۔ جو خارجیوں میں نظر پڑا اسے کاٹ ڈالا۔ گاؤں گاؤں شہر شہر ملک ملک دعوتِ اسلام پہنچادی جو مانع ہوا اسے منع کا مزہ چکھایا۔ اسی ضمن میں مشرق و مغرب میں سلطنتِ اسلامی پھیل گئی۔ زمین پر اور زمین والوں کے جسموں پر ہی صحابہ کرام نے فتح حاصل نہیں کی بلکہ ان کے دلوں پر بھی فتح پائی! اسلامی نقوش دلوں میں جمادیئے اور سب کو کلمہ توحید کے نیچے جمع کر دیا۔ دین محمدؐ نے زمین کا چپہ چپہ اور کونا کونا اپنے قبضے میں کر لیا۔ دعوتِ محمدیؐ یہ ہرے کانوں تک بھی پہنچ چکی۔ صراطِ محمدیؐ انہوں نے بھی دیکھ لیا۔ اللہ اس پاکیزہ جماعت کو ان کی اولوالعزمیوں کا بہترین بدلہ عاقبت فرمائے۔ آمین!

الحمد للہ آج تک اللہ کا دین غالب و منصور ہے۔ آج تک مسلمانوں میں حکومت و سلطنت موجود ہے۔ آج تک ان کے ہاتھوں میں اللہ کا اور اس کے رسولؐ کا کلام موجود ہے۔ اور آج تک ان کے سروں پر رب کا ہاتھ ہے۔ اور قیامت تک یہ دین مظفر و منصور ہی رہے گا۔ جو اس کے مقابلے پر آئے گا۔ منہ کی کھائے گا۔ اور پھر کبھی منہ نہ دکھائے گا۔ یہی مطلب ہے اس مبارک آیت کا۔ قیامت کے دن بھی دینداروں کی مدد و نصرت ہوگی اور بہت بڑی اور بہت اعلیٰ پیمانے تک۔

گو ابیوں سے مراد فرشتے ہیں۔ دوسری آیت میں یوم بدل ہے پہلی آیت کے اسی لفظ سے۔ بعض قراءتوں میں یوم ہے تو یہ گویا پہلے یوم کی تفسیر ہے۔ ظالموں سے مراد شرک ہیں۔ ان کا عذر و فدیہ قیامت کے دن مقبول نہ ہوگا۔ وہ رحمتِ رب سے اس دن دور و حکیل دیے جائیں گے۔ ان کے لئے برا گھر یعنی جہنم ہوگا۔ ان کی عاقبت خراب ہوگی، حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ہم نے ہدایت و نور بخشا۔ بنی اسرائیل کا انجام بہتر کیا۔ فرعون کے مال و زمین کا انہیں وارث بنایا کیونکہ یہ اللہ کی اطاعت اور اتباعِ رسولؐ میں ثابت قدمی کے ساتھ ختمین برداشت کرتے رہے تھے۔ جس کتاب کے یہ وارث ہوئے وہ عقلمندوں کے لئے سر تا پا باعثِ ہدایت و عبرت تھی اسے نبیؐ آپ صبر کیجئے۔ اللہ کا وعدہ سچا ہے آپ کا ہی بول بالا ہوگا انجام کے لحاظ سے آپ والے ہی غالب رہیں گے۔ رب اپنے وعدے کے خلاف کبھی نہیں ہوتا بلا شک و شبہ دین الہی اونچا ہو کر ہی رہے گا۔ تو اپنے رب سے استغفار کرتا رہو۔ آپ کو حکم دے کر دراصل آپ کی امت کو استغفار پر آمادہ کرنا ہے۔ دن کے آخری اور رات کے انتہائی وقت خصوصیت کے ساتھ رب کی پاکیزگی اور تعریف بیان کیا کر جو لوگ باطل پر جم کر حق کو بتا دیتے ہیں دلائل کو غلط بحث سے ٹال دیتے ہیں ان کے دلوں میں بجز تکبر کے اور کچھ نہیں ان میں اتباعِ حق سے سرکشی ہے۔ یہ رب کی باتوں کی عزت جانتے ہی نہیں۔ لیکن جو تکبر اور جو خودی اور جو اپنی اونچائی وہ جانتے ہیں وہ انہیں ہرگز حاصل نہیں ہونے کی۔ ان کے مقصود باطل ہیں۔ ان کے مطلوب لا حاصل ہیں۔ اللہ کی پناہ طلب کر کہ ان جیسا حال کسی پھلے آدی کا نہ ہو اور ان نخت پسند لوگوں کی شرارت سے بھی اللہ کی پناہ چاہا کر۔ یہ آیت یہودیوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ یہ کہتے تھے کہ دجال انہی میں سے ہوگا اور اس کے زمانے میں یہ زمانے کے بادشاہ ہو جائیں گے۔

پس اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ سے فرمایا کہ فتنہ دجال سے اللہ کی پناہ طلب کیا کر۔ وہ سبج و بصیر ہے۔ لیکن آیت کو یہودیوں کے بارے میں نازل شدہ بتانا اور دجال کی بادشاہی اور اس کے فتنے سے پناہ کا حکم یہ سب چیزیں تکلف سے پر ہیں۔ مانا کہ یہ تفسیر ابنِ ابی حاتم میں ہے مگر یہ قولِ ندرت سے خالی نہیں۔ ٹھیک یہی ہے کہ عام ہے۔ واللہ بجا و تعالیٰ اعلم۔

لَخَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ أَكْبَرَ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ
وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ۝ وَمَا يَسْتَوِي الْأَعْمَىٰ وَالْبَصِيرُ

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَلَا الْمَسِيءُ قَلِيلًا
مَا تَذَكَّرُونَ ۝۵۸ إِنَّ السَّاعَةَ لَآتِيَةٌ لَا رَيْبَ فِيهَا وَلَكِنْ أَكْثَرُ
النَّاسِ لَا يُؤْمِنُونَ ۝۵۹ وَقَالَ رَبُّكُمْ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ إِنَّ
الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَخَرِينَ ۝۶۰

آسمان وزمین کی پیدائش یقیناً انسان کی پیدائش سے بہت بڑا کام ہے۔ یہ اور بات ہے کہ اکثر لوگ بے علم ہیں ○ اندھا اور دیکھتا ہوا نہیں نہ وہ لوگ جو ایمان لائے اور بھلے کام کئے۔ بدکاروں کے برابر ہیں۔ تم بہت کم نصیحت حاصل کر رہے ہو ○ قیامت بائیں اور بے شہ آئے والی ہے۔ یہ اور بات ہے کہ بہت سے لوگ نہ مانیں ○ تمہارے رب کا فرمان سرزد ہو چکا ہے کہ مجھ سے دعا کرتے رہو۔ میں تمہاری دعاؤں کو قبول فرما تا رہوں گا یقین مانو کہ جو لوگ میری عبادت سے خود سری کرتے ہیں وہ ابھی ابھی ذلیل ہو کر جہنم میں پہنچ جائیں گے ○

انسان کی دوبارہ پیدائش کے دلائل: ☆☆ (آیت: ۵۷-۵۹) اللہ تعالیٰ قادر مطلق فرماتا ہے کہ مخلوق کو وہ قیامت کے دن نئے سرے سے ضرور زندہ کرے گا جبکہ اس نے آسمان وزمین جیسی زبردست مخلوق کو پیدا کر دیا تو انسان کا پیدا کرنا یا اسے بگاڑ کر بنانا اس پر کیا مشکل ہے؟ اور آیت میں ارشاد ہے کہ کیا ایسی بات اور اتنی واضح حقیقت بھی جھٹلائے جانے کے قابل ہے کہ جس اللہ نے زمین وآسمان کو پیدا کر دیا اور اس اتنی بڑی چیز کی پیدائش سے نہ وہ تھکا نہ عاجز ہوا اس پر مردوں کا جلانا کیا مشکل ہے؟ ایسی صاف دلیل بھی جس کے سامنے جھٹلانے کی چیز ہو اس کی معلومات یقیناً نوہ کرنے کے قابل ہیں۔ اس کی جہالت میں کیا شک ہے؟ جو ایسی موٹی بات بھی نہ سمجھ سکے؟ تعجب ہے کہ بڑی سے بڑی چیز تو تسلیم کی جائے اور اس سے بہت چھوٹی چیز کو محال محض مانا جائے؟ اندھے اور دیکھنے والے کا فرق ظاہر ہے۔ ٹھیک اسی طرح مسلم و مجرم کا فرق ہے۔ اکثر لوگ کس قدر کم نصیحت قبول کرتے ہیں یقین مانو کہ قیامت کا آنا حتیٰ ہے۔ پھر بھی اس کی تکذیب کرنے اور اسے باور نہ کرنے سے بیشتر لوگ باز نہیں آتے۔ ایک یحییٰ شیخ اپنی سنی ہوئی روایت بیان کرتے ہیں 'قرب قیامت کے وقت لوگوں پر بلائیں برس پڑیں گی اور سورج کی حرارت سخت تیز ہو جائے گی۔ واللہ اعلم۔

دعا کی ہدایت اور قبولیت کا وعدہ: ☆☆ (آیت: ۶۰) اللہ تبارک و تعالیٰ کے اس احسان پر قربان جائیں کہ وہ ہمیں دعا کی ہدایت کرتا ہے اور قبولیت کا وعدہ فرماتا ہے۔ امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ اپنی دعاؤں میں فرمایا کرتے تھے اے وہ اللہ جسے وہ بندہ بہت ہی پیارا لگتا ہے جو بکثرت اس سے دعاں کیا کرے اور وہ بندہ اسے سخت برا معلوم ہوتا ہے جو اس سے دعا نہ کرے۔ اے میرے رب یہ صفت تو صرف تیری ہی ہے۔ شاعر کہتا ہے۔

اللَّهُ يَغْضَبُ إِنْ تَرَكْتَ سُؤَالَهٖ وَبَنَىٰ آدَمَ جِنَّ يَسْأَلُ يَغْضَبُ

یعنی اللہ تعالیٰ کی شان یہ ہے کہ جب تو اس سے نہ مانگے تو وہ ناخوش ہوتا ہے اور انسان کی یہ حالت ہے کہ اس سے مانگو تو وہ روٹھ جاتا ہے۔ حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں اس امت کو تین چیزیں ایسی دی گئی ہیں کہ ان سے پہلے کی کسی امت کو نہیں دی گئیں۔ بجز نبی کے۔ دیکھو ہر نبی کو اللہ کا فرمان یہ ہوا ہے کہ تو اپنی امت پر گواہ ہے۔ لیکن تمام لوگوں پر گواہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں کیا ہے۔ اگلے نبیوں سے کہا جاتا تھا کہ تجھ پر دین میں حرج نہیں۔ لیکن اس امت سے فرمایا گیا کہ تمہارے دین میں تم پر کوئی حرج

نہیں۔ ہر نبی سے کہا جاتا تھا کہ مجھے پکار میں تیری پکار قبول کروں گا لیکن اس امت کو فرمایا گیا کہ تم مجھے پکارو میں تمہاری پکار قبول فرماؤں گا۔ (ابن ابی حاتم)

ابو یعلیٰ میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرتؐ سے فرمایا چار خصلتیں ہیں جن میں سے ایک میرے لئے ہے ایک تیرے لئے ایک تیرے اور میرے درمیان اور ایک تیرے درمیان اور میرے دوسرے بندوں کے درمیان۔ جو خاص میرے لئے ہے وہ تو یہ کہ تو صرف میری ہی عبادت کر اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کر۔ اور جو تیرا حق مجھ پر ہے وہ یہ کہ تیرے ہر عمل خیر کا پھر پور بدلہ میں تجھے دوں گا۔ اور جو تیرے میرے درمیان ہے وہ یہ کہ تو دعا کرو اور میں قبول کیا کروں اور چوتھی خصلت جو تیرے اور میرے اور دوسرے بندوں کے درمیان ہے وہ یہ کہ تو ان کے لئے وہ چاہو اپنے لئے پسند رکھتا ہے۔ مسند احمد میں حضورؐ کا فرمان ہے کہ دعائیں عبادت ہے۔ پھر آپؐ نے یہی آیت تلاوت فرمائی۔ یہ حدیث سنن میں بھی ہے۔ امام ترمذیؒ اسے حسن صحیح کہتے ہیں۔ ابن حبانؒ اور حاکمؒ بھی اسے اپنی صحیح میں لائے ہیں۔

مسند میں ہے جو شخص اللہ سے دعا نہیں کرتا اللہ اس پر غضب ناک ہوتا ہے۔ حضرت محمد بن مسلمہ انصاریؒ کی موت کے بعد ان کی تلوار کے درمیان میں سے ایک پرچہ نکلا جس میں تحریر تھا کہ تم اپنے رب کی رحمتوں کے مواقع کو تلاش کرتے رہو۔ بہت ممکن ہے کہ کسی ایسے وقت تم دعائے خیر کرو کہ اس وقت رب کی رحمت جوش میں ہو اور تمہیں وہ سعادت مل جائے جس کے بعد کبھی بھی حسرت و افسوس نہ کرنا پڑے۔ آیت میں عبادت سے مراد دعا اور توحید ہے۔ مسند احمد میں ہے کہ قیامت کے دن منکببر لوگ چیونٹیوں کی شکل میں جمع کئے جائیں گے۔ چھوٹی سے چھوٹی چیز بھی ان کے اوپر ہوگی انہیں بوس نامی جہنم کے جیل خانے میں ڈالا جائے گا اور بھڑکتی ہوئی تخت آگ ان کے سروں پر شعلے مارے گی۔ انہیں جہنمیوں کا بونچھپ اور پانچا نہ پیشاب پلایا جائے گا۔

ابن ابی حاتم میں ہے ایک بزرگ فرماتا ہے میں ملک روم میں کافروں کے ہاتھوں میں گرفتار ہو گیا تھا۔ ایک دن میں نے سنا کہ ہاتھ غیب ایک پہاڑ کی چوٹی سے ہوا وز بلند کہہ رہا ہے۔ اے اللہ! اس پر تعجب ہے جو تجھے پہچانتے ہوئے تیرے سوا دوسرے کی ذات سے امیدیں وابستہ رکھتا ہے۔ اے اللہ! اس پر بھی تعجب ہے جو تجھے پہچانتے ہوئے اپنی حاجتیں دوسروں کے پاس لے جاتا ہے۔ پھر ذرا ٹھہر کر ایک پر زور آواز اور لاگائی اور کہا پورا تعجب اس شخص پر ہے جو تجھے پہچانتے ہوئے دوسرے کی رضامندی حاصل کرنے کے لئے وہ کام کرتا ہے جن سے تو ناراض ہو جائے۔ یہ سن کر میں نے بلند آواز سے پوچھا کہ تو کوئی جن ہے یا انسان؟ جواب آیا کہ انسان ہوں۔ تو ان کاموں سے اپنا دھیان بٹالے جو تجھے فائدہ نہ دیں۔ اور ان کاموں میں مشغول ہو جا جو تیرے فائدے کے ہیں۔

اللَّهُ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ اللَّيْلَ لِتَسْكُنُوا فِيهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا
إِنَّ اللَّهَ لَذُو فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُونَ
ذَلِكَمُ اللَّهُ رَبُّكُمْ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ
فَإِنِّي تُؤْفِكُونَ ۝ كَذَلِكَ يُؤْفِكُ الَّذِينَ كَانُوا بِآيَاتِ
اللَّهِ يَجْحَدُونَ ۝

اللہ تعالیٰ سے تہا رہے۔ نئے رات بنادی کہ تم اس میں آرام حاصل کرو اور دن کو دکھلائے والا بنادیا۔ بیشک اللہ تعالیٰ لوگوں پر فضل و کرم والا ہے لیکن اکثر لوگ شکر گزاری

نہیں کرتے ○ یہی اللہ ہے تم سب کا پالنے والے اور چیز کا خالق ○ اس کے سوا کوئی معبود نہیں ○ پھر کس طرح تم پھرے جاتے ہو؟ اسی طرح وہ لوگ بھی پھیرے جاتے رہے جو اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے تھے ○

احسانات وانعامات کا تذکرہ: ☆ ☆ (آیت: ۶۱-۶۲) اللہ تعالیٰ احسان بیان فرماتا ہے کہ اس نے رات کو سکون و راحت کی چیز بنائی اور دن کو روشن چمکیلا تاکہ ہر شخص کو اپنے کام کا جن میں سفر میں طلب معاش میں سہولت ہو۔ اور دن بھر کا کسل اور تھکان رات کے سکون و آرام سے اتر جائے۔ مخلوق پر اللہ تعالیٰ بڑے ہی فضل و کرم کرنے والا ہے۔ لیکن اکثر لوگ رب کی نعمتوں کی ناشکری کرتے ہیں۔ ان چیزوں کو پیدا کرنے والا اور یہ راحت و آرام کے سامان مہیا کر دینے والا یہی اللہ واحد ہے جو تمام چیزوں کا خالق ہے۔ اس کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں نہ اس کے سوا اور کوئی مخلوق کی پرورش کرنے والا ہے۔

پھر تم کیوں اس کے سوا دوسروں کی عبادت کرتے ہو جو مخلوق ہیں۔ کسی چیز کو انہوں نے پیدا نہیں کیا بلکہ جن باتوں کی تم پریش کر رہے ہو وہ تو خود تمہارے اپنے ہاتھوں کے گھرنے ہوئے ہیں۔ ان سے پہلے کے مشرکین بھی اسی طرح بہکے اور بے دلیل و حجت غیر اللہ کی عبادت کرنے لگے۔ خواہش نفسانی کو سامنے رکھ کر اللہ کے دلائل کی تکذیب کی۔ اور جہالت کو آگے رکھ کر بہکتے بھٹکتے رہے۔ اللہ تعالیٰ نے زمین کو تمہارے لئے قرار گاہ بنایا یعنی ٹھہری ہوئی اور فرش کی طرح چمکی ہوئی کہ اس پر تم اپنی زندگی گزارو چلو پھرو آؤ جاؤ۔ پہاڑوں کو اس پر گاؤ کر اسے ٹھہرا دیا کہ ابل جل نہیں سکتی۔ اس نے آسمان کو چھت بنایا جو ہر طرح محفوظ ہے۔ اسی نے تمہیں بہترین صورتوں میں پیدا کیا۔ ہر جزو ٹھیک ٹھاک اور نظر فریب بنایا۔ موزوں قامت، مناسب اعضا، سڈول بدن، خوبصورت چہرہ عطا فرمایا۔ نفیس اور بہتر چیزیں کھانے پینے کو دیں۔ پیدا کیا بسایا اس نے کھلایا پالایا اس نے پہنایا اور حیا۔

پس صحیح معنی میں خالق و رازق وہی رب العالمین ہے۔ جیسے سورہ بقرہ میں فرمایا يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ اُنْثٰى يٰعَنِىْ لَوْ كُوْنَتُمْ كَارِبًا لِّرَبِّكُم مَّا تَكْفُرُوْنَ اور آسمان کو چھت بنایا اور آسمان سے بارش نازل فرما کہ اس کی وجہ سے زمین سے پھل نکال کر تمہیں روزیاں دیں۔ پس تم ان باتوں کے جاننے کے باوجود اللہ کے شریک اوروں کو نہ بناؤ۔ یہاں بھی اپنی یہ صفیں بیان فرما کر ارشاد فرمایا کہ یہی اللہ تمہارا رب ہے اور سارے جہان کا رب بھی وہی ہے۔ وہ باہر کرتے ہے۔ وہ بلند کی پاکیزگی برتری اور بزرگی والا ہے۔ وہ ازل سے ہے اور ابد تک رہے گا۔ وہ زندہ ہے جس پر کبھی موت نہیں۔ وہی اول و آخر ظاہر و باطن ہے۔ اس کا کوئی وصف کسی دوسرے میں نہیں۔ اس کا نظیر یا برابر کوئی نہیں۔ تمہیں چاہیے کہ اس کی توحید کو ماننے ہوئے اس سے دعا کریں کہ وہ تمہیں اس کی عبادت میں مشغول رہو۔ تمام تر تعریفوں کا مالک اللہ رب العالمین ہی ہے۔ اہم ایمان جبرم فرماتے ہیں اہل علم کی ایک جماعت سے منقول ہے کہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پڑھنے والے کو ساتھ ہی اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ بھی پڑھنا چاہیے تاکہ اس آیت پر عمل ہو جائے۔ ابن عباسؓ سے بھی یہ مروی ہے۔ حضرت سعید بن جبیرؓ فرماتے ہیں جب تو فَاذْعُوْا لِلّٰهِ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ پڑھے تو لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہہ لیا کہ اور اس کے ساتھ ہی اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ پڑھ لیا کہ۔

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ ہر نماز کے سلام کے بعد لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْخَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَا نَعْبُدُ اِلَّا اِيَّاهُ لَهُ النِّعْمَةُ وَلَهُ الْفَضْلُ وَلَهُ الثَّنَاءُ الْحَسَنُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُوْنَ پڑھا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ بھی ان کلمات کو ہر نماز کے بعد پڑھا کرتے تھے۔ (مسلم ابوداؤد نسائی)

اللَّهُ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ قَرَارًا وَالسَّمَاءَ بِنَاءً
 وَصَوَّرَكُمْ فَأَحْسَنَ صُورَكُمْ وَرَزَقَكُمْ مِنَ الطَّيِّبَاتِ ذَلِكُمْ
 اللَّهُ رَبُّكُمْ فَتَبَرَّكَ اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ ۝ هُوَ الْحَيُّ لَا إِلَهَ إِلَّا
 هُوَ فَادْعُوهُ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝
 قُلْ إِنِّي نَهَيْتُ أَنْ أَعْبُدَ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ
 اللَّهِ لَمَّا جَاءَنِي الْبَيِّنَاتُ مِنْ رَبِّي وَأُمِرْتُ أَنْ أُسْلِمَ
 لِرَبِّ الْعَالَمِينَ ۝

اللہ ہی ہے جس نے تمہارے لئے زمین کو قرارگاہ اور آسمان کو کچھت بنا دیا اور تمہاری صورتیں بنائیں اور بہت اچھی بنائیں اور تمہیں عمدہ چیزیں کھانے کو عطا فرمائیں۔ یہی اللہ تمہارا پروردگار ہے پس بہت ہی برکتوں والا اللہ ہے ○ سارے جہان کا پرورش کرنے والا۔ جو زندہ ہے۔ جس کے سوا کوئی الوہیت والا نہیں! پس تم مخلص اسی کی عبادت کرتے ہوئے اسے پکارو تمام خوبیاں اللہ ہی کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے تو کہہ دے کہ مجھے ان کی عبادت سے روک دیا گیا ہے جنہیں تم اللہ کے سوا پکار رہے ہو اس بنا پر کہ میرے پاس میرے رب کی دلیلیں پہنچ چکی ہیں۔ مجھے یہ حکم دیا گیا ہے کہ میں تمام جہانوں کے رب کا تابع فرمان ہو جاؤں ○

رسول اللہ کی مشرکین کو دعوت تو حید: ☆ ☆ (آیت ۶۶) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے نبی! تم ان مشرکوں سے کہہ دو کہ اللہ تعالیٰ اپنے سوا ہر کسی کی عبادت سے اپنی مخلوق کو منع فرما چکا ہے۔ اس کے سوا اور کوئی مستحق عبادت نہیں۔ اس کی بہت بڑی دلیل اس کے بعد کی آیت ہے جس میں فرمایا کہ اسی وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ نے تمہیں مٹی سے پھر نطفے سے پھر خون کی پچھلی سے پیدا کیا۔ اسی نے تمہیں ماں کے پیٹ سے بچے کی صورت میں نکالا۔ ان تمام حالات کو وہی بدل رہا۔ پھر اسی نے بچپن سے جوانی تک تمہیں پہنچایا۔ وہی جوانی کے بعد بڑھا پے تک لے جائے گا۔ یہ سب کام اسی ایک کے حکم تقدیر اور تدبیر ہوتے ہیں۔ پھر کس قدر نامرادی ہے کہ اس کے ساتھ دوسرے کی عبادت کی جائے؟ بعض اس سے پہلے ہی فوت ہو جاتے ہیں۔ یعنی کچے پنے میں ہی گر جاتے ہیں۔ حمل ساقط ہو جاتا ہے۔ بعض بچپن میں، بعض جوانی میں، بعض ادھیر عمر میں بڑھا پے سے پہلے ہی مر جاتے ہیں۔ چنانچہ اور جگہ قرآن پاک میں ہے وَنُقِرُّ فِي الْأَرْحَامِ مَا نَشَاءُ لِعِيقَابِ هِمِّ مَاں کے پیٹ میں ٹھہراتے ہیں جب تک چاہیں۔ یہاں فرمان ہے کہ تا تم وقت مقررہ تک پہنچ جاؤ۔ اور تم سوچو سمجھو۔ یعنی اپنی حالتوں کے اس انقلاب سے تم ایمان لے آؤ کہ اس دنیا کے بعد بھی تمہیں نئی زندگی میں ایک روز کھڑا ہونا ہے وہی زندگی دینے والا اور مارنے والا ہے۔ اس کے سوا کوئی موت و زیست پر قادر نہیں۔ اس کے کسی حکم کو کسی فیصلے کو کسی تقرر کو کسی ارادے کو کوئی توڑنے والا نہیں۔ جو وہ چاہتا ہے ہو کر ہی رہتا ہے اور جو وہ نہ چاہے نا ممکن ہے کہ وہ ہو جائے۔

هُوَ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نُرَابٍ ثُمَّ مِنْ لُطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ
 عَلَقَةٍ ثُمَّ يُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوا أَشَدَّكُمْ ثُمَّ لِتَكُونُوا

شَيْوَعًا وَمِنْكُمْ مَّنْ يُتَوَقَّىٰ مِنْ قَبْلُ وَلِتَبْلُغُوا أَجَلَ مَسْنًى
وَلَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ۝ هُوَ الَّذِي يُحْيِي وَيُمِيتُ ۖ فَإِذَا فُتِنَىٰ
أَمْرًا فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ ۝ أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ
يُجَادِلُونَ فِي آلِ اللَّهِ أَنَّىٰ يُصْرِفُونَ ۝ الَّذِينَ كَذَّبُوا
بِالْكِتَابِ وَمِمَّا أَرْسَلْنَا بِهِ رُسُلَنَا ۖ فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ ۝

جس نے تمہیں مٹی سے پھر لطف سے پھر خون کے لوقعے سے پیدا کیا۔ پھر تمہیں بچ کر کے نکالا ہے۔ پھر تمہیں بڑھا تا ہے کہ تم اپنی پوری قوت کو بکھج جاؤ۔ پھر
بڑھ سے بڑے ہو جاؤ۔ تم میں سے بعض اس سے پہلے ہی فوت ہو جاتے ہیں وہ تمہیں چھوڑ دیتا ہے تاکہ تم مدت مبین تک بکھج جاؤ اور تاکہ تم سوچ سمجھ لو ۝ وہی ہے
جو چلاتا ہے اور مار ڈالتا ہے پھر جب وہ کسی کام کا کرنا مقرر کرتا ہے تو اسے صرف یہ کہتا ہے کہ ہو جا۔ پس وہ ہو جاتا ہے ۝ کیا تو نے انہیں نہیں دیکھا جو اللہ کی
آیتوں میں جھگڑتے ہیں وہ کس طرح پھیر دیئے جاتے ہیں ۝ جن لوگوں نے کتاب کو جھٹلایا اور اسے بھی جو ہم نے اپنے رسولوں کے ساتھ بھیجا انہیں ابھی ابھی
حقیقت حال معلوم ہو جائے گی ۝

کفار کو عذاب جہنم اور طوق و سلاسل کی وعید: ☆ ☆ (آیت: ۶۹-۷۰) ۝ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے محمد ﷺ! کیا تمہیں ان لوگوں پر
تعجب نہیں ہوتا جو اللہ کی باتوں کو جھٹلاتے ہیں اور اپنے باطل کے سہارے حق سے اڑتے ہیں؟ تم نہیں دیکھ رہے کہ کس طرح ان کی عقلیں
مار گئی ہیں؟ اور بھلائی کو چھوڑ کر برائی کو کیسے بری طرح چٹ گئے ہیں؟ پھر ان بدکردار کفار کو ڈرا رہا ہے کہ ہدایت و بھلائی کو جو ہٹ جانے
والے کلام اللہ اور کلام رسول کے منکر اپنا انجام ابھی دیکھ لیں گے۔ جیسے فرمایا جھٹلانے والوں کے لئے ہلاکت ہے جبکہ گردنوں میں طوق اور
زنجیریں پڑی ہوئی ہوں گی اور اوراد و جہنم جھینے جھینے پھر رہے ہوں گے۔ کبھی جہنم میں اور کبھی جہنم میں۔ گرم کھولتے ہوئے پانی میں سے کھینے
جائیں گے اور آگ جہنم میں جھلسائے جائیں گے۔ جیسے اور جگہ ہے یہ ہے وہ جہنم جسے گنہگار لوگ جھوٹا جانا کرتے تھے۔ اب یہ اس کے اور
آگ جیسے گرم پانی کے درمیان مارے مارے پریشان پھرا کریں۔ اور آیتوں میں ان کا زوق کھانا اور گرم پانی پینا بیان فرما کر فرمایا اِنَّ
مَرَجِعَهُمْ لَا اِلٰى الْحَيٰحِیْمِ کہ پھر ان کی بازگشت تو جہنم ہی کی طرف ہے۔

سورۃ واقعہ میں اصحاب شمال کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا 'یا نہیں ہاتھ والے کس قدر برے ہیں؟ وہ آگ میں ہیں اور گرم پانی میں
اور سیاہ دھوئیں کے سائے میں جو نہ ٹھنڈا ہے نہ سو مند آگے چل کر فرمایا 'اے بیکے ہوئے جھٹلانے والو! بیتہ سینہ کا درخت کھاؤ گے۔ اسی
سے اپنے پیٹ بھر دو گے۔ پھر اس پر جلا جلا پانی پیو گے اور اس طرح جس طرح تو نس والا اونٹ چیتا ہے۔ آج انصاف کے دن ان کی
مہمانی یہی ہوگی۔ اور جگہ فرمایا ہے مِنْ شَجَرٍ مِّنْ زَقُوْمٍ اِیْضًا یعنی یقیناً گنہگاروں کا کھانا زقوم کا درخت ہے جو شل پھلے ہوئے تانبے
کے ہے جو بیڑوں میں کھولتا رہتا ہے۔ جیسے تیز گرم پانی۔ اسے پکڑا اور دھکیلے ہوئے تھپوں بچ جہنم میں پینچاؤ۔ پھر اس کے سر پر تیز گرم جلتے
جلتے پانی کا عذاب بہاؤ لے چکے تو بڑا ہی ذی عزت اور بڑی ہی تعظیم و تکریم والا شخص تھا۔ جیسے تم شک و شبہ میں تھے۔ متعجب یہ ہے کہ ایک
طرف سے تو وہ یہ دکھ سہ رہے ہوں گے جن کا بیان ہوا اور دوسری جانب سے انہیں ذلیل و خوار و سیاہ و ناتجارب کرنے کے لئے بطور استہزاء اور
تسخیر کے 'بطور ڈانٹ اور ڈپٹ کے' بطور تحقارت اور ذلت کے ان سے یہ کہا جائے گا جس کا ذکر ہوا۔

اِذَا اَغْلَلْ فِيْ اَعْنَاقِهِمُ وَالسَّلْسِلُ يُسْحَبُوْنَ ۝۱۱۰
 الْحَمِيْمُ ۝۱۱۱ ثُمَّ فِي النَّارِ يُسْجَرُوْنَ ۝۱۱۲ ثُمَّ قِيلَ لَهُمْ اَيْنَ
 مَا كُنْتُمْ تُشْرِكُوْنَ ۝۱۱۳ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ قَالُوْا ضَلُّوْا عَنَّا بَلْ لَمْ
 نَكُنْ نَدْعُوْا مِنْ قَبْلُ شَيْئًا ۝۱۱۴ كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ الْكَافِرِيْنَ ۝۱۱۵
 ذٰلِكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَفْرَحُوْنَ فِي الْاَرْضِ يَغْيِرُ الْحَقُّ وَبِمَا
 كُنْتُمْ تَمْرَحُوْنَ ۝۱۱۶ اُدْخِلُوْا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا فَبَشِّرْ
 مَثْوٰى الْمُتَكَبِّرِيْنَ ۝۱۱۷

جبکہ ان کی گردنوں میں طوق ہوں گے اور زنجیریں ہوں گی پھیسے جائیں گے ○ کھولتے ہوئے پانی میں اور پھر جہنم کی آگ میں جلائے جائیں گے ○ پھر ان سے پوچھا جائے گا کہ جنہیں تم شریک کرتے تھے ○ وہ کہاں ہیں جو اللہ کے سوا تھے؟ کہیں گے کہ وہ تو ہم سے بہک گئے بلکہ ہم تو اس سے پہلے کسی کو بھی پکارتے ہی نہ تھے اللہ تعالیٰ کا فردوس کو اسی طرح گمراہ کرتا ہے ○ یہ بدلہ ہے اس چیز کا جو تم زمین میں ناحق پھولے نہ ساتے تھے اور بے جا تراتے پھرتے تھے۔ اب آؤ جہنم میں ہمیشہ رہنے کے لئے ○ اس کے دروازوں میں چلے جاؤ! کیا ہی بری اور ذلیل جگہ ہے تکبر کرنے والوں کے لئے ○

ابن ابی حاتم کی ایک غریب مرفوع حدیث میں ہے کہ ایک جانب سے سیاہ ابراہیمؑ کا جسے جہنمی دیکھیں گے اور ان سے پوچھا جائے گا کہ تم کیا چاہتے ہو؟ وہ ابرکو دیکھتے ہوئے دنیا کے انداز پر کہیں گے کہ یہ چاہتے ہیں کہ یہ برے ○ وہیں اس میں سے طوق اور زنجیریں اور آگ کے انگارے برسنے لگیں گے جس کے شعلے انہیں جلائیں جھلسائیں گے اور وہ طوق و سلاسل ان کے طوق و سلاسل کے ساتھ اضافہ کر دیئے جائیں گے۔ پھر ان سے کہا جائے گا کہ کیوں جی! دنیا میں اللہ عزوجل کے سوا جن جن کو پوجتے رہے وہ سب آج کہاں ہیں؟ کیوں وہ تمہاری مدد کو نہیں آئے؟ کیوں تمہیں یوں کسمپرسی کی حالت میں چھوڑ دیا؟ تو وہ جواب دیں گے کہ ہاں وہ تو سب آج ناپید ہو گئے وہ تھے ہی بے سود۔ پھر انہیں کچھ خیال آئے گا اور کہیں گے نہیں نہیں۔ ہم نے تو ان کی عبادت کبھی نہیں کی۔ جیسے اور آیت میں ہے کہ جب ان کے بنائے کچھ نہ بنے گی تو صاف انکار کر دیں گے اور جھوٹ بول دیں گے کہ وَاللّٰهِ رَبَّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِيْنَ اللّٰهُمَّ تَبَرَّيْ قَسَمٌ بِمِمْ شَرِكْ نَدَعُوْا۔ یہ کفار اسی طرح پیکاری میں کھوئے رہتے ہیں ان سے فرشتے کہیں گے یہ بدلہ ہے اس کا جو دنیا میں بے وجہ گردن اٹرا بے اٹرتے پھرتے تھے۔ تکبر و جبر پر چست کر رہتے تھے لو اب آؤ جہنم کے ان دروازوں میں داخل ہو جاؤ! اب ہمیشہ یہیں پر رہنا تم جیسے اترانے والوں کی ہی یہ بد منزل اور بری جائے قرار ہے۔ جس قدر تکبر کئے تھے اتنے ہی ذلیل و خوار آج بنو گے۔ جتنے ہی بلند گئے تھے اتنے ہی گرو گے۔ واللہ اعلم۔

فَاَصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ ۚ فَاِمَّا تُرِيَّتَكَ بَعْضَ الَّذِيْ نَعِدُهُمْ
 اَوْ نَتَوَفِّيْكَ ۚ فَاِلَيْنَا يَرْجِعُوْنَ ۝۱۱۸ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ
 قَبْلِكَ مِنْهُمْ مَّنْ قَصَصْنَا عَلَيْكَ وَمِنْهُمْ مَّنْ لَّمْ نَقْصُصْ

عَلَيْكَ وَمَا كَانَ لِرَسُولٍ أَنْ يَأْتِيَ بِآيَةٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ
فَإِذَا جَاءَ أَمْرُ اللَّهِ قُضِيَ بِالْحَقِّ وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْمُبْطِلُونَ ﴿۷۸﴾

پس تو صبر کر اللہ کا وعدہ قطعاً سچا ہے۔ انہیں ہم نے جو وعدہ دے رکھے ہیں ان میں سے کچھ ہم تجھے دکھائیں تو یا یونہی تجھے ہم فوج کر لیں تو ان کا لوٹنا یا جانا تو ہماری ہی طرف ہے ○ یقیناً ہم تجھ سے پہلے بھی بہت سے رسول بھیج چکے ہیں جن میں سے بعض کے واقعات ہم تجھے سنا چکے ہیں اور ان سے بعض کے قصے تو ہم نے تجھے سنائے ہی نہیں۔ کسی رسول کا یہ عقدر نہ تھا کہ کوئی معجزہ اللہ کی اجازت کے بغیر لا سکے۔ پھر جس وقت اللہ کا حکم آئے گا حقانیت کا فیصلہ کر دیا جائے گا اور اس جگہ اہل باطل خسارے میں رہ جائیں گے ○

اللہ کے وعدے قطعاً حق ہیں: ☆ ☆ (آیت ۷۷-۷۸) اللہ تعالیٰ اپنے رسولؐ کو صبر کا حکم دیتا ہے کہ جو تیری نہیں مانتے، تجھے جھوٹا کہتے ہیں تو ان کی ایذاؤں پر صبر و برداشت کر۔ ان سب پر فتح و نصرت تجھے ملے گی۔ انجام کار ہر طرح تیرے ہی حق میں بہتر رہے گا۔ تو اور تیرے یہ ماننے والے ہی تمام دنیا پر غالب ہو کر رہیں گے اور آخرت تو صرف تمہاری ہی ہے۔ پس یا تو ہم اپنے وعدے کی بعض چیزیں تجھے تیری زندگی میں دکھادیں گے اور یہی ہوا بھی بدروالے دکن کفر کا دھڑ اور سر توڑ دیا گیا قریشیوں کے بڑے بڑے سردار مارے گئے۔ بالاخر مکہ فتح ہوا اور آپؐ دنیا سے رخصت نہ ہوئے جب تک کہ تمام جزیرہ عرب آپؐ کے زیر نگین نہ ہو گیا اور آپؐ کے دشمن آپؐ کے سامنے ذلیل و خوار نہ ہوئے اور آپؐ کی آنکھیں ربؐ نے ٹھنڈی نہ کر دیں یا اگر ہم تجھے فوت ہی کر لیں تو بھی ان کا لوٹنا تو ہماری ہی طرف ہے۔ ہم انہیں آخرت کے دردناک سخت عذاب میں مبتلا کریں گے۔ پھر مزید ٹیلی کے طور پر فرما رہا ہے کہ تجھ سے پہلے بھی ہم بہت سے رسول بھیج چکے ہیں جن میں سے بعض کے حالات ہم نے تیرے سامنے بیان کر دیے ہیں اور بعض کے قصے ہم نے بیان بھی نہیں کئے جیسے سورہ نساء میں بھی فرمایا گیا ہے۔ پس جن کے قصے مذکور ہیں دیکھ لو کہ قوم سے ان کی کیسی کچھ ٹھنی اور بعض کے واقعات ہم نے بیان نہیں کئے وہ بہ نسبت ان کے بہت زیادہ ہیں۔ جیسے کہ ہم نے سورہ نساء کی تفسیر کے موقع پر بیان کر دیا ہے وَلِلَّهِ الْحَمْدُ وَالْمُنَّةُ۔

پھر فرمایا یہ نامکن ہے کہ کوئی رسول اپنی مرضی سے معجزات اور خوارق عادات دکھائے۔ ہاں اللہ عز و جل کے حکم کے بعد کیونکہ رسول کے قبضے میں کوئی چیز نہیں۔ ہاں جب اللہ کا عذاب آ جاتا ہے پھر تکذیب و تردید کرنے والے کفار بچ نہیں سکتے۔ مؤمن نجات پالیتے ہیں اور باطل پرست باطل کا رتبا ہو جاتے ہیں۔

اللَّهُ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْإِنْعَامَ لِتَرْكَبُوا مِنْهَا وَمِنْهَا
تَأْكُلُونَ ﴿۷۹﴾ وَلَكُمْ فِيهَا مَنَافِعُ وَلِتَبْلُغُوا عَلَيْهَا حَاجَةً فِي
صُدُورِكُمْ وَعَلَيْهَا وَعَلَى الْفُلْكِ تُحْمَلُونَ ﴿۸۰﴾ وَيُرِيكُمْ آيَاتِهِ فَاتَى
آيَاتِ اللَّهِ تُكْفِرُونَ ﴿۸۱﴾

اللہ وہ ہے جس نے تمہارے لئے چوپائے پیدا کئے جن میں سے بعض پر تم سوار ہوتے ہو اور بعض کو تم کھاتے ہو ○ اور بھی تمہارے لئے ان میں بہت سے نفع ہیں اور اپنے سینوں میں چھپی ہوئی حاجتوں کو انہی پر سوار کر کے تم حاصل کرتے ہو اور ان چوپایوں اور کشتیوں پر سوار کرائے جاتے ہو ○ اللہ تمہیں اپنی نشانیاں دکھاتا جا رہا ہے۔ پس تم اللہ کی کن کن نشانوں سے منکر بن رہو گے؟ ○

ہر مخلوق خالق کائنات پر درمیل ہے: ☆ ☆ (آیت: ۷۹-۸۱) اَنْعَام یعنی اونٹ گائے بکری اللہ تعالیٰ نے انسان کے طرح طرح کے نفع کے لئے پیدا کئے ہیں۔ سوار یوں کے کام آتے ہیں کھائے جاتے ہیں۔ اونٹ سواری کا کام بھی دے کھایا بھی جائے دودھ بھی دے بوجھ بھی ڈھوئے اور دروازے سفر آسانی سے کراوے۔ گائے کا گوشت کھانے کے کام بھی آئے دودھ بھی دے۔ بکری جتنے بکری کا گوشت بھی کھایا جائے اور دودھ بھی پیا جائے۔ پھر ان سب کے بال بیسیوں کاموں میں آئیں۔ جیسے کہ سورہ انعام سورہ نحل وغیرہ میں بیان ہو چکا ہے۔ یہاں بھی یہ منافع بطور انعام گواہے جارہے ہیں دنیا جہاں میں اور اس کے گوشے گوشے میں اور کائنات کے ذرے ذرے میں اور خود تمہاری جانوں میں اس اللہ کی نشانیاں موجود ہیں۔ سچ تو یہ ہے کہ اس کی ان گنت نشانیوں میں سے ایک کا بھی کوئی شخص صحیح معنی میں انکاری نہیں ہو سکتا۔ یہ اور بات ہے کہ خدا اور کثر سے کام لے اور آنکھوں پر خمیری رکھ لے۔

اَفَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ
الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ كَانُوا اَكْثَرُ مِنْهُمْ وَاَشَدَّ قُوَّةً وَّاَسْاْرًا
فِي الْاَرْضِ فَمَا اَغْنٰى عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَكْسِبُوْنَ
فَلَمَّا جَاءَتْهُمْ رُسُلُهُم بِالْبَيِّنٰتِ فَرِحُوْا بِمَا عِنْدَهُمْ مِنَ الْعِلْمِ
وَوَحَاقْ بِهِمْ مَا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِءُوْنَ
فَلَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا قَالُوْا
اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗ وَكُفِّرْنَا بِمَا كُنَّا بِهِ مُشْرِكِيْنَ
فَلَمَّا يَلِكُ
يَنْفَعُهُمْ اِيْمَانُهُمْ لَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا سُوِّتَ اللّٰهُ الَّتٰى قَدْ خَلَتْ
فِيْ عِبَادِهِ وَخَسِرْنٰا لِكَ الْكٰفِرُوْنَ

کیا انہوں نے زمین میں چل پھر کر اپنے سے پہلوں کا انجام نہیں دیکھا جو ان سے تعداد میں زیادہ تھے قوت میں سخت تھے زمین پر بہت ساری یادگاریں چھوڑی تھیں ان کے کئے کا سونے انہیں کچھ بھی فائدہ نہ پہنچا جب کبھی ان کے پاس ان کے رسول مکمل نشانیاں لے کر آئے تو یہ اپنے پاس سے علم ہار مارتے گئے۔ بالآخر جس چیز کو مذاق میں اڑا رہے تھے وہی ان پر الٹ پڑی ○ ہمارا عذاب دیکھتے ہی کہنے لگے کہ اللہ واحد پر ہم ایمان لائے اور جن جن کو ہم اللہ کا شریک بنا رہے تھے ہم نے ان سب سے کفر کیا ○ لیکن ہمارے عذاب کے معائنہ کے بعد کے ایمان نے انہیں کوئی نفع نہ دیا۔ اللہ نے اپنا معمولی عمل مقرر کر رکھا ہے جو اس کے بندوں میں برابر چلا آ رہا ہے۔ اس جگہ کا کفر خراب و خستہ ہوئے ○

نزول عذاب کے وقت کا ایمان بے فائدہ ہے: ☆ ☆ (آیت: ۸۲-۸۵) اللہ تعالیٰ ان اگلے لوگوں کی خبر دے رہا ہے جو رسولوں کو اس سے پہلے جھٹلا چکے ہیں۔ ساتھ ہی بتاتا ہے کہ اس کا نتیجہ کیا کچھ انہوں نے ہو سکتا؟ باوجودیکہ وہ قوی تھے زیادہ تھے زمین میں نشانات عمارتیں وغیرہ بھی زیادہ رکھنے والے تھے اور بڑے بالدار تھے لیکن کوئی چیز ان کے کام نہ آئی۔ کسی نے اللہ کے عذاب کو نہ دفع کیا نہ کم کیا نہ ٹالنا نہ بنایا۔ یہ تھے ہی غارت کئے جانے کے قائل کیونکہ جب ان کے پاس اللہ کے قاصد صاف صاف دلیلین روشن حجتیں کھلے معجزات پاکیزہ تعلیمات لے کر آئے تو انہوں نے آنکھ پھر کر دیکھا تک نہیں اپنے پاس کے علوم پر مغرور ہو گئے۔ اور رسولوں کی تعلیم کی حقارت کرنے

گئے۔ کہنے لگے ہم ہی زیادہ عالم ہیں۔ حساب کتاب عذاب ثواب کوئی چیز نہیں۔ اپنی جہالت کو علم سمجھ بیٹھے۔ پھر تو اللہ کا وہ عذاب آیا کہ ان کے بنائے کچھ نہ بنی اور جسے جھٹلاتے تھے جس پر ناک بھوں چڑھاتے تھے جسے مذاق میں اڑاتے تھے اسی نے انہیں تہس نہس کر دیا پھر کس بل نکال ڈالا تہہ و بالا کر دیا روئی کی طرح دھن دیا اور بھوسے کی طرح اڑا دیا۔ اللہ کے عذابوں کو آتا ہوا بلکہ آیا ہوا دیکھ کر ایمان کا اقرار کیا اور توحید تسلیم بھی کر لی۔ اور غیر اللہ سے صاف انکار بھی کیا لیکن اس وقت کی توبہ قبول نہ ایمان قبول نہ اسلام مسلم۔ فرعون نے بھی غرق ہوتے ہوئے کہا تھا کہ میرا اس اللہ جل شانہ پر ایمان ہے جس پر بنی اسرائیل کا ایمان ہے۔ میں اس کے سوا کسی کو لائق عبادت نہیں مانتا میں اسلام قبول کرتا ہوں۔ اللہ جل شانہ کی طرف سے جواب ملتا ہے کہ اب ایمان لا نا بے سود ہے۔ بہت نافرمانیاں اور شرانگیزیوں کر چکے ہو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بھی اس سرکش کے لئے یہی بددعا کی تھی کہ اے اللہ جل شانہ آل فرعون کے دلوں کو اس قدر سخت کر دے کہ عذاب الیم دیکھ لینے تک انہیں ایمان نصیب نہ ہو۔ پس یہاں بھی فرمان باری ہے کہ عذابوں کا معائنہ کرنے پر ایمان کی قبولیت نے انہیں کوئی فائدہ نہ پہنچایا۔ یہ اللہ کا حکم عام ہے۔ جو بھی عذابوں کو دیکھ کر توبہ کرے اس کی توبہ نام قبول ہے۔ حدیث شریف میں ہے غرغرے سے پہلے تک کی توبہ قبول ہے۔ جب دم سینے میں اٹکا روح حلقوم تک پہنچ گئی فرشتوں کو دیکھ لیا اب کوئی توبہ نہیں۔ اسی لئے آخر میں ارشاد فرمایا کہ کفار ٹوٹے اور گھائے میں ہی ہیں۔ الحمد للہ سورہ مومن کی تفسیر ختم ہوئی۔

تفسیر سورہ فصلت

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حَمْدٌ تَنْزِيلٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ كِتَابٌ فُصِّلَتْ اٰیٰتُهُ
 قُرْاٰنًا عَرَبِیًّا لِّقَوْمٍ یَّعْلَمُوْنَ ۝ بَشِیْرًا وَنَذِیْرًا ۝ فَاَعْرَضْ
 اَكْثَرُهُمْ فَهُمْ لَا یَسْمَعُوْنَ ۝ وَقَالُوا قُلُوْبُنَا فِیْ اَكِنَّةٍ
 مِّمَّا تَدْعُوْنَا اِلَیْهِ وَفِیْ اٰذَانِنَا وَقْرٌ ۝ وَمِنْ بَیْنِنَا وَبَیْنِكَ
 حِجَابٌ ۝ فَاَعْمَلْ اِنَّا عَمِلُوْنَا ۝

مکرّم کرنے والے اللہ کے نام سے شروع

اتاری ہوئی ہے بڑے مہربان بہت رحم والے کی طرف سے ○ کتاب ہے جس کی آیتوں کی واضح تفصیل کی گئی ہے۔ قرآن عربی زبان ہے۔ اس قوم کے لئے جو جانتی ہے ○ خوشخبری سنانے والا اور دھمکانے والا پھر بھی ان کے اکثر لوگ نے منہ پھیر لیا اور وہ سنتے ہی نہیں ○ اور کہتے ہیں کہ تو جس کی طرف ہمیں بلارہا ہے ہمارے دل تو اس سے پردے میں ہیں اور ہمارے کانوں میں گرانی ہے اور ہم میں اور تجھ میں ایک حجاب ہے اچھا ب کا تو اپنا کام کئے گا ہم بھی یقیناً کام کرنے والے ہیں ○

بر معجز قرآن کے باوجود ہدایت نہ پائی: ☆ ☆ (آیت: ۱-۵) فرماتا ہے کہ یہ عربی کا قرآن اللہ رحمان کا اتارا ہوا ہے۔ جیسے اور آیت میں فرمایا اے تیرے رب کے حکم سے روح الامین نے حق کے ساتھ نازل فرمایا ہے۔ اور آیت میں ہے روح الامین نے اسے تیرے دل پر اس لئے نازل فرمایا ہے کہ تو لوگوں کو آگاہ کرنے والا بن جائے۔ اس کی آیتیں مفصل ہیں ان کے معانی ظاہر ہیں احکام مضبوط ہیں الفاظ واضح اور آسان ہیں۔ جیسے اور آیت میں ہے کُتِبَ اُحْكَمْتُ اَيْتُهُ اَلْخَبْرُ یہ کتاب ہے جس کی آیتیں محکم و مفصل ہیں۔ یہ کلام سے

حکیم وخبر اللہ جل شانہ کا۔ لفظ کے اعتبار سے معجز اور معنی کے اعتبار سے معجز۔ باطل اس کے قریب پھٹک بھی نہیں سکتا۔ حکیم وحید رب کی طرف سے اتارا گیا ہے۔ اس بیان و وضاحت کو ذی علم سمجھ رہے ہیں۔ یہ ایک طرف مومنوں کو بشارت دیتا ہے۔ دوسری جانب مجرموں کو دھمکاتا ہے۔ کفار کو ڈراتا ہے۔ باوجود ان خوبیوں کے پھر بھی اکثر قریشی منہ پھیرے ہوئے اور کانوں میں روٹی دیئے ہوئے ہیں۔ پھر مزید ڈھٹائی و دیکھو کہ خود کہتے ہیں کہ تیری پکار سننے میں ہم بہرے ہیں۔ تیرے اور ہمارے درمیان آڑ ہے۔ تیری باتیں نہ ہماری سمجھ میں آئیں نہ عقل میں سائیں۔ جاتو اپنے طریقے پر عمل کرتا چلا جا۔ ہم اپنا طریقہ کار ہرگز نہ چھوڑیں گے۔ ناممکن ہے کہ ہم تیری مان لیں۔ مسند عبد بن حمید میں حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ ایک دن قریشیوں نے جمع ہو کر آپس میں مشاورت کی کہ جاؤ کھانا ت اور شاعر شاعری میں جو سب سے زیادہ ہوا اسے ساتھ لے کر اس شخص کے پاس چلیں (یعنی آنحضرت ﷺ) جس نے ہماری جماعت میں تقریق ڈال دی ہے اور ہمارے کام میں پھوٹ ڈال دی ہے اور ہمارے دین میں عیب نکالنا شروع کر دیا ہے۔ وہ اس سے مناظرہ کرے اور اسے ہرا دے اور لا جواب کر دے۔ سب نے کہا کہ ایسا شخص تو ہم میں بجز عتبہ بن ربیعہ کے اور کوئی نہیں۔

چنانچہ یہ سب ل کر عتبہ کے پاس آئے اور اپنی متفقہ خواہش ظاہر کی۔ اس نے قوم کی بات رکھی اور تیار ہو کر حضور کے پاس آیا۔ آ کر کہنے لگا کہ اے محمد (ﷺ) یہ تو بتاؤ اچھا ہے یا عبد اللہ؟ (یعنی آپ کے والد صاحب) آپ نے کوئی جواب نہ دیا۔ اس نے دوسرا سوال کیا کہ تو اچھا ہے یا تیرا دادا عبد المطلب؟ حضور اُس پر بھی خاموش رہے۔ وہ کہنے لگا، سن اگر تو اپنے تئیں دادوں کو اچھا سمجھتا ہے تو ہمتھیں معلوم ہے وہ انہی معبودوں کو پوجتے رہے جن کو ہم پوجتے ہیں اور جن کی تو عیب گیری کرتا رہتا ہے۔ اور اگر تو اپنے آپ کو ان سے بہتر سمجھتا ہے تو ہم سے بات کر ہم بھی تیری باتیں سنیں۔ قسم اللہ کی دنیا میں کوئی انسان اپنی قوم کے لئے تجھ سے زیادہ ضرر رساں پیدا نہیں ہوا۔ تو نے ہماری شیرازہ بندی کو توڑ دیا۔ تو نے ہمارے اتفاق کو نفاق سے بدل دیا۔ تو نے ہمارے دین کو عیب دار بتایا اور اس میں برائی نکالی۔ تو نے سارے عرب میں ہمیں بدنام اور رسوا کر دیا۔ آج ہر جگہ یہی تذکرہ ہے کہ قریشیوں میں ایک جادوگر ہے۔ قریشیوں میں کانہن ہے۔ اب تو یہی ایک بات باقی رہ گئی ہے کہ ہم میں آپس میں سر پٹھوں ہو، ایک دوسرے کے سامنے ہتھیار لگا کر آ جائیں اور یونہی لڑا بھڑا کر تو ہم سب کو فنا کر دینا چاہتا ہے۔ سن! اگر تجھے مال کی خواہش ہے تو لے ہم سب ل کر تجھے اس قدر مال جمع کر دیتے ہیں کہ عرب میں تیرے برابر کوئی اور تو مگر نہ نکلے۔ اور تجھے عورتوں کی خواہش ہے تو ہم میں سے جس کی بیٹی تجھے پسند ہو تو بتا ہم ایک چھوڑ دس دس شادیاں تیری کر دیتے ہیں۔ یہ سب کچھ کہہ کر اب اس نے ذرا سانس لیا تو حضور ﷺ نے فرمایا، بس کہہ چکے؟ اس نے کہا، ہاں! آپ نے فرمایا، اب میری سنو! چنانچہ آپ نے بسم اللہ پڑھ کر اسی سورت کی تلاوت شروع کی اور تقریباً بیڑھ کو گویا مِثْلُ ضَعِيفَةٍ عَادٍ وَّمُؤَدِّ تِلْکَ پڑھا۔ اتنا سن کر عتبہ بول پڑا، بس کیجئے۔ آپ کے پاس اس کے سوا کچھ نہیں؟ آپ نے فرمایا، نہیں۔ اب یہ یہاں سے اٹھ کر چل دیا۔ قریش کا مجمع اس کا منتظر تھا۔ انہوں نے دیکھتے ہی پوچھا، کہو کیا بات رہی؟ عتبہ نے کہا، سنو تم سب ل کر جو کچھ اسے کہہ سکتے تھے میں نے اکیلے ہی وہ سب کچھ کہہ ڈالا۔

انہوں نے کہا، پھر اس نے کچھ جواب بھی دیا ہاں جواب تو دیا لیکن باللہ میں تو ایک حرف بھی اس کا سمجھ نہیں سکا البتہ اتنا سمجھا ہوں کہ انہوں نے ہم سب کو عذاب آسانی سے ڈرایا ہے جو عذاب قوم عاد اور قوم ثمود پر آیا تھا۔ انہوں نے کہا، تجھے اللہ کی ماز، ایک شخص عربی زبان میں جو تیری اپنی زبان ہے، تجھ سے کلام کر رہا ہے اور تو کہتا ہے، میں سمجھا ہی نہیں کہ اس نے کیا کہا؟ عتبہ نے جواب دیا کہ میں کچھ کہتا ہوں، بجز ذکر عذاب کے میں کچھ نہیں سمجھا۔ بغوی بھی اس روایت کو لائے ہیں۔ اس میں یہ بھی ہے کہ جب حضور نے اس آیت کی تلاوت کی تو عتبہ نے

آپؐ کے منہ مبارک پر ہاتھ رکھ دیا اور آپؐ کو قسمیں دینے لگا اور شتے داری یاد دلانے لگا اور یہاں سے اٹلے پاؤں واپس جا کر گھر میں بیٹھ رہا اور قریشیوں کی بیچھک میں آنا جانا ترک کر دیا۔ اس پوچھ بچھ میں کہا: قریشیو! میرا خیال تو یہ ہے کہ عتبہ بنی محمد (ﷺ) کی طرف جھک گیا اور وہاں کے کھانے پینے میں لچکا گیا ہے۔ وہ حاجت مند تھا۔ اچھا تم میرے ساتھ ہو۔ میں اس کے پاس چلتا ہوں۔ اسے ٹھیک کر لوں گا۔ وہاں جا کر ابو جہل نے کہا: عتبہ تم نے جو ہمارے پاس آنا جانا چھوڑا اس کی وجہ ایک اور صرف ایک ہی معلوم ہوتی ہے کہ تجھے اس کا دستر خوان پسند آ گیا اور تو بھی اسی کی طرف جھک گیا ہے۔ حاجت مندی بری چیز ہے۔ میرا خیال ہے کہ ہم آپس میں چندہ کر کے تیری حالت ٹھیک کر دیں تاکہ اس مصیبت اور ذلت سے تو چھوٹ جائے۔ اس سے ڈرنے کی اور نئے مذہب کی تجھے ضرورت نہ رہے۔ اس پر عتبہ بہت غمگین اور کہنے لگا: مجھے محمد (ﷺ) کی کیا غرض ہے؟ اللہ کی قسم کہ اب اس سے کبھی بات تک نہ کروں گا اور تم میری نسبت ایسے ذلیل خیالات ظاہر کرتے ہو حالانکہ تمہیں معلوم ہے کہ قریش میں مجھ سے بڑھ کر کوئی مالدار نہیں۔ بات صرف یہ ہے کہ میں تم سب کے کہنے سے ان کے پاس گیا۔ سارا قصہ کہہ سنایا۔ بہت باتیں کہیں۔ میرے جواب میں پھر جو کلام اس نے پڑھا: واللہ نہ تو وہ شعر تھا نہ کہنا تھا نہ کلام تھا نہ جادو وغیرہ تھا۔ وہ جب اس سورت کو پڑھتے ہوئے آیت **فَإِنْ أَعْرَضُوا** الخ تک پہنچے تو میں نے ان کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا اور انہیں رشتے ناتے یاد دلانے لگا کہ اللہ رک جاؤ۔ مجھے تو خوف لگا ہوا تھا کہ کہیں اسی وقت ہم پر وہ عذاب آنے جائے اور یہ تو تم سب کو معلوم ہے کہ محمد (ﷺ) جھوٹے نہیں۔

سیرۃ ابن اسحاق میں یہ واقعہ دوسرے طریق پر ہے۔ اس میں ہے کہ قریشیوں کی مجلس ایک مرتبہ بنی قحیٰ اور آنحضرت (ﷺ) خانہ کعبہ کے ایک گوشے میں بیٹھے ہوئے تھے۔ عتبہ قریش سے کہنے لگا کہ اگر تم سب کا مشورہ ہو تو محمد (ﷺ) کے پاس جاؤں۔ انہیں کچھ سمجھاؤں اور کچھ لالچ دوں۔ اگر وہ کسی بات کو قبول کر لیں تو ہم انہیں دے دیں اور انہیں ان کے کام سے روک دیں۔ یہ واقعہ اس وقت کا ہے کہ حضرت حمزہؓ مسلمان ہو چکے تھے اور مسلمانوں کی تعداد معقول ہو گئی تھی اور روز افزوں ہوتی جاتی تھی۔ سب قریش اس پر رضا مند ہوئے۔ یہ حضورؐ کے پاس آیا اور کہنے لگا: برادر زادے! تم عالی نسب ہو۔ تم ہم میں سے ہو ہماری آنکھوں کے تارے اور ہمارے کلیجے کے ٹکڑے ہو۔ افسوس کہ تم اپنی قوم کے پاس ایک عجیب و غریب چیز لائے ہو۔ تم نے ان میں پھوٹ ڈلوادی۔ تم نے ان کے عقل مندوں کو بیوقوف قرار دیا۔ تم نے ان کے معبودوں کی عیب جوئی کی۔ تم نے ان کے دین کو برا کہا شروع کیا۔ تم نے ان کے بڑے بوڑھوں کو کافر بنایا۔ اب سن لو آج میں آپؐ کے پاس ایک آخری اور انتہائی فیصلے کے لئے آیا ہوں۔ میں بہت سی صورتیں پیش کرتا ہوں۔ ان میں سے جو آپؐ کو پسند ہو قبول کیجئے۔ اللہ اس فتنے کو تم کر دیجئے۔ آپؐ نے فرمایا: جو تمہیں کہنا ہو کہو میں سن رہا ہوں اس نے کہا: سنو اگر تمہارا ارادہ اس چال سے مال کے جمع کرنے کا ہے تو ہم سب مل کر تمہارے لئے اتنا مال جمع کر دیتے ہیں کہ تم سے بڑھ کر مالدار سارے قریش میں کوئی نہ ہو۔ اور اگر آپؐ کا ارادہ اس سے اپنی سرداری کا ہے تو ہم سب مل کر آپؐ کو اپنا سردار تسلیم کر لیتے ہیں۔ اور اگر آپؐ بادشاہ بننا چاہتے ہیں تو ہم ملک آپؐ کو سو پُر خور و عایا بننے کے لئے بھی تیار ہیں۔ اور اگر آپؐ کو کوئی جن وغیرہ کا اثر ہے تو ہم اپنا مال خرچ کر کے بہتر سے بہتر طبیب اور جھاڑ پھونک کرنے والے مہیا کر کے آپؐ کا علاج کراتے ہیں۔ ایسا ہو جاتا ہے کہ بعض مرتبہ تابع جن اپنے عامل پر غالب آ جاتا ہے تو اسی طرح اس سے چھٹکارا حاصل کیا جاتا ہے۔ اب عتبہ خاموش ہوا تو آپؐ نے فرمایا: اپنی سب کہہ چکے؟ کہا: ہاں! فرمایا: اب میری سنو۔ وہ متوجہ ہو گیا۔ آپؐ نے بسم اللہ پڑھ کر اس سورت کی تلاوت شروع کی۔ عتبہ با ادب منتظر رہا یہاں تک کہ آپؐ نے سجدے کی آیت پڑھی اور سجدہ کیا۔ پھر فرمایا: ابو الیہد میں کہہ چکا۔

اب تجھے اختیار ہے۔ تب یہاں سے اٹھا اور اپنے ساتھیوں کی طرف چلا۔ اس کے چہرے کو دیکھتے ہی ہر ایک کہنے لگا کہ تبتہ کا حال بدل گیا۔ اس سے پوچھا۔ کہو کیا بات رہی؟ اس نے کہا میں نے تو ایسا کلام سنا ہے جو اللہ اس سے پہلے بھی نہیں سنا۔ واللہ! نہ تو وہ جاوہے نہ شعر گوئی ہے نہ کاہنوں کا کلام ہے۔ سنو قریشیو میری ماں لو اور میری اسی چچی تلی بات کو قبول کرلو۔ اسے اس کے خیالات پر چھوڑ دو۔ نہ اس کی مخالفت کرو نہ اتفاق۔ اس کی مخالفت میں سارا عرب کافی ہے اور جو یہ کہتا ہے اس میں تمام عرب اس کا مخالف ہے۔ وہ اپنی تمام طاقت اس کے مقابلہ میں صرف کر رہا ہے۔ یا تو وہ اس پر غالب آ جائیں گے۔ اگر وہ اس پر غالب آ گئے تو تم سستے چھوٹے یا یہ ان پر غالب آیا تو اس کا ملک تمہارا ہی ملک کہلائے گا اور اس کی عزت تمہاری عزت ہوگی اور سب سے زیادہ اس کے نزدیک مقبول تم ہی ہو گے۔ یہ سن کر قریشیوں نے کہا ابوالولید تم اللہ کی 'محمد' نے تجھ پر جاو کر دیا۔ اس نے جواب دیا میں اپنی جورائے حق سے آزادی سے کہہ چکا اب تمہیں اپنے فعل کا اختیار ہے۔

قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحَىٰ إِلَىٰ أَتَمَّ إِلَهُكُمْ إِلَهٌ
وَاحِدٌ فَاسْتَقِيمُوا إِلَيْهِ وَاسْتَغْفِرُوهُ ۖ وَوَيْلٌ لِّلْمُشْرِكِينَ
الَّذِينَ لَا يُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَهُمْ بِالْآخِرَةِ هُمْ كَافِرُونَ ۖ
إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَهُمْ أَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُونٍ ۝۸

تو کہہ دے کہ میں تو تم ہی جیسا انسان ہوں۔ مجھ پر وحی نازل کی جاتی ہے کہ تم سب کا معبود ایک اللہ ہی ہے۔ سو تم اس کی طرف متوجہ ہو جاؤ اور اس سے گناہوں کی معافی چاہو۔ ان مشرکوں کے لئے بڑی ہی خرابی ہے جو زکوٰۃ نہیں دیتے اور آخرت کے منکری رہتے ہیں اور جو لوگ ایمان لائیں اور صحیح کام کریں ان کے لئے اہل اور ان تک اجر ہے

حصولِ نجات اور اجتماعِ رسول ﷺ ☆ ☆ (آیت: ۶-۸) اللہ کا حکم ہو رہا ہے کہ ان جھٹلانے والے مشرکوں کے سامنے اعلان کر دیجئے کہ میں تم ہی جیسا ایک انسان ہوں۔ مجھے بذریعہ وحی الہی حکم دیا گیا ہے کہ تم سب کا معبود ایک اکیلا اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ تم جو متفرق اور کئی ایک معبود بنائے بیٹھے ہو یہ طریقہ سراسر گمراہی والا ہے۔ تم ساری عبادتیں اسی ایک اللہ کے لئے بجالاؤ۔ اور تمہیک اسی طرح جس طرح تمہیں اس کے رسول سے معلوم ہو۔ اور اپنے اگلے گناہوں سے توبہ کرو۔ ان کی معافی طلب کرو۔ یقین مانو کہ اللہ کے ساتھ شرک کرنے والے ہلاک ہونے والے ہیں جو زکوٰۃ نہیں دیتے۔ یعنی بقول ابن عباسؓ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کی شہادت نہیں دیتے۔ مکرہ بھی فی ہر مانتے ہیں۔ قرآن کریم میں ایک جگہ ہے قَدْ أَفْلَحَ مَنْ زَكَّاهَا وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسَّاهَا یعنی اس نے فلاح پائی جس نے اپنے نفس کو پاک کر لیا اور وہ ہلاک ہوا جس نے اسے دبا دیا۔ اور آیت میں فرمایا قَدْ أَفْلَحَ مَنْ زَكَّاهَا وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهِ فَصَلَّى یعنی اس نے نجات حاصل کر لی جس نے پاکیزگی کی اور اپنے رب کا نام ذکر کیا۔ پھر نماز ادا کی۔ اور جگہ ارشاد ہے هَلْ لَكَ إِلَهٌ إِلَّا تَزَكَّى کیا تجھے پاک ہونے کا خیال ہے؟ ان آیتوں میں زکوٰۃ یعنی پاکی سے مطلب نفس کو بے غلو وہ اخلاق سے دور کرنا ہے اور سب سے بڑی اور پہلی قسم اس کی شرک سے پاک ہونا ہے۔ اسی طرح آیت مندرجہ بالا میں بھی زکوٰۃ نہ دینے سے توحید کا نہ ماننا مراد ہے۔ مال کی زکوٰۃ کو زکوٰۃ اس لئے کہا جاتا ہے کہ یہ حرمت سے پاک کر دیتی ہے اور زیادتی اور برکت اور کثرت مال کا باعث بنتی ہے۔ اور اللہ کی راہ میں اسے خرچ کی تو خوش ہوتی ہے۔ لیکن امام سعدیؒ معاویہ بن قمرہؒ اور اکثر مفسرین نے اس کے معنی یہ کئے ہیں کہ مال زکوٰۃ ادا نہیں کرتے اور بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے۔ امام ابن جریر بھی اسی

کومقار کہتے ہیں لیکن یہ قول تا مل طلب ہے۔ اس لئے کہ زکوٰۃ فرض ہوتی ہے۔

مدینے میں جا کر ہجرت کے دوسرے سال - اور یہ آیت اتری ہے کثر شریف میں - زیادہ سے زیادہ اس تفسیر کو مان کر ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ صدقے اور زکوٰۃ کی اصل کا حکم تو نبوت کی ابتدا میں ہی تھا جیسے اللہ تبارک و تعالیٰ کا فرمان ہے وَأَنۡتَۤ اَحَقُّہٗ یَومَ حَصَادِہٖ ۝ جس دن کھیت کا ٹوٹا اس کا حق دے دیا کرو۔ ہاں وہ زکوٰۃ جس کا نصاب اور جس کی مقدار من جانب اللہ مقرر ہے وہ مدینے میں مقرر ہوئی۔ یہ قول ایسا ہے جس سے دونوں باتوں میں تطبیق بھی ہو جاتی ہے۔ خود نماز کو دیکھئے کہ طلوع آفتاب اور غروب آفتاب سے پہلے ابتداء نبوت میں ہی فرض ہو چکی تھی لیکن معراج والی رات ہجرت سے ڈیڑھ سال پہلے پانچوں نمازیں باقاعدہ شروع و وارکان کے ساتھ مقرر ہو گئیں۔ اور رفتہ رفتہ اس کے تمام تعلقات پورے کر دیئے گئے۔ واللہ اعلم۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ جل جلالہ فرماتا ہے کہ اللہ کے ماننے والوں اور نبی کے اطاعت گزاروں کے لئے وہ اجر و ثواب ہے جو دائمی ہے اور کبھی ختم نہیں ہونے والا ہے۔ جیسے اور جگہ ہے مَا کَیۡنَ فِیۡہِ اَبَدًا وہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہنے والے ہیں۔ اور فرماتا ہے عَطَاۡءٌ غَیۡرُ مَحْذُوۡذٍ انہیں جو انعام دیا جائے گا وہ نہ ٹوٹنے والا اور مسلسل ہے۔ سدی کہتے ہیں گویا وہ ان کا حق ہے جو انہیں دیا گیا نہ کہ بطور احسان ہے۔ لیکن بعض ائمہ نے اس کی تردید کی ہے۔ کیونکہ اہل جنت پر بھی اللہ کا احسان یقیناً ہے۔ خود قرآن میں ہے بَلَّ اللّٰہُ یَمُنُّ عَلَیْکُمْ اَنۡ ہٰذِکُمۡ لِاٰیۡمٰنَ یعنی بلکہ اللہ کا تم پر احسان ہے کہ وہ تمہیں ایمان کی ہدایت کرتا ہے۔ جنتیوں کا قول ہے فَمَنۡ اللّٰہُ عَلَیۡنَا وَوَقِنَا عَذَابَ السَّمُومِ پس اللہ نے ہم پر احسان کیا اور آگ کے عذاب سے بچایا۔ رسول کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں مگر یہ کہ اللہ مجھے اپنی رحمت میں لے لے اور اپنے فضل و احسان میں۔

قُلۡ اَیۡنَکُمۡ لَتَکْفُرُوۡنَ بِالَّذِیۡ خَلَقَ الْاَرۡضَ فِیۡ یَومَیۡنٍ وَتَجَعَلُوۡنَ
لَہٗ اَنۡدَادًا ذٰلِکَ رَبُّ الْعٰلَمِیۡنَ ۝ وَجَعَلَ فِیۡہَا رَوَاسِیَ
مِّنۡ فَوْقِہَا وَبَرَکَ فِیۡہَا وَقَدَّرَ فِیۡہَا اَقۡوَامَہَا فِیۡ اَرْبَعَةِ اَیَّامٍ
سَوَآءٍ لِّلۡسَآبِلِیۡنَ ۝ ثُمَّ اَسۡتَوٰی اِلَی السَّمَآءِ وَہِیۡ دُخَانٌ فَقَالَ
لِہَا وَلِلۡاَرۡضِ اَنۡتِیَا طَوَّعَاۤ اَوْ کَرۡہَاۤ قَالَتَا اَتَیۡنَا طَآعِیۡنَ ۝

تو کہہ دے کہ کیا تم اس اللہ کا انکار کرتے ہو اور تم اس کے شرک مقرر کرتے ہو جس نے دو دن میں زمین پیدا کر دی۔ سارے جہانوں کا پروردگار وہی ہے ۝ اس نے زمین کے اوپر زمین میں سے ہی پہاڑ پیدا کر دیئے اور اس میں برکت رکھ دی اور اس میں رہنے والوں کو غذاؤں کی تجویز بھی اسی میں کر دی۔ صرف چار دن میں ہی سوال کرنے والوں کا جواب پورا ہوا ۝ پھر آسمان کی طرف متوجہ ہوا اور وہ دھواں سا تھا۔ پس اسے اور زمین سے فرمایا کہ تم دونوں خوشی سے آؤ یا زبردستی دونوں نے عرض کیا کہ ہم بخوشی حاضر ہیں ۝

تخلیق کائنات کا مرحلہ وار ذکر: ☆ ☆ (آیت: ۹-۱۱) ہر چیز کا خالق ہر چیز کا مالک ہر چیز پر حاکم ہر چیز پر قادر صرف اللہ ہے۔ پس عباد تم بھی صرف اسی کی کرنی چاہیں۔ اس نے زمین جیسی وسیع مخلوق کو اپنی کمال قدرت سے صرف دو دن میں پیدا کر دیا ہے۔ تمہیں نہ اس کے ساتھ کفر کرنا چاہیے نہ شرک۔ جس طرح سب کا پیدا کرنے والا وہی ایک ہے، تمہیک اسی طرح سب کا پالنے والا بھی وہی ایک ہے۔ یہ

تفصیل یاد رہے کہ اور آیتوں میں زمین و آسمان کا چھ دن میں پیدا کرنا بیان ہوا ہے۔ اور یہاں اس کی پیدائش کا وقت الگ بیان ہو رہا ہے۔ پس معلوم ہوا کہ پہلے زمین بنائی گئی۔ عمارت کا قاعدہ بنی ہے کہ پہلے بنیادیں اور نیچے کا حصہ تیار کیا جاتا ہے۔ پھر اوپر کا حصہ اور چھت بنائی جاتی ہے۔ چنانچہ کلام اللہ شریف کی ایک اور آیت میں ہے اللہ وہ ہے جس نے تمہارے لئے زمین میں جو کچھ ہے پیدا کر کے پھر آسمانوں کی طرف توجہ فرمائی اور انہیں ٹھیک سات آسمان بنادئے۔ ہاں سورہ نازعات میں وَالْأَرْضُ بَعْدَ ذَلِكَ دَحَاهَا ہے۔ پہلے آسمان کی پیدائش کا ذکر ہے۔ پھر فرمایا ہے کہ زمین کو اس کے بعد بچھایا۔ اس سے مراد زمین میں سے پانی چارہ نکالنا اور پہاڑوں کا گاڑنا ہے جیسے کہ اس کے بعد کا بیان ہے۔ یعنی پیدا پہلے زمین کی گئی پھر آسمان پھر زمین کو ٹھیک ٹھاک کیا۔ لہذا دونوں آیتوں میں کوئی فرق نہیں۔ صحیح بخاری شریف میں ہے کہ ایک شخص نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ قرآن کی بعض آیتوں میں مجھے کچھ اختلاف سا نظر آتا ہے۔ چنانچہ ایک آیت میں ہے فَلَا تَنسَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَلَا يَتَسَاءَلُونَ یعنی قیامت کے دن آپس کے نسب نہ ہوں گے اور نہ ایک دوسرے سے سوال کرے گا۔ دوسری آیت میں ہے وَأَقْبَلُ بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ يَتَسَاءَلُونَ یعنی بعض آپس میں ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہو کر پوچھ گچھ کریں گے۔ ایک آیت میں ہے وَلَا يَكْتُمُونَ اللَّهَ حَدِيثًا یعنی اللہ سے کوئی بات چھپائیں گے نہیں۔

فَقَضَاهُنَّ سَبْعَ سَمَوَاتٍ فِي يَوْمَيْنِ وَأَوْحَىٰ فِي كُلِّ
سَمَاءٍ أَمْرَهَا ۚ وَزَيَّنَّا السَّمَاءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيحٍ ۖ وَحِفْظًا ۚ ذَٰلِكَ تَقْدِيرُ
الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ

پھر دونوں میں سات آسمان بنادئے اور ہر آسمان میں اس کے مناسب وحی بھیج دی اور ہم نے آسمان دنیا کو ستاروں کے ساتھ زینت دی اور بھنبائی کی۔ یہ تدبیر اللہ غالب و داناک ہے ○

دوسری آیت میں ہے کہ مشرکین کہیں گے وَاللّٰهُ رَبَّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِينَ اللہ کی قسم ہم نے شرک نہیں کیا۔ ایک آیت میں ہے زمین کو آسمان کے بعد بچھایا وَالْأَرْضُ بَعْدَ ذَلِكَ دَحَاهَا دوسری آیت قُلْ أَنتُمْ الرِّجَالُ میں پہلے زمین کی پیدائش پھر آسمان کی پیدائش کا ذکر ہے۔ ایک تو ان آیتوں کا صحیح مطلب بتائے جس سے اختلاف اٹھ جائے۔ دوسرے یہ جو فرمایا ہے كَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا عَزِيزًا حَكِيمًا سَمِيعًا بَصِيرًا تو کیا یہ مطلب ہے کہ اللہ ایسا تھا؟ اس کے جواب میں آپ نے فرمایا کہ جن دو آیتوں میں سے ایک میں آپس کا سوال جواب ہے اور ایک میں ان کا انکار ہے۔ یہ دو وقت ہیں، صورت میں دو ٹکے چھوٹے جائیں گے۔ ایک کے بعد آپس کی پوچھ گچھ کچھ نہ ہوگی ایک کے بعد آپس میں ایک دوسرے سے سوالات ہوں گے۔ جن دو دوسری آیتوں میں ایک میں بات کے نہ چھپانے کا اور ایک میں چھپانے کا ذکر ہے۔ یہ بھی دو موقع ہیں۔ جب مشرکین دیکھیں گے کہ موحّدوں کے گناہ بخش دیئے گئے تو کہنے لگے کہ ہم مشرک نہ تھے۔ لیکن جب منہ پر مہر لگ جائے گی اور اعضاء بدن گواہی دے لگیں گے تو اب کچھ بھی نہ چھپے گا اور خود اپنے کثرت کے اقراری ہو جائیں گے اور کہنے لگیں گے، کاش کہ ہم زمین کے برابر کر دیئے جاتے۔ آسمان و زمین کی پیدائش کی ترتیب کے بیان میں بھی دراصل کچھ اختلاف نہیں۔ پہلے دو دن میں زمین بنائی گئی۔ پھر آسمان کو دو دن میں بنایا گیا۔ پھر زمین کی چیزیں پانی چارہ پہاڑ، نکلز، ریت، جمادات، ٹیلے وغیرہ دو دن میں پیدا کئے۔ یہی معنی لفظ دَحَاهَا کے ہیں۔ پس زمین کی پوری پیدائش چار دن میں ہوئی اور دو دن میں آسمان۔ اور جو نام اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے مقرر کئے ہیں ان کا بیان فرمایا ہے۔ وہ ہمیشہ ایسا ہی رہے گا۔ اللہ کا کوئی ارادہ پورا ہوئے بغیر نہیں رہتا۔ پس قرآن میں ہرگز اختلاف

نہیں۔ اس کا ایک ایک لفظ اللہ کی طرف سے ہے۔

زمین کو اللہ تعالیٰ نے دو دن میں پیدا کیا ہے۔ یعنی اتوار اور پیر کے دن اور زمین میں زمین کے اوپر ہی پہاڑ بنادے اور زمین کو اس نے بابرکت بنایا، تم اس میں بیج بوتے بو، درخت اور پھل وغیرہ اس میں سے پیدا ہوتے ہیں۔ اور اہل زمین کو جن چیزوں کی احتیاج ہے وہ اسی میں سے پیدا ہوتی رہتی ہیں۔ زمین کی یہ درستی مشکل بدھ کے دن ہوئی۔ چار دن میں زمین کی پیدائش ختم ہوئی۔ جو لوگ اس کی معلومات حاصل کرنا چاہتے تھے انہیں پورا جواب مل گیا۔ زمین کے ہر حصے میں اس نے وہ چیز مہیا کر دی جو وہاں والوں کے لائق تھی۔ مثلاً عصب یمن میں۔ ساہوری میں اور میں۔ طیارہ رے میں۔ یہی مطلب آیت کے آخری جملے کا ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ جس کی جو حاجت تھی اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے مہیا کر دی۔ اس معنی کی تائید اللہ کے اس فرمان سے ہوتی ہے **وَإِنَّكُمْ مِنْكُمْ لَمَسَاءَلٌ شُمْؤُهُمْ** نے جو جو مانگا اللہ نے تمہیں دیا۔ واللہ اعلم۔

پھر جناب باری نے آسمان کی طرف توجہ فرمائی۔ وہ دھوکے کی شکل میں تھا زمین کے پیدائش کے وقت پانی کے جو بخارات اٹھے تھے اب دونوں سے فرمایا کہ یا تیسرے حکم کو مانو اور جو میں کہتا ہوں ہو جاؤ خوشی سے یا ناخوشی سے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں مثلاً آسمانوں کو حکم ہوا کہ سورج، چاند، ستارے طلوع کرے زمین سے فرمایا اپنی سرس جاری کرا اپنے پھل اگا وغیرہ۔ دونوں فرمانبرداری کے لئے راضی خوشی تیار ہو گئے۔ اور عرض کیا ہم مع اس تمام مخلوق کے جسے تو رچانے والا ہے تابع فرمان ہیں۔ اور کہا گیا ہے کہ انہیں قائم مقام کلام کرنے والوں کے لئے کیا گویا اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ زمین کے اس حصے نے کلام کیا جہاں کعبہ بنایا گیا ہے اور آسمان کے اس حصے نے کلام کیا جو ٹھیک اس کے اوپر ہے۔ واللہ اعلم۔

امام حسن بصری فرماتے ہیں اگر آسمان و زمین اطاعت گزار کی کارادہ نہ کرتے تو انہیں سزا ہوتی جس کا احساس بھی انہیں ہوتا۔ پس دو دن میں ساتوں آسمان اس نے بنادئے یعنی جہرات اور جمعہ کے دن۔ اور ہر آسمان میں اس نے جو جو چیزیں اور جیسے جیسے فرشتے مقرر کرنے چاہے مقرر فرمادیئے اور دنیا کے آسمان کو اس نے ستاروں سے مزین کر دیا جو زمین پر چمکتے رہتے ہیں اور جو ان شیاطین کی نگہبانی کرتے ہیں جو ملاء اعلیٰ کی باتیں سننے کے لئے اوپر چڑھنا چاہتے ہیں۔ یہ تدبیر و اندازہ اس اللہ کا قائم کردہ ہے جو سب پر غالب ہے۔ جو کائنات کے ایک ایک چپے کی ہر چھپی کھلی حرکت کو جانتا ہے۔ ابن جریر کی روایت میں ہے یہودیوں نے حضور ﷺ سے آسمان و زمین کی پیدائش کی بابت سوال کیا تو آپ نے فرمایا کہ اتوار اور پیر کے دن اللہ تعالیٰ نے زمین کو پیدا کیا اور پہاڑوں کو مشکل کے دن پیدا کیا اور جتنے نفعات اس میں ہیں۔ اور بدھ کے دن درختوں کو پانی کو شہروں کو اور آبادی اور ویرانے کو پیدا کیا تو یہ چار دن ہوئے۔ اسے بیان فرما کر پھر آپ نے اسی آیت کی تلاوت کی اور فرمایا کہ جہرات والے دن آسمان کو پیدا کیا اور جمعہ کے دن ستاروں کو اور سورج چاند کو اور درختوں کو پیدا کیا۔ تین ساعت کے باقی رہنے تک۔ پھر دوسری ساعت میں ہر چیز میں آفت ڈالی جس سے لوگ فائدہ اٹھاتے ہیں اور تیسری میں آدم کو پیدا کیا۔ انہیں جنت میں بسایا۔ ابلیس کو انہیں جہنم کرنے کا حکم دیا اور آخری ساعت میں وہاں سے نکال دیا۔ یہودیوں نے کہا اچھا حضور پھر اس کے بعد کیا ہوا؟ فرمایا پھر عرش پر مستوی ہو گیا۔ انہوں نے کہا سب تو ٹھیک کہا لیکن آخری بات یہ کہی کہ پھر آرام حاصل کیا۔ اس پر حضور ﷺ سخت ناراض ہوئے اور یہ آیت اتری **وَلَقَدْ خَلَقْنَا السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ وَمَا مَسْنَأْ مِنْ لُغُوبٍ فَاصْبِرْ عَلٰی مَا يَقُولُوْنَ** یعنی ہم نے آسمان و زمین اور جو ان کے درمیان ہے سب کو چھ دن میں پیدا کیا اور ہمیں کوئی تکان نہیں ہوئی۔ تو ان کی باتوں پر صبر کر۔ یہ حدیث غریب ہے اور روایت میں ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میرا ہاتھ پکڑ کر رسول

اللہ ﷻ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ نے مٹی کو پختے کے روز پیدا کیا، اس میں پہاڑوں کو اتوار کے دن رکھا، درخت پیر والے دن پیدا کئے، مکروہات کو منگل کے دن، نور کو بدھ کے دن پیدا کیا اور جانوروں کو زمین میں جھرات کے دن پھیلا دیا اور جمعہ کے دن عصر کے بعد جمعہ کی آخری ساعت حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا اور کل مخلوقات پوری ہوئی۔ مسلم اور نسائی میں یہ حدیث ہے لیکن یہ بھی غرائب صحیح میں سے ہے۔ اور امام بخاری نے تاریخ میں اسے معتدل بتایا ہے اور فرمایا ہے کہ اسے بعض راویوں نے حضرت ابو ہریرہؓ سے اور انہوں نے اسے کعب احبار سے روایت کیا ہے اور یہی زیادہ صحیح ہے۔

فَإِنْ أَعْرَضُوا فَقُلْ أَنْذَرْتُكُمْ صَاعِقَةً مِّثْلَ صَاعِقَةِ عَادٍ
وَتَمُودَ ۖ إِذْ جَاءَهُمُ الرُّسُلُ مِنْ بَيْنِ أَيْدِيهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ
أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا اللَّهَ قَالُوا لَوْ شَاءَ رَبُّنَا لَأَنْزَلَ مَلَائِكَةً
فَاتَّيَبْنَا مَا أُرْسِلْتُمْ بِهِ كَافِرُونَ ۖ فَلَمَّا عَادَ فَاسْتَكْبَرُوا
فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَقَالُوا مَنْ أَشَدُّ مِنْ قُوَّةٍ
أَوْ لَمْ يَرَوْا أَنَّ اللَّهَ الَّذِي خَلَقَهُمْ هُوَ أَشَدُّ مِنْهُمْ
قُوَّةً ۖ وَكَانُوا بِلَايَتِنَا يَجْحَدُونَ ۖ

اب بھی یہ ردِ مردان ہوں تو کہہ دے کہ میں تمہیں اس عذاب آسانی سے ڈراتا ہوں جو مثل عاد یوں اور قومود یوں کے عذاب کے ہوگا ○ ان کے پاس جب ان کے آگے پیچھے سے پیغمبر آئے کہ تم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو تو انہوں نے جواب دیا کہ اگر ہمارا پروردگار چاہتا تو فرشتوں کو بھیجتا۔ ہم تو تمہاری رسالت کے بالکل منکر ہیں ○ اب عاد یوں نے تو بے وجہ زمین میں سرکشی شروع کر دی اور کہنے لگے کہ ہم سے زور آور کون ہے؟ کیا انہیں یہ نظر نہ آیا کہ جس نے انہیں پیدا کیا ہے وہ ان سے بہت زیادہ زور آور ہے۔ وہ آخر تک ہماری آیتوں کا انکار ہی کرتے رہے ○

انبیاء کی تکذیب عذاب الہی کا سبب ☆ ☆ (آیت ۱۴-۱۵) حکم ہوتا ہے کہ جو آپ کو جھٹلا رہے ہیں اور اللہ کے ساتھ کفر کر رہے ہیں آپ ان سے فرما دیجئے کہ میری تعلیم سے روگردانی تمہیں کسی نیک نتیجے پر نہیں پہنچائے گی۔ یاد رکھو کہ جس طرح انبیاء کی مخالف امتیں تم سے پہلے زیور بر کردی گئیں کہیں تمہاری شامت اعمال بھی تمہیں انہی میں سے نہ کر دے۔ قوم عاد اور قوم ثمود کے اور ان جیسے اوروں کے حالات تمہارے سامنے ہیں۔ ان کے پاس پے در پے رسول آئے اس گاؤں میں اس گاؤں میں اس بستی میں اس بستی میں اللہ کے پیغمبر اللہ کی منادی کرتے پھرے لیکن ان کی آنکھوں پر وہ چربی چڑھی ہوئی تھی اور دماغ میں وہ گندھنسا ہوا تھا کہ کسی ایک کو بھی نہ مانا۔ اپنے سامنے اللہ والوں کی بہتری اور دشمنان رسول کی بد حالی دیکھتے تھے لیکن پھر بھی تکذیب سے باز نہ آئے۔ حجت بازی اور کج بحثی سے نہ بٹے اور کہنے لگے اگر اللہ کو رسول بھیجتا ہوتا تو کسی اپنے فرشتے کو بھیجتا۔ تم انسان ہو کر رسول کریم بن بیٹھے؟ ہم تو اسے ہرگز باور نہ کریں گے؟ قوم عاد نے زمین میں فساد پھیلا دیا ان کی سرکشی ان کا غرور حد کو پہنچ گیا۔ ان کی لالبا لیاں اور بے پرواہیاں یہاں تک پہنچ گئیں کہ پکاراٹھے ہم سے زیادہ زور آور کوئی نہیں۔ ہم طاقتور مضبوط اور محسوس ہیں اللہ کے عذاب ہمارا کیا بگاڑ لیں گے؟ اس قدر پھولے کہ اللہ کو بھول گئے۔ یہ بھی خیال نہ رہا کہ ہمارا پیدا کرنے والا اتنا قوی ہے کہ اس کی زور آوری کا اندازہ بھی ہم نہیں کر سکتے۔

فَازْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيًّا صَرَافًا فِي آيَاتٍ نَّحْسَاتٍ لِّنُذِيقَهُمْ
عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَلَعَذَابُ الْآخِرَةِ أَخْزٰى
وَهُمْ لَا يُنْصَرُونَ ﴿٥١﴾ وَ اَمَّا شُمُوْدُ فَمَهْدِيْلُهُمْ فَاسْتَجَبُوْا
اَلْعٰى عَلَى الْهُدٰى فَاَخَذَتْهُمُ صَعِقَةٌ الْعَذَابِ الْهُونِ بِمَا
كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿٥٢﴾ وَنَجَّيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ﴿٥٣﴾

پاراغرم نے ان پر ایک تندہ تیز آدمی مصیبت ناک دونوں میں بھیج دی کہ انہیں جیتے جی ذلت کے عذاب کا مزہ چکھادیں۔ یقین مانو کہ آخرت کا عذاب اس سے بہت زیادہ رسوائی والا ہے۔ انہیں کوئی امداد نہ دی جائے گی ○ رہے شموڈی سوہم نے ان کی بھی رہبری کی۔ پھر بھی انہوں نے ہدایت پر اندھا چپے کوڑ جیج دی جس بنا پر انہیں سراپا ذلت کے عذاب آسانی نے ان کے کرتوتوں کے باعث چکرایا ○ ہاں ایماندار پارساؤں کو ہم نے بال بال بچالیا ○

جیسے فرمان ہے وَالسَّمَاءِ بَنَيْنَهَا يٰٓأَيُّدٍ وَإِنَّا لَمُوْسِعُوْنَ ہم نے اپنے ہاتھوں آسمان کو پیدا کیا اور ہم بہت ہی طاقتور اور زور آور ہیں پس ان کے اس تکبر پر اور اللہ کے رسولوں کے جھٹلانے پر اور اللہ کی نافرمانی کرنے اور رب کی آیتوں کے انکار پر ان پر عذاب الہی آ پڑا۔ تیز و تند سرد دہشت ناک سرسراہتی ہوئی سخت آدمی آئی تاکہ ان کا غرور ٹوٹ جائے اور ہوا سے وہ تباہ کر دیے جائیں۔ صَرَافاً کہتے ہیں وہ ہوا جس میں آواز پائی جائے۔ مشرق کی طرف ایک نہر ہے جو بہت زور سے آواز کے ساتھ بہتی رہتی ہے اس لئے اسے بھی عرب صرصر کہتے ہیں۔ نَحْسَاتٍ سے مراد بے در پے ایک دم مسلسل سات راتیں اور آٹھ دن تک یہی ہوائیں رہیں۔ وہ مصیبت جو ان پر مصیبت والے دن آئی وہ پھر آٹھ دن تک نہ بنی نہ ٹٹی۔ جب تک ان میں سے ایک ایک کو فنا کے گھاٹ نہ اتار دیا اور ان کا جیختم نہ کر دیا۔ ساتھ ہی آخرت کے عذابوں کا لقمہ بنے جن سے زیادہ ذلت و توہین کی کوئی سزا نہیں۔ نہ دنیا میں کوئی ان کی امداد کو پہنچا نہ آخرت میں کوئی مدد کے لئے اٹھے گا۔ بے یار و مددگار رہ گئے شموڈیوں کی بھی ہم نے رہنمائی کی۔ ہدایت کی ان پر وضاحت کر دی انہیں بھلائی کی دعوت دی۔ اللہ کے نبی حضرت صالحؑ نے ان پر حق ظاہر کر دیا لیکن انہوں نے مخالفت اور تکذیب کی۔ اور نبی اللہ کی سچائی پر جس اونٹنی کو اللہ نے علامت بنایا تھا اس کی کوچیں کاٹ دیں۔ پس ان پر بھی عذاب الہی برس پڑا۔ ایک زبردست کیلیجے چھاڑ دینے والی چنگھاڑ اور دل پاش پاش کر دینے والے زلزلے نے ذلت و توہین کے ساتھ ان کے کرتوتوں کا بدلہ لیا۔ ان میں جتنے وہ لوگ تھے جنہیں اللہ کی ذات پر ایمان تھا نبیوں کی تصدیق کرتے تھے دلوں میں اللہ تعالیٰ کا خوف رکھتے تھے انہیں ہم نے بچالیا انہیں ذرا سا بھی ضرر نہ پہنچا اور اپنے نبیؑ کے ساتھ ذلت و توہین سے اور عذاب الہی سے نجات پائی۔

وَيَوْمَ يُحْشَرُ اَعْدَاۤءُ اللّٰهِ اِلَى النَّارِ فَمَنْ يُّوزَعُونَ ﴿٥٤﴾ حَتّٰى اِذَا مَا
جَآءُوْهَا شَهِدَ عَلَيْهِمْ سَمْعُهُمْ وَاَبْصَارُهُمْ وَاَجْلُوْدُهُمْ بِمَا كَانُوْا
يَعْمَلُوْنَ ﴿٥٥﴾ وَقَالُوْا لِمَ لُجْلُوْدُهُمْ لِمَ شَهِدْتُمْ عَلَيْنَا قَالُوْا اَنْطَقْنَا
اللّٰهُ الَّذِیْ اَنْطَقَ كُلَّ شَیْءٍ وَهُوَ خَلَقَكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّ اِلَيْهِ

تَرْجَعُونَ ﴿۱۱﴾

جس دن دشمنان رب دوزخ کی طرف لائے جائیں گے اور ان سب کو جمع کر دیا جائے گا ○ یہاں تک کہ جب بالکل جہنم کے پاس آ جائیں گے ان پر ان کے کان اور ان کی آنکھیں اور ان کی کھالیں ان کے اعمال کی گواہی دیں گی ○ یہ اپنی کھالوں سے کہیں گے کہ تم نے ہمارے خلاف شہادت کیوں دی؟ وہ جواب دیں گی کہ ہمیں اس اللہ نے قوت گویائی عطا فرمائی جس نے ہر چیز کو بولنے کی طاقت بخشی ہے اسی نے ہمیں اول مرتبہ پیدا کیا اور اسی کی طرف تم سب لوٹنا ہے ○

انسان اپنا دشمن آپ ہے: ☆ ☆ (آیت ۱۹-۲۱) یعنی ان مشرکوں سے کہو کہ قیامت کے دن ان کا حشر جہنم کی طرف ہوگا اور داروغہ جہنم ان سب کو جمع کریں گے۔ چسے فرمان ہے وَنَسُوفُ الْمُحْرَمِينَ اِلَىٰ جَهَنَّمَ وَذَٰلِیْہِمْ کُتُوبٌ مِّمَّا کُتِبَ عَلَیْہِمْ فِی الْحَیٰۃِ دِیْنِہُمْ کِی جہنم کی طرف ہانک لے جائیں گے۔ انہیں جہنم کے کنارے کھڑا کر دیا جائے گا اور ان کے اعضاء بدن اور کان اور آنکھیں اور پوست ان کے اعمال کی گواہیاں دیں گی۔ تمام اگلے پچھلے عیوب کھل جائیں گے۔ ہر عضو بدن پکاراٹھے گا کہ مجھ سے اس نے یہ یہ گناہ کیا اس وقت یہ اپنے اعضاء کی طرف متوجہ ہو کر انہیں ملامت کریں گے کہ تم نے ہمارے خلاف گواہی کیوں دی؟ وہ کہیں گے اللہ تعالیٰ کی حکم بجا آوری کے ماتحت اس نے ہمیں بولنے کی طاقت دی اور ہم نے سچ سچ کہہ سنایا۔ وہی تو تمہارا ابتدا پیدا کرنے والا ہے اسی نے ہر چیز کو زبان عطا فرمائی ہے۔ خالق کی مخالفت اور اس کے حکم کی خلاف ورزی کون کر سکتا ہے؟

بزار میں ہے کہ حضور ایک مرتبہ مسکرائے یا ہنس دیے۔ پھر فرمایا تم میری ہنسی کی وجہ دریافت نہیں کرتے؟ صحابہؓ نے کہا فرمائیے کیا وجہ ہے؟ آپؐ نے فرمایا قیامت کے دن بندہ اپنے رب سے جھڑے گا۔ کہے گا کہ اے اللہ کیا تیرا وعدہ نہیں کہ تو ظلم نہ کرے گا؟ اللہ تعالیٰ اقرار کرے گا تو بندہ کہے گا کہ میں تو اپنی بد اعمالیوں پر کسی کی شہادت قبول نہیں کرتا۔ اللہ فرمائے گا کیا میری اور میرے بزرگ فرشتوں کی شہادت ناکافی ہے؟ لیکن بھر بھی وہ بار بار اپنی ہی کھتا کھتا جائے گا۔ پس اتمام حجت کے لئے اس کی زبان بند کر دی جائے گی اور اس کے اعضاء بدن سے کہا جائے گا کہ اس نے جو جو کیا تھا اس کی گواہی تم دو۔ جب وہ صاف صاف اور سچی گواہی دے دیں گے تو یہ انہیں ملامت کرے گا اور کہے گا کہ میں تو تمہارے ہی بچاؤ کے لئے لا جھڑ رہا تھا۔ (مسلم نسائی وغیرہ)

وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَرُونَ اَنْ يَّشْهَدَ عَلَیْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَا اَبْصَارُكُمْ
وَلَا جُلُودُكُمْ وَلٰكِنْ ظَنَنْتُمْ اَنَّ اللّٰهَ لَا یَعْلَمُ كَثِیْرًا مِّمَّا
تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۱﴾ وَذٰلِكُمْ ظَنُّكُمُ الَّذِیْ ظَنَنْتُمْ بِرَبِّكُمْ
اَرَدَكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ ﴿۱۲﴾ فَاِنْ یَّصْبِرُوْا قَالَتْ اٰرَ
مَثْوٰی لَہُمْ وَاِنْ یَّسْتَغِیْبُوْا فَمَا ہُمْ مِنَ الْمُعْتَدِیْنَ ﴿۱۳﴾

تم اپنی بد اعمالیاں کچھ پوشیدہ تو رکھتے ہی نہ تھے کہ تم پر تمہارے کان اور تمہاری آنکھیں اور تمہاری کھالیں گواہی دیں۔ ہاں تم یہ سمجھتے رہے کہ تم جو کچھ بھی کر رہے ہو اس میں سے بہت سے اعمال سے اللہ بے خبر ہے ○ تمہاری اسی بدگمانی نے جو تم نے اپنے رب سے کر رکھی تھی تمہیں ہلاک کر دیا اور بالآخر تم نیاں کارڈوں میں ہو گئے ○ اگر یہ میر کریں تو بھی ان کا ٹھکانا جہنم ہی ہے اور اگر یہ عذر و معافی کے خواستگار ہوں تو بھی معذور و معاف نہیں رکھے جائیں گے ○

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کافر و منافق کو حساب کے لئے بلایا جائے گا۔ اس کے اعمال اس کے سامنے

پیش ہوں گے تو تسلیں کھا کھا کر انکار کرے گا اور کہے گا اے اللہ تیرے فرشتوں نے وہ لکھ لیا ہے جو میں نے ہرگز نہیں کیا ' فرشتے کہیں گے ' فلاں دن فلاں جگہ تو نے فلاں عمل نہیں کیا؟ یہ کہے گا ' اے اللہ تیری عزت کی قسم میں نے ہرگز نہیں کیا۔ اب منہ پر مہر مادی جائے گی اور اعضاء بدن گواہی دیں گے۔ سب سے پہلے اس کی وہی ران بولے گی (ابن ابی حاتم)

ابو یعلیٰ میں حضورؐ فرماتے ہیں قیامت کے دن کافر کے سامنے ان کی بد اعمالیاں لائی جائیں گی تو وہ انکار کرے گا اور جھگڑنے لگے گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا یہ ہیں تیرے پڑوسی جو شاہد ہیں۔ یہ کہے گا سب جھوٹے ہیں۔ فرمائے گا یہ ہیں تیرے کنبے قبیلہ والے جو گواہ ہیں۔ کہے گا یہ بھی سب جھوٹے ہیں۔ اللہ ان سے قسم دلاوے گا وہ قسم کھائیں گے لیکن یہ انکار ہی کرے گا۔ سب کو اللہ چپ کر دے گا اور خود ان کی زبانیں ان کے خلاف گواہی دیں گی۔ پھر انہیں جہنم واصل کر دیا جائے گا۔ ابن ابی حاتم میں ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں قیامت کے دن ایک وقت تو وہ ہوگا کہ نہ کسی کو بولنے کی اجازت ہوگی نہ عذر معذرت کرنے کی۔ پھر جب اجازت دی جائے گی تو بولنے لگیں گے اور جھگڑے کریں گے اور انکار کریں گے اور جھوٹی تسلیں کھائیں گے۔ پھر گواہوں کو لایا جائے گا ' آخر زبانیں بند ہو جائیں گی اور خود اعضاء بدن ہاتھ پاؤں وغیرہ گواہی دیں گے۔ پھر زبانیں کھول دی جائیں گی تو اپنے اعضاء بدن کو ملامت کریں گے۔ وہ جواب دیں گے کہ ہمیں اللہ نے قوت گواہی دی اور ہم نے سچ صحیح کہا ' پس زبانی اقرار بھی ہو جائے گا۔

ابن ابی حاتم میں رافع ابو الحسنؓ سے مروی ہے کہ اپنے کثرت کے انکار پر زبان اتنی مونی ہو جائے گی کہ بولا نہ جائے گا۔ پھر جسم کے اعضاء کو حکم ہوگا ' تم بولو تو ہر ایک اپنا اپنا عمل بتا دے گا۔ کان ' آنکھ ' کھال ' شرم گاہ ہاتھ پاؤں وغیرہ۔ اور بھی اسی طرح کی بہت سی روایتیں سورہ لیس کی آیت اَلْیَوْمَ نَخَبِّئُکُمُ الرِّجْلَ تفسیر میں گزرجگی ہیں۔ جنہیں دوبارہ وارد کرنے کی ضرورت نہیں۔ ابن ابی حاتم میں ہے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جب ہم سمندر کی ہجرت سے واپس آئے تو اللہ کے رسول ﷺ نے ایک دن ہم سے پوچھا ' تم نے حبشہ کی سر زمین پر کوئی تعجب خیز بات دیکھی ہو تو سناؤ۔ اس پر ایک نوجوان نے کہا ' ایک مرتبہ ہم وہاں بیٹھے ہوئے تھے۔ ان کے علاوہ ایک بڑھیا عورت ایک پانی کا گھڑا سر پر لئے ہوئے آ رہی تھی۔ انہی میں ایک جوان نے اسے دھکا دیا جس سے وہ گر پڑی اور گھڑا ٹوٹ گیا۔ وہ انہی اور اس شخص کی طرف دیکھ کر کہنے لگی ' مکار تجھے اس کا حال اس وقت معلوم ہوگا جبکہ اللہ تعالیٰ اپنی کرسی سچائے گا اور سب اگلے بچھلوں کو جمع کرے گا اور ہاتھ پاؤں گواہیاں دیں گے اور ایک ایک عمل مکمل جائے گا۔ اس وقت تیرا اور میرا فیصلہ بھی ہو جائے گا۔ یہ سن کر حضورؐ فرمانے لگے ' اس نے سچ کہا ' اس نے سچ کہا ' اس قوم کو اللہ تعالیٰ کس طرح پاک کرے جس میں زور آور سے کمزور کا بدلہ لیا جائے؟ یہ حدیث اس سند سے غریب ہے۔

ابن ابی الدنیا میں یہی روایت دوسری سند سے بھی مروی ہے۔ جب یہ اپنے اعضاء کو ملامت کریں گے تو اعضاء جواب دیتے ہوئے یہ بھی کہیں گے کہ تمہارے اعمال دراصل کچھ پوشیدہ نہ تھے۔ اللہ کے دیکھتے ہوئے اس کے سامنے تم کفر و معاصی میں مستغرق رہتے تھے اور کچھ پروا نہیں کرتے تھے۔ کیونکہ تم سمجھے ہوئے تھے کہ ہمارے بہت سے اعمال اس سے مخفی ہیں۔ اسی فاسد خیال نے تمہیں تلف اور برباد کر دیا اور آج کے دن تم پر باد ہو گئے۔ مسلم ترمذی وغیرہ میں حضرت عبد اللہؓ سے مروی ہے کہ میں کعبہ اللہ کے پڑے میں چھپا ہوا تھا جو تین شخص آئے بڑے پیٹ اور کم عقل والے۔ ایک نے کہا ' کیوں جی ہم جو بولتے چالتے ہیں ' اسے اللہ سنتا ہے؟ دوسرے نے جواب دیا ' اگر اونچی آواز سے بولیں تو سنتا ہے اور آہستہ آواز سے باتیں کریں تو نہیں سنتا۔ دوسرے نے کہا ' اگر کچھ سنتا ہے تو سب سنتا ہوگا۔ میں نے آ کر حضورؐ سے یہ واقعہ بیان کیا۔ اس پر آیت وَمَا کُنْتُمْ تُسْمِعُونَ الرِّجْلَ نازل ہوئی۔ عبد الرزاق میں سے منہ نہ ہونے کے بعد۔

سے پہلے پاؤں اور ہاتھ بولیں گے۔ حضورؐ فرماتے ہیں: جناب باری عزاسمہ کا ارشاد ہے کہ میرے ساتھ میرا بندہ جو گمان کرتا ہے۔ میں اس کے ساتھ وہی معاملہ کرتا ہوں اور جب وہ مجھے پکارتا ہے میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں۔ حضرت حسنؓ اتنا فرما کر کچھ تامل کر کے فرمانے لگے جس کا جیسا گمان اللہ کے ساتھ ہوتا ہے نیک ظن ہوتا ہے تو وہ اعمال بھی اچھے کرتا ہے اور کافر و منافق چونکہ اللہ کے ساتھ بدظن ہوتے ہیں وہ اعمال بھی بد کرتے ہیں۔ پھر آپؐ نے یہی آیت تلاوت فرمائی۔

مسند احمد کی مرفوع حدیث میں ہے: تم میں سے کوئی شخص نہ مرے مگر اس حالت میں کہ وہ اللہ کے ساتھ نیک ظن ہو۔ جن لوگوں نے اللہ کے ساتھ برے خیالات رکھے اللہ نے انہیں تہہ وبالا کر دیا۔ پھر یہی آیت آپؐ نے پڑھی آگ جہنم میں مبر سے پڑے رہتا اور بے مبر کی کرنا ان کے لئے یکساں ہے۔ نہ ان کے عذر معذرت مقبول نہ ان کے گناہ معاف۔ یہ دنیا کی طرف اگر لوٹنا چاہیں تو وہ راہ بھی بند۔ جیسے اور جگہ ہے: جہنمی کہیں گے: اے اللہ! ہم پر ہماری بد بختی چھا گئی۔ یقیناً ہم بے راہ تھے۔ اے اللہ! اب تو یہاں سے نجات دے۔ اگر اب ایسا کریں تو پھر ہمیں ہمارے ظلم کی سزا دینا۔ لیکن جناب باری کی طرف سے جواب آئے گا کہ اب یہ منصوبے بے سود ہیں۔ دھکاکارے ہوئے یہیں پڑے رہو۔ خبردار جو مجھ سے بات کی۔

وَقَيُّضْنَا لَهُمْ قُرْبَانًا فَزَيَّنُوا لَهُمْ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ
وَحَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ فِي أُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمْ مِنَ
الْجِنِّ وَالْإِنْسِ إِنَّهُمْ كَانُوا خَسِرِينَ ﴿٢٥﴾ وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا
لَا تَسْمَعُوا لِهَذَا الْقُرْآنِ وَالْغَوْا فِيهِ لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُونَ ﴿٢٦﴾
فَلَنذِيقَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا عَذَابًا شَدِيدًا وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ أَسْوَأَ الَّذِي
كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿٢٧﴾

ہم نے ان کے کچھ ہم ظنی مقرر کر رکھے تھے جنہوں نے ان کے اگلے پچھلے اعمال ان کی نگاہوں میں خوبصورت بنا رکھے تھے اور ان کے حق میں بھی قول اللہ کی ان استحقاق کے ساتھ پورا ہوا جو ان سے پہلے جنوں انسانوں کی گزر چکی ہیں۔ یقیناً وہ زیاں کار ثابت ہوئے ○ کافروں نے کہا: اس قرآن کو سنو ہی مت اور اس کے پڑے جانے کے وقت بیہودہ گوئی کر دیا کیونکہ تم غائب آ جاؤ ○ پس یقیناً ہم ان کافروں کو سخت عذاب کا اجر چکھائیں گے اور انہیں ان کے بدترین اعمال کا بدلہ ضرور دیں گے ○

آداب قرآن حکیم: ☆ ☆ (آیت: ۲۵-۲۷) اللہ تعالیٰ بیان فرماتا ہے کہ مشرکین کو اس نے گمراہ کر دیا ہے اور یہ اس کی مشیت اور قدرت سے ہے۔ وہ اپنے تمام افعال میں حکمت والا ہے۔ اس نے کچھ جن وانس ایسے ان کے ساتھ کر دیئے تھے جنہوں نے ان کے بد اعمال انہیں اچھی صورت میں دکھائے۔ انہوں نے سمجھ لیا کہ دور ماضی کے لحاظ سے اور آئندہ آنے والے زمانے کے لحاظ سے بھی ان کے اعمال اچھے ہی ہیں۔ جیسے اور آیتیں ہیں وَمَنْ يَّمْسُشْ عَن ذِكْرِ الرَّحْمَنِ آنِجًا ﴿٢٤﴾ پر کلمہ عذاب صادق آ گیا جیسے ان لوگوں پر جو ان سے پہلے ان جیسے تھے۔ نقصان اور گھٹانے میں یہ اور وہ یکساں ہو گئے کفار نے آپس میں مشورہ کر کے اس پر اتفاق کر لیا ہے کہ وہ کلام اللہ کو نہیں مانیں گے نہ ہی اس کے احکام کی۔ وی کریں گے۔ بلکہ ایک دوسرے سے کہہ رہا ہے کہ جب قرآن پڑھا جائے تو شور وغل کرو اور اسے نہ سنو۔

تالیاں بجاؤ، سیٹیاں بجاؤ، آوازیں نکالو۔ چنانچہ قریشی یہی کرتے تھے۔ عیب جوئی کرتے تھے، انکار کرتے تھے۔ دشمنی کرتے تھے اور اسے اپنے غلبہ کا باعث جانتے تھے۔

یہی حال ہر جاہل کافر کا ہے کہ اسے قرآن کا سننا اچھا نہیں لگتا۔ اسی لئے اس کے برخلاف اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو حکم فرمایا ہے کہ
وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ جب قرآن پڑھا جائے تو تم سنو اور چپ رہو تاکہ تم پر رحم کیا جائے
ان کافروں کو دھمکیا جا رہا ہے کہ قرآن کریم سے مخالفت کرنے کی بنا پر انہیں سخت سزا دی جائے گی۔ اور ان کی بد عملی کا مزہ انہیں ضرور چکھایا جائے گا، ان اللہ کے دشمنوں کا بدلہ دوزخ کی آگ ہے جس میں ان کے لئے ہمیشہ کا گھر ہے۔ یہ اس کا بدلہ ہے جو وہ اللہ کی آیات کا انکار کرتے تھے۔ اس کے بعد کی آیت کا مطلب حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ جن سے مراد ابلیس اور انس سے مراد حضرت آدمؑ کا وہ لڑکا ہے جس نے اپنے بھائی کو مار ڈالا تھا۔ اور روایت میں ہے کہ ابلیس تو ہر شرک کو پکارا گا اور حضرت آدمؑ کا لڑکا ہر کبیرہ گناہ کرنے والے کو پکارے گا۔ پس ابلیس شرک کی طرف اور تمام گناہوں کی طرف لوگوں کو دعوت دینے والا ہے اور رسول حضرت آدمؑ کا یہ لڑکا جو اپنے بھائی کا قاتل ہے۔ چنانچہ حدیث میں ہے روئے زمین پر جو قتل ناحق ہوتا ہے اس کا گناہ حضرت آدمؑ کے اس پہلے فرزند پر بھی ہوتا ہے کیونکہ قتل بے جا کا شروع کرنے والا یہ ہے۔ پس کفار قیامت کے دن جن و انس جو انہیں گمراہ کرنے والے تھے انہیں نیچے کے طبقے میں داخل کرنا چاہیں گے تاکہ انہیں سخت عذاب ہوں۔ وہ درک اسفل میں چلے جائیں اور ان سے زیادہ سزا بھگتیں۔ سورۃ اعراف میں بھی یہ بیان گزر چکا ہے کہ یہ ماننے والے جن کی مانتے تھے ان کے لئے قیامت کے دن دو ہرے عذاب کی درخواست کریں گے جس پر کہا جائے گا کہ ہر ایک دو گئے عذاب میں ہی ہے لیکن تم بے شعور ہو۔ یعنی ہر ایک کو اس کے اعمال کے مطابق سزا ہو رہی ہے۔ جیسے اور آیت میں ہے الَّذِينَ كَفَرُوا وَصَدُّوا عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ زِدْنَاهُمْ عَذَابًا فَوْقَ الْعَذَابِ بِمَا كَانُوا يُفْسِدُونَ یعنی جن لوگوں نے کفر کیا اور اللہ کی راہ سے روکا انہیں ہم ان کے فساد کی وجہ سے عذاب پر عذاب دیں گے۔

ذٰلِكَ جَزَاۗءُ اَعْدَآءِ اللّٰهِ التَّآزٰرُ لَہُمْ فِیْہَا دَاۤرُ الْخُلْدِ جَزَاۗءُ
بِمَا كَانُوْا بِاٰیٰتِنَا یَجْحَدُوْنَ ۝ وَقَالَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا رَبَّنَا
اَرْنَا الَّذِیْنَ اٰضَلْنَا مِنَ الْہٰجِیِّ وَالْاِنْسِ نَجْعَلُہُمَا تَحْتَ
اَقْدَامِنَا لَیْکُوْنَا مِنَ الْاَسْفَلِیْنَ ۝ اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ
ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَیْہِمُ الْمَلٰٓئِکَةُ اِلَّا تَخَافُوْا وَاِلَّا
تَحْزَنُوْا وَاَبْشُرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِیْ کُنْتُمْ تُوعَدُوْنَ ۝

دشمنان رب کی سزا ایسی دوزخ کی آگ ہے جس میں ان کا بیٹھنا ہی کا گھر ہے۔ یہ بدلہ ہے ہماری آجوں سے انکار کرنے کا ○ کافروں کہیں گے اے اللہ ہمیں جنوں انسانوں کے ان دونوں فریق کو دکھا جنہوں نے ہمیں گمراہ کیا تاکہ ہم انہیں اپنے قدموں تلے ڈال کر انہیں نہایت اور سب سے نیچے کر دیں ○ جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے پھر اسی پر قائم رہے ان کے پاس فرشتے یہ کہتے ہوئے آتے ہیں کہ تم کچھ بھی اندیشہ اور غم نہ کرو بلکہ اس جنت کی بشارت سن لو جس کا تم وعدہ

استقامت اور اس کا انجام: ☆☆ (آیت: ۳۰) جن لوگوں نے ربانی اللہ تعالیٰ کے رب ہونے کا یقین اس کی توحید کا اقرار کیا پھر اس پر جسے رب یعنی فرمان الہی کے ماتحت اپنی زندگی گزاری۔ چنانچہ حضور ﷺ نے اس آیت کی تلاوت فرما کر وضاحت کی کہ بہت لوگوں نے اللہ کے رب ہونے کا اقرار کر کے پھر کفر کر لیا۔ جو مرتے دم تک اس بات پر جمار ہوا وہ ہے جس نے اس پر استقامت کی۔ (نسائی وغیرہ) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے جب اس آیت کی تلاوت ہوئی تو آپ نے فرمایا ”اس سے مراد مکہ پڑھ کر پھر کبھی بھی شرک نہ کرنے والے ہیں“۔ ایک روایت میں ہے کہ خلیفہ المسلمین نے ایک مرتبہ لوگوں سے اس آیت کی تفسیر پوچھی تو انہوں نے کہا ”استقامت سے مراد گناہ نہ کرنا ہے۔ آپ نے فرمایا تم نے اسے غلط سمجھا۔ اس سے مراد اللہ کی الوہیت کا اقرار کر کے پھر دوسرے کی طرف کبھی بھی التفات نہ کرنا ہے۔ حضرت ابن عباسؓ سے سوال ہوتا ہے کہ قرآن میں حکم اور جزا کے لحاظ سے سب سے زیادہ آسان آیت کون سی ہے؟ آپ نے اس آیت کی تلاوت کی کہ توحید الہی پر ختم قائم رہنا۔ حضرت فاروق عظیمؓ نے منبر پر اس آیت کی تلاوت کر کے فرمایا ”واللہ یہ وہ لوگ ہیں جو اللہ کی اطاعت پر جم جاتے ہیں اور لومزی کی چال نہیں چلنے کہ کبھی ادھر کبھی ادھر۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں ”فرائض اللہ کی ادائیگی کرتے ہیں۔ حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ نے دعا مانگا کرتے تھے اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبُّنَا فَارْزُقْنَا الْاِسْتِقَامَةَ اے اللہ تو ہمارا رب ہے۔ ہمیں استقامت اور پختگی عطا فرما۔ استقامت سے مراد دین اور عمل کا خلوص۔ حضرت ابو العالیہؓ نے کہا ہے ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کہ مجھے اسلام کا کوئی ایسا امر بتلائے کہ پھر کسی سے دریافت کرنے کی ضرورت نہ رہے۔ آپ نے فرمایا ”زبان سے اقرار کر کہ میں اللہ پر ایمان لایا اور پھر اس پر جم جا۔ اس نے پھر پوچھا ”چھاپہ تو عمل ہوا اب بچوں کس چیز سے؟ تو آپ نے زبان کی طرف اشارہ فرمایا۔ (مسلم وغیرہ) امام ترمذیؒ اسے صحیح بتلاتے ہیں۔

نَحْنُ اَوْلٰیوْکُمْ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَ فِی الْاٰخِرَةِ وَلَکُمْ فِیْہَا مَا تَشْتَهٰی اَنْفُسُکُمْ وَلَکُمْ فِیْہَا مَا تَدْعُوْنَ ۗ نَزَّلْنَا مُرْسِلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِیْمٍ ۝۱۸

تمہاری دنیاوی زندگی میں بھی ہم تمہارے رفیق تھے اور آخرت میں بھی رہیں گے۔ جس چیز کو تمہارا حق چاہے اور جو کچھ تم مانگو سب جنت میں موجود ہے ○ غفور و رحیم اللہ کی طرف سے یہ سب کچھ بطور مہمانی کے ہے ○

ان کے پاس ان کی موت کے وقت فرشتے آتے ہیں اور انہیں بشارتیں سناتے ہیں کہ تم اب آخرت کی منزل کی طرف جا رہے ہو بے خوف رہو۔ تم پر وہاں کوئی کھٹکا نہیں۔ تم اپنے پیچھے جو دنیا چھوڑے جا رہے ہو اس پر بھی کوئی غم و غنا نہ کرو۔ تمہارے اہل و عیال مال و متاع کی دین و دیانت کی حفاظت ہمارے ذمے ہے۔ ہم تمہارے خلیفہ ہیں۔ تمہیں ہم خوش خبری سناتے ہیں کہ تم جنتی ہو تمہیں سچا اور صحیح وعدہ دیا گیا تھا۔ وہ پورا ہو کر رہے گا۔ پس وہ اپنے انتقال کے وقت خوش خوش جاتے ہیں کہ تمام برائیوں سے بچے اور تمام بھلائیاں حاصل ہوئیں۔ حدیث میں ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں ”مومن کی روح سے فرشتے کہتے ہیں اے پاک روح جو پاک جسم میں تھی چل اللہ کی بخشش انعام اور اس کی نعمت کی طرف۔ چل اس اللہ کے پاس جو تجھ پر ناراض نہیں۔ یہ بھی مروی ہے کہ جب مسلمان اپنی قبروں سے اٹھیں گے اسی وقت فرشتے ان کے پاس آئیں گے اور انہیں بشارتیں سنائیں گے۔ حضرت ثابتؓ جب اس سورت کو پڑھتے ہوئے اس آیت تک پہنچے تو ٹھہر گئے اور فرمایا ”ہمیں یہ خبر ملی ہے کہ مومن بندہ جب قبر سے اٹھے گا تو وہ دفرشتے جو دنیا میں اس کے ساتھ تھے اس کے پاس آتے ہیں اور اس سے

کہتے ہیں ڈرنیں گھبرائیں، غمگین نہ ہونو جنتی ہے خوش ہو جا، تجھ سے اللہ کے جو وعدے تھے پورے ہوں گے۔ غرض خوف امن سے بدل جائے گا آنکھیں ٹھنڈی ہوں گی دل مطمئن ہو جائے گا۔ قیامت کا تمام خوف دہشت اور وحشت دور ہو جائے گی۔ اعمال صالحہ کا بدلہ اپنی آنکھوں دیکھے گا اور خوش ہوگا۔ الحاصل موت کے وقت قبر میں اور قبر سے اٹھتے ہوئے ہر وقت ملائکہ رحمت اس کے ساتھ رہیں گے اور ہر وقت بشارتیں سناتے رہیں گے۔ ان سے فرشتے یہ بھی کہیں گے کہ زندگانی دنیا میں بھی ہم تمہارے رفیق دلی تھے، تمہیں نیکی کی راہ سمجھاتے تھے، خیر کی رہنمائی کرتے تھے۔ تمہاری حفاظت کرتے رہتے تھے، ٹھیک اسی طرح آخرت میں بھی ہم تمہارے ساتھ رہیں گے۔ تمہاری وحشت و دہشت دور کرتے رہیں گے۔ قبر میں حشر میں میدان قیامت میں پل صراط پر غرض ہر جگہ ہم تمہارے رفیق اور دوست اور ساتھی ہیں۔ نعمتوں والی جنتوں میں پہنچا دیئے تک تم سے الگ نہ ہوں گے۔ وہاں جو تم چاہو گے ملے گا۔ جو خواہش ہوگی پوری ہوگی۔ یہ مہمانی، یہ عطا، یہ انعام یہ سیافیت اس اللہ کی طرف سے ہے جو بخشے والا اور مہربانی کرنے والا ہے۔ اس کا لطف و رحم اس کی بخشش اور کرم بہت وسیع ہے۔

حضرت سعید بن مسیبؓ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ملاقات ہوتی ہے تو حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ ہم دونوں کو جنت کے بازار میں ملائے۔ اس پر حضرت سعیدؓ نے پوچھا کیا جنت میں بھی بازار ہوں گے؟ فرمایا ہاں مجھے رسول اللہ ﷺ نے خبر دی ہے کہ جنتی جب جنت میں جائیں گے اور اپنے اپنے مراتب کے مطابق درجے جائیں گے تو دنیا کے اندازے سے محدود الے دن انہیں ایک جگہ جمع ہونے کی اجازت ملے گی۔ جب سب جمع ہو جائیں گے تو اللہ تعالیٰ ان پر تجلی فرمائے گا۔ اس کا عرش ظاہر ہوگا۔ وہ سب جنت کے باغیچے میں نور و لؤلؤ یا قوت زبرجد اور سونے چاندی کے منبروں پر بیٹھیں گے جو نیکیوں کے اعتبار سے کم درجے کے ہیں لیکن جنتی ہونے کے اعتبار سے کوئی کسی سے کمتر نہیں وہ مشک اور کافور کے ٹیلوں پر ہوں گے لیکن اپنی جگہ اتنے خوش ہوں گے کہ کرسی والوں کو اپنے سے افضل مجلس میں نہیں جانتے ہوں گے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے حضور ﷺ سے سوال کیا کہ کیا ہم اپنے رب کو دیکھیں گے؟ آپؐ نے فرمایا ہاں ہاں دیکھو گے۔ آدھے دن کے سورج اور چودھویں رات کے چاند کو جس طرح صاف دیکھتے ہو اسی طرح اللہ تعالیٰ کو دیکھو گے۔ اس مجلس میں ایک ایک سے اللہ تبارک و تعالیٰ بات چیت کرے گا یہاں تک کہ کسی سے فرمائے گا۔ یاد ہے فلاں دن تم نے فلاں کو خلاف کیا تھا؟ وہ کہے گا۔ کیوں جناب باری تو تو وہ خطا معاف فرما چکا تھا۔ پھر اس کا کیا ذکر؟ کہے گا ہاں ٹھیک ہے۔ اسی میری مغفرت کی وسعت کی وجہ سے ہی تو تو اس درجے پر پہنچا۔ یہ اسی حالت میں ہوں گے کہ انہیں ایک ابرو حائب لے گا اور اس سے ایسی خوشبو برے گی کہ کبھی کسی نے نہیں سونگھی تھی۔ پھر رب العالمین عز و جل فرمائے گا کہ اٹھو اور میں نے جو انعام و اکرام تمہارے لئے تیار کر رکھے ہیں انہیں لو۔ پھر یہ سب ایک بازار میں پہنچیں گے جسے چاروں طرف سے فرشتے گھیرے ہوئے ہوں گے۔ وہاں وہ چیزیں دیکھیں گے جو نہ کبھی دیکھی تھیں نہ سنی تھیں نہ کبھی خیال میں گزری تھیں۔ جو شخص جو چیز چاہے گا لے لے گا۔ خرید و فروخت وہاں نہ ہوگی بلکہ انعام ہو گا۔ وہاں تمام اہل جنت ایک دوسرے سے ملاقات کریں گے۔ ایک کم درجے کا جنتی اعلیٰ درجے کے جنتی سے ملاقات کرے گا تو اس کے لباس وغیرہ کو دیکھ کر ہی میں خیال کرے گا وہ ہیں اپنے جسم کی طرف دیکھے گا کہ اس سے بھی اچھے کپڑے اس کے ہیں۔ کیونکہ وہاں کسی کو کوئی رنج و غم نہ ہوگا۔ اب ہم سب لوٹ کر اپنی اپنی منزلوں میں جائیں گے وہاں ہماری بیویاں ہمیں مرحبا کہیں گی اور کہیں گی کہ جس وقت آپ یہاں سے گئے تب یہ تروتازگی اور یہ نورانیت آپ میں نہ تھی لیکن اس وقت تو جمال و خوبی اور خوشبو اور تازگی بہت ہی بڑھی ہوئی ہے۔ یہ جواب دیں گے کہ ہاں ٹھیک ہے۔ ہم آج اللہ تعالیٰ کی مجلس میں تھے اور یقیناً ہم بہت ہی بڑھ چکے گئے۔ (ترمذی وغیرہ) مسند احمد میں ہے حضورؐ فرماتے ہیں جو اللہ کی ملاقات کو پسند کرے اللہ بھی اس سے ملنے کو چاہتا ہے اور جو اللہ کی ملاقات کو برا جائے اللہ بھی اس کی

ملاقات کو ناپسند کرتا ہے۔ صحابہؓ نے کہا: یا رسول اللہ! ہم تو موت کو مکروہ جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: اس سے مراد موت کی کراہیت نہیں بلکہ مومن کی سکرات کے وقت اس کے پاس اللہ کی طرف سے خوشخبری آتی ہے جسے سن کر اس کے نزدیک اللہ کی ملاقات سے زیادہ محبوب چیز کوئی نہیں رہتی۔ پس اللہ بھی اس کی ملاقات پسند فرماتا ہے اور قافرا یا کافر کی سکرات کے وقت جب اسے اس برائی کی خبر دی جاتی ہے جو اسے اب پہنچنے والی ہے تو وہ اللہ کی ملاقات کو مکروہ رکھتا ہے۔ پس اللہ بھی اس کی ملاقات کو مکروہ رکھتا ہے۔ یہ حدیث بالکل صحیح ہے اور اس کی بہت سی اسناد ہیں۔

وَمَنْ أَحْسَنُ قَوْلًا فَمِمَّنْ دَعَا إِلَى اللَّهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَقَالَ
إِنِّي مِنَ الْمُسْلِمِينَ ۝ وَلَا تَسْتَوِ الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ۚ ادْفَعْ
بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ فَإِذَا الَّذِي بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ عَدَاوَةٌ كَأَنَّهُ وَلِيٌّ
حَمِيمٌ ۝ وَمَا يُلْقِيهَا إِلَّا الَّذِينَ صَبَرُوا وَمَا يُلْقِيهَا إِلَّا ذُو
حَظٍّ عَظِيمٍ ۝ وَمَا يَنْزِعُكَ مِنَ الشَّيْطَانِ نَزْعٌ فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ
إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۝

اس سے زیادہ اچھی بات والا کون ہے جو اللہ کی طرف بلائے اور نیک کام کرے اور کہے کہ میں یقیناً مسلمانوں میں سے ہوں ○ نیکی اور بدی برابر نہیں ہوتی 'برائی کو بھلائی سے دفع کر' پھر حیران کیا ہو جائے گا جیسے دلی دوست ○ یہ بات انہیں کو نصیب ہوتی ہے جو ہجر کریں اور اسے سوائے بڑے نصیب والوں کے ○ کوئی نہیں پاسکتا اور اگر شیطان کی طرف سے کوئی دوسرا آئے تو اللہ سے پناہ طلب کر لیا کر۔ یقیناً وہ بہت ہی سننے والا اور جاننے والا ہے ○

اللہ تعالیٰ کا محبوب انسان: ☆ ☆ (آیت: ۳۳-۳۶) فرماتا ہے جو اللہ کے بندوں کو اللہ کی طرف بلائے اور خود بھی نیکی کرے، اسلام قبول کرے اس سے زیادہ اچھی بات اور کس کی ہوگی؟ یہ ہے جس نے اپنے تئیں نفع پہنچایا اور خلق اللہ کو بھی اپنی ذات سے نفع پہنچایا۔ یہ ان میں نہیں جو منہ کے بڑے باتونی ہوتے ہیں۔ جو دوسروں کو کہتے تو ہیں مگر خود نہیں کرتے۔ یہ تو خود بھی کرتا ہے اور دوسروں سے بھی کہتا ہے۔ یہ آیت عام ہے۔ رسول اللہ ﷺ سب سے اولیٰ طور پر اس کے مصداق ہیں۔ بعض نے کہا ہے اس کے مصداق اذان دینے والے ہیں جو نیک کار بھی ہوں۔ چنانچہ صحیح مسلم میں ہے قیامت کے دن موزن سب لوگوں سے زیادہ لمبی گردنوں والے ہوں گے۔ سنن میں ہے امام ضامن ہے اور موزن امانتدار ہے۔ اللہ تعالیٰ امانوں کو راہ راست دکھائے اور موزنوں کو بخشنے۔ ابن ابی حاتم میں ہے حضرت سعد بن وقاصؓ فرماتے ہیں اذان دینے والوں کا حصہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے نزدیک مثل جہاد کرنے والوں کے حصے کے ہے۔ اذان واقامت کے درمیان ان کی وہ حالت ہے جیسے کوئی جہاد میں راہ اللہ میں اپنے خون میں لوٹ پوٹ ہو رہا ہو۔ حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں اگر میں موزن ہوتا تو پھر صحیح جمعہ و عمرے اور جہاد کی اتنی زیادہ پرواہ نہ رہتی۔ حضرت عمرؓ سے منقول ہے اگر میں موزن ہوتا تو میری آرزو پوری ہو جاتی اور میں رات کے نطی قیام کی اور دن کے نطی روزوں کی اس قدر تک و دو نہ کرتا۔ میں نے سنا ہے اللہ کے رسول ﷺ نے تین بار موزنوں کی بخشش کی دعا مانگی۔ اس پر میں نے کہا حضورؐ آپ نے اپنی دعا میں ہمیں یاد نہ فرمایا حالانکہ ہم اذان کہتے پر تلواریں تان لیتے ہیں آپ نے فرمایا ہاں! لیکن اے عمرؓ! یہ زمانہ بھی آنے والا ہے کہ موزن فی غریب مسکین لوگوں تک رہ جائے گی۔ سنو عمرؓ جن لوگوں کا گوشت پوست جہنم پر حرام ہے ان

میں موزن ہیں۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں اُس آیت میں بھی موزنوں کی تعریف ہے اُس کا حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ کہنا اللہ کی طرف بلانا ہے۔ ابن عمرؓ اور مکرمہؓ فرماتے ہیں یہ آیت موزنوں کے بارے میں اتری ہے۔ اور یہ جو فرمایا کہ وہ عمل صالح کرتا ہے اُس سے مراد اذان و تکبیر کے درمیان دور کثرت پڑھتا ہے۔ جیسے کہ حضورؐ کا ارشاد ہے دواذانوں کے درمیان نماز ہے دواذانوں کے درمیان نماز ہے دواذانوں کے درمیان نماز ہے جو چاہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ اذان و اقامت کے درمیان کی دعا رد نہیں ہوتی۔

صحیح بات یہ ہے کہ آیت اپنے عموم کے لحاظ سے موزن و غیر موزن ہر اس شخص کو شامل ہے جو اللہ کی طرف دعوت دے۔ یہ یاد رہے کہ آیت کے نازل ہونے کے وقت تو سرے سے اذان شروع ہی نہ تھی۔ اس لئے کہ آیت کے میں اترتی ہے اور اذان مدینے پہنچ جانے کے بعد مقرر ہوئی ہے جبکہ حضرت عبداللہ بن زید بن عذرہؓ نے اپنے خواب میں اذان دیتے دیکھا اور سنا اور حضورؐ سے اس کا ذکر کیا تو آپؐ نے فرمایا حضرت بلالؓ کو سکھاؤ۔ وہ بلند آواز ہیں۔ پس صحیح بات یہی ہے کہ آیت عام ہے۔ اس میں موزن بھی شامل ہیں۔ حضرت حسن بصریؒ اس آیت کو پڑھ کر فرماتے ہیں یہی لوگ حبیب اللہ ہیں۔ یہی اولیاء اللہ ہیں۔ یہی سب سے زیادہ اللہ کے پسندیدہ ہیں۔ یہی سب سے زیادہ اللہ کے محبوب ہیں کہ انہوں نے اللہ کی باتیں مان لیں۔ پھر دوسروں سے منوانے لگے اور اپنے ماننے میں نیکیاں کرتے رہے اور اپنے مسلمان ہونے کا اعلان کرتے رہے یہاں اللہ کے خلیفہ ہیں بھلائی اور برائی، نیکی اور بدی برابر برابر نہیں بلکہ ان میں بے حد فرق ہے۔ جو تجھ سے برائی کرے تو اس سے بھلائی کر اور اس کی برائی کو اس طرح دفع کر۔ حضرت عمرؓ کا فرمان ہے کہ تیرے بارے میں جو شخص اللہ کی نافرمانی کرے تو تو اس کے بارے میں اللہ کی فرماں برداری کر اس سے بڑی کوئی چیز نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ایسا کرنے سے تیرا جانی دشمن دلی دوست بن جائے گا اس وصیت پر عمل اسی سے ہوگا جو صابر ہو نفس پر اختیار رکھتا ہو۔ اور وہ بھی نصیب دار کہ دین و دنیا کی بہتری اس کی تقدیر میں ہو۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ایمان والوں کو اللہ کا حکم ہے کہ وہ غصے کے وقت صبر کریں اور دوسرے کی جہالت پر اپنی بردباری کا ثبوت دیں۔ اور دوسرے کی برائی سے درگزر کر لیں۔ ایسے لوگ شیطانی داؤ سے محفوظ رہتے ہیں اور ان کے دشمن بھی پھر تو ان کے دوست بن جاتے ہیں یہ نہانی شر سے بچنے کا طریقہ۔

اب شیطانی شر سے بچنے کا طریقہ بیان ہو رہا ہے کہ اللہ کی طرف جھک جایا کر اسی نے اسے یہ طاقت دے رکھی ہے کہ وہ دل میں وساوس پیدا کرے اور اسی کے اختیار میں ہے کہ وہ اس کے شر سے محفوظ رکھے۔ نبی ﷺ اپنی نماز میں فرماتے تھے اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ مِنْ هَمْزِهِ وَنَفْثِهِ وَنَفْثِهِ پہلے ہم بیان کر چکے ہیں کہ اس مقام جیسا ہی مقام صرف سورہ اعراف میں ہے۔ جہاں ارشاد ہے خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْخٰفِلِیْنَ اور سورہ مؤمنین کی آیت اِذْفَعْ بِالَّتِیْ اِیْحَیْیَ الْمِیْتِیْنَ مِنْ حَمَمِہَا ہے کہ درگزر کرنے کی عادت ڈالو اور اللہ کی پناہ میں آ جایا کرو۔ برائی کا بدلہ بھلائی سے دیا کرو وغیرہ۔

وَمِنْ اٰیٰتِہِ الَّیْلِ وَالنَّہَارِ وَالشَّمْسِ وَالْقَمَرِ لَا تَسْجُدُوْا
لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوْا لِلّٰہِ الَّذِیْ خَلَقَہُمْ اِنْ کُنْتُمْ
اِیَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ۝ فَاِنْ اسْتَكْبَرُوْا فَاَلَّذِیْنَ عِنْدَ رَبِّکَ
یُسَبِّحُوْنَ لَہٗ بِاللَّیْلِ وَالنَّہَارِ وَهُمْ لَا یَسْمَعُوْنَ ۝ وَ

إِنَّكَ تَرَى الْأَرْضَ خَاشِعَةً فَإِذَا أَنْزَلْنَا عَلَيْهَا
الْمَاءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ إِنَّ الَّذِي أَحْيَاهَا لَمُخِي الْمَوْتِ إِنَّهُ
عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ

دن رات اور سورج چاند بھی اسی کی نشانیوں میں سے ہیں۔ تم سورج کو یا چاند کو جحدہ نہ کرو بلکہ جحدہ اس اللہ کے سامنے کرو جو ان سب کا پیدا کرنے والا ہے۔ اگر تمہیں اسی کی عبادت کرنی ہے ○ تو پھر بھی اگر یہی چہائیں تو وہ فرشتے جو اللہ کے نزدیک ہیں وہ تو رات دن اس کی تسبیح بیان کر رہے ہیں اور کسی وقت بھی نہیں اکتاتے ○ اس اللہ کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ تو زمین کو دبی دبائی دیکھتا ہے۔ پھر جب ہم اس پر پینہ برساتے ہیں تو وہ تر تازہ ہو کر ابھر نکلے گی۔ جس نے اسے زندہ کر دیا وہی جتنی طور پر مردوں کو بھی زندہ کر دے گا۔ بیشک وہ ہر چیز پر قادر ہے ○

مخلوق کو نہیں خالق کو جحدہ کرو: ☆ ☆ (آیت: ۳۷-۳۹) اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کو اپنی عظیم الشان قدرت اور بے مثال طاقت دکھاتا ہے کہ وہ جو کرتا چاہے کر ڈالتا ہے سورج چاند دن رات اس کی قدرت کاملہ کے نشانات ہیں۔ رات کو اس کے اندھیروں سمیت دن کو اس کے اجالوں سمیت اس نے بنایا ہے۔ کیسے کیے بعد دیگرے آتے جاتے ہیں۔ سورج کی روشنی اور چمک کو چاند کو اور اس کی نورانیت کو دیکھ لو۔ ان کی بھی منزلیں اور آسمان مقرر ہیں۔ ان کے طلوع و غروب سے دن رات کا فرق ہو جاتا ہے۔ مہینے اور برسوں کی گنتی معلوم ہو جاتی ہے جس سے عبادات، معاملات اور حقوق کی باقاعدہ ادائیگی ہوتی ہے۔ چونکہ آسمان وزمین میں زیادہ خوبصورت اور منور سورج اور چاند تھا اس لئے انہیں خصوصیت سے اپنا مخلوق ہونا بتایا۔ اور فرمایا کہ اگر اللہ کے بندے ہو تو سورج چاند کے سامنے ماتھا نہ ٹیکنا اس لئے کہ وہ مخلوق ہیں اور مخلوق جحدہ کرنے کے قابل نہیں ہوتی۔ جحدہ کئے جانے کے لائق وہ ہے جو سب کا خالق ہے۔ پس تم اللہ کی عبادت کئے چلے جاؤ۔ لیکن اگر تم نے اللہ کے سوا اس کی کسی مخلوق کی بھی عبادت کر لی تو تم اس کی نظروں سے گر جاؤ گے اور پھر تو وہ تمہیں کبھی نہ بخشے گا۔ جو لوگ صرف اس کی عبادت نہیں کرتے بلکہ اسی اور کی بھی عبادت کر لیتے ہیں وہ یہ نہ سمجھیں کہ اللہ کے عابد وہی ہیں۔ وہ اگر اس کی عبادت چھوڑ دیں گے تو اور کوئی اس کا عابد ہی نہیں رہے گا۔ نہیں نہیں اللہ ان کی عبادتوں سے ڈھنچ بے پرواہ ہے۔ اس کے فرشتے دن رات اس کی پاکیزگی کے بیان اور اس کی خالص عبادتوں میں بے تھکے اور بن اکتاے ہر وقت مشغول ہیں۔ جیسے اور آیت میں ہے اگر یہ کفر کریں تو ہم نے ایک قوم ایسی بھی مقرر کر رکھی ہے جو کفر نہ کرے گی۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں رات دن کو سورج چاند کو اور ہوا کو برا نہ کہو۔ یہ چیزیں بعض لوگوں کے لئے رحمت ہیں اور بعض کے لئے ذمت اس کی اس قدرت کی نشانی کہ وہ مردوں کو زندہ کر سکتا ہے اگر دیکھنا چاہتے ہو تو مردہ زمین کا بارش سے جی اٹھنا دیکھ لو کہ وہ خشک، چنیل اور بے گھاس چوں کے بغیر ہوتی ہے۔ پینہ برستی ہے کھیتیاں، پھل، ہبزہ، گھاس اور پھول وغیرہ آگ آتے ہیں اور وہ ایک عجیب انداز سے اپنے ہبزے کے ساتھ لپھلپھانے لگتی ہے اسے زندہ کرنے والا ہی تمہیں بھی زندہ کرے گا۔ یقیناً انوکہ وہ جو چاہے اس کی قدرت میں ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ يُلْحِدُونَ فِي آيَاتِنَا لَا يَخْفَوْنَ عَلَيْنَا أَفَمَنْ
يُلْقَى فِي النَّارِ خَيْرٌ أَمْ مَنْ يَأْتِي آمِنًا يَوْمَ الْقِيَمَةِ اعْمَلُوا
مَا شِئْتُمْ إِنَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ

بِالذِّكْرِ لَمَّا جَاءَهُمْ ۚ وَإِنَّ لَكَ لَكِتَابًا عَزِيزًا ۚ لَا يَأْتِيهِ
 الْبَاطِلُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِ تَنْزِيلٌ
 مِّنْ حَكِيمٍ حَمِيدٍ ۚ مَا يُقَالُ لَكَ إِلَّا مَا قَدْ قِيلَ
 لِلرُّسُلِ مِن قَبْلِكَ ۚ إِنَّ رَبَّكَ لَذُو مَغْفِرَةٍ وَذُو
 عِقَابٍ أَلِيمٍ ۚ

جو لوگ ہماری آیتوں میں کج روی کرتے ہیں وہ کچھ ہم سے مخفی نہیں۔ تلاؤ تو جو آگ میں ڈالا جائے وہ اچھا ہے یا وہ جو اس دامن کے ساتھ قیامت کے دن آئے؟ جو تم چاہو کرتے چلے جاؤ اور تمہارا سب کیا کر لیا دیکھ رہا ہے ○ جن لوگوں نے اپنے پاس قرآن بھیج جانے کے باوجود اس سے کفر کیا (وہ بھی ہم سے پوشیدہ نہیں) یہ بڑی باقت کتاب ہے ○ جس کے پاس بھی باطل پہنچ نہیں سکتا نہ اس کے آگے سے نہ اس کے پیچھے سے۔ یہ ہے نازل کردہ حکمتوں والے لوحیوں والے اللہ کی ○ تجھ سے وہی کہا جاتا ہے جو تجھ سے پہلے کے رسولوں سے بھی کہا گیا ہے۔ یقیناً تیرا پروردگار معافی والا بھی ہے اور دردناک عذابوں والا بھی ہے ○

عذاب و ثواب نہ ہوتا تو عمل نہ ہوتا: ☆ ☆ (آیت: ۴۰-۴۳) الخاد کے معنی ابن عباسؓ سے کلام کو اس کی جگہ سے ہٹا کر دوسری جگہ رکھنے کے مروی ہیں۔ اور قاعدہ وغیرہ سے الخاد کے معنی کفر و عناد ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ طہر لوگ ہم سے مخفی نہیں۔ ہمارے اسماء و صفات کو ادھر ادھر کر دینے والے ہماری نگاہوں میں ہیں۔ انہیں ہم بدترین سزا میں دیں گے۔ سمجھو کہ کو کیا جنہم واصل ہونے والا اور تمام خطروں سے بچا رہنے والا برابر ہیں؟ ہرگز نہیں۔ بدکار و کافرو! جو چاہو عمل کرتے چلے جاؤ۔ مجھ سے تمہارا کوئی عمل پوشیدہ نہیں۔ باریک سے باریک چیز بھی میری نگاہوں سے اجھل نہیں۔ ذکر سے مراد بقول شاکرؒ ”سودی اور قاعدہ“ قرآن ہے۔ وہ باعزت باتو قیر ہے۔ اس کے مثل کسی کا کلام نہیں۔ اس کے آگے پیچھے سے یعنی کسی طرف سے اس سے باطل مل نہیں سکتا۔ یہ رب العالمین کی طرف سے نازل شدہ ہے جو اپنے اقوال و افعال میں حکیم ہے۔ اس کے تمام حکم احکام بہترین انجام والے ہیں۔ تجھ سے جو کچھ تیرے زمانے کے کفار کہتے ہیں یہی تجھ سے اگلے نبیوں کو ان کی کافراستوں نے کہا تھا۔ پس جیسے ان پیغمبروں نے مبر کیا تم بھی مبر کرو۔ جو بھی تیرے رب کی طرف رجوع کرنے نہ اس کے لئے بڑی بخششوں والا ہے۔ اور جو اپنے کفر و ضد پر اڑا رہے مخالفت حق اور تکذیب رسولؐ سے باز نہ آئے اس پر وہ سخت دردناک سزا میں کرنے والا ہے۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں اگر اللہ تعالیٰ کی بخشش اور معافی نہ ہوتی تو دنیا میں ایک شخص جی نہیں سکتا تھا۔ اور اگر اس کی پکڑ و عذاب سزا نہ ہوتی تو ہر شخص مطمئن ہو کر نیک لگا کر بے خوف ہو جاتا۔

وَلَوْ جَعَلْنَاهُ قُرْآنًا عَجَمِيًّا لَقَالُوا لَوْلَا فُصِّلَتْ آيَاتُهُ ۖ أَعَجَبِي
 وَعَرَبِي ۚ قُلْ هُوَ لِلَّذِينَ آمَنُوا هُدًى وَشَفَافٌ ۖ وَالَّذِينَ لَا
 يُؤْمِنُونَ فِي أَذَانِهِمْ وَقْرٌ وَهُمْ عَلَىٰهِمْ عَمًى ۚ أُولَٰئِكَ يَنَادُونَ
 مِن مَّكَانٍ بَعِيدٍ ۚ وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ

فَاخْتَلَفَ فِيهِ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَبِّكَ لَفُضِيَ بَيْنَهُمْ وَالْتَهُمُ لَفِي شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيبٌ

اگر ہم اسے غمی زبان کا قرآن بتاتے تو کہتے کہ اس کی آیتیں صاف صاف بیان کیوں نہیں کی گئیں؟ یہ کیا کہ گئی کتاب اور عربی رسول؟ تو کہہ دے کہ یہ تو ایمان والوں کے لئے ہدایت و شفا ہے۔ اور جو ایمان نہیں لاتے ان کے کانوں میں تو بہرا ہوا اور بوجھ ہے اور یا ان پر اندھا پنا ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو کسی بہت دور دراز جگہ سے پکارے جارہے ہیں ○ یقیناً ہم نے مومن کو کتاب دی تھی۔ سواس میں بھی اختلاف کیا گیا اور اگر وہ بات نہ ہوتی جو تیرے رب کی طرف سے پہلے ہی مقرر ہو چکی ہے تو ان کے درمیان کبھی کا فیصلہ ہو چکا ہوتا۔ یہ لوگ تو اس سے شکلی ہیں اور بے چین ہیں ○

قرآن کو جھٹلانے والے شکلی ہیں: ☆ ☆ (آیت: ۴۴-۴۵) قرآن کریم کی فصاحت و بلاغت اس کے حکم احکام اس کے لفظی و معنوی فوائد کا بیان کر کے اس پر ایمان نہ لانے والوں کی سرکشی ضد اور عداوت کا بیان فرما رہا ہے۔ جیسے اور آیت میں ہے وَلَوْ نَزَّلْنَاهُ عَلَى بَعْضِ الْأَعْجَمِينَ فَقَرَأَهُ عَلَيْهِمْ مَا كَانُوا بِهِ مُؤْمِنِينَ مطلب یہ ہے کہ نہ ماننے کے بیسیوں حیلے ہیں نہ یوں چین نہ دوسں چین۔ اگر قرآن کسی غمی زبان میں اترتا تو بہانہ کرتے کہ ہم تو اسے صاف صاف سمجھ نہیں سکتے۔ مخاطب جب عربی زبان کے ہیں تو ان پر جو کتاب اترتی ہے وہ غیر عربی زبان میں کیوں اتر رہی ہے؟ اور اگر کچھ عربی میں ہوتی اور کچھ دوسری زبان میں تو بھی ان کا یہی اعتراض ہوتا کہ اس کی کیا وجہ؟ حضرت حسن بصری کی قراءت اَعْجَمِيَّ ہے۔ سعید بن جبیر بھی یہی مطلب بیان کرتے ہیں۔ اس سے ان کی سرکشی معلوم ہوتی ہے۔ پھر فرمان ہے کہ یہ قرآن ایمان والوں کے دل کی ہدایت اور ان کے سینوں کی شفا ہے۔ ان کے تمام شک اس سے زائل ہو جاتے ہیں اور انہیں اس پر ایمان نہیں دے تو اسے سمجھ ہی نہیں سکتے جیسے کوئی بہرا ہو۔ نہ اس کے بیان کی طرف انہیں ہدایت ہو جیسے کوئی اندھا ہو۔ اور آیت میں ہے وَنَزَّلْنَا مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ وَلَا يَزِيدُ الظَّالِمِينَ إِلَّا خَسَارًا ہمارا نازل کردہ یہ قرآن ایمان داروں کے لئے شفا اور رحمت ہے۔ ہاں ظالموں کو تو ان کا نقصان ہی بڑھاتا ہے۔ ان کی مثال ایسی ہی ہے جیسے کوئی دور سے کسی سے کچھ کہہ رہا ہو کہ نہ اس کے کانوں تک صحیح الفاظ پہنچتے ہیں نہ وہ ٹھیک طرح مطلب سمجھتا ہے۔ جیسے اور آیت میں ہے وَمَثَلُ الَّذِينَ كَفَرُوا كَمَثَلِ الَّذِي يَنْعُقُ أَخْبَعًا عَنِ كُفْرِهِ اس کی طرح ہے جو پکارتا ہے مگر آواز اور پکار کے سوا کچھ اور اس کے کان میں نہیں پڑتا۔ بہرے، گونگے، اندھے ہیں۔ پھر کیسے سمجھ لیں گے؟ حضرت ضحاکؒ نے یہ مطلب بیان فرمایا ہے کہ قیامت کے دن انہیں ان کے بدترین ناموں سے پکارا جائے گا۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک مسلمان کے پاس بیٹھے ہوئے تھے جس کا آخری وقت تھا۔ اس نے یکا یک لہیک پکارا۔ آپؐ نے فرمایا کیا تجھے کوئی دکھ رہا ہے یا کوئی پکار رہا ہے؟ اس نے کہا ہاں سمندر کے اس کنارے سے کوئی بلارہا ہے تو آپؐ نے یہی جملہ پڑھا کہ أَوْفَيْكَ يَبَادُونَ مِنْ مِّثْكَانٍ بَعِيدٍ (ابن ابی حاتم)

پھر فرماتا ہے ہم نے مومن کو کتاب دی لیکن اس میں بھی اختلاف کیا گیا۔ انہیں بھی جھٹلایا اور ستایا گیا۔ پس جیسے انہوں نے صبر کیا، آپؐ کو بھی صبر کرنا پڑا ہے۔ چونکہ پہلے ہی سے تیرے رب نے اس بات کا فیصلہ کر لیا ہے کہ ایک وقت مقرر یعنی قیامت تک عذاب رکھے رہیں گے اس لئے یہ مہلت مقررہ ہے ورنہ ان کے کروت تو ایسے نہ تھے کہ یہ چھوڑ دیئے جائیں اور کھاتے پیتے رہیں۔ ابھی ہی ہلاک کر دیئے جاتے۔ یہ اپنی تکذیب میں بھی کسی یقین پر نہیں بلکہ شک میں ہی بڑے ہوئے ہیں۔ لرز رہے۔ ہیں اور دھڑا دھڑا انوار ڈول ہو رہے ہیں۔ واللہ اعلم۔

مَنْ عَمِلْ صَالِحًا فَلِنَفْسِهِ وَمَنْ أَسَاءَ فَعَلَيْهَا وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيدِ

جو شخص نیک کام کرے گا وہ اپنے نفع کے لئے اور جو برا کام کرے گا اس کا وبال بھی اسی پر ہے تیرا رب بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں ○

ناکردہ گناہ سزا نہیں پاتا: ☆☆ (آیت: ۳۶) اس آیت کا مطلب بہت صاف ہے۔ بھلائی کرنے والے کے اعمال کا نفع اسی کو ہوتا ہے اور برائی کرنے والے کی برائی کا وبال بھی اسی کی طرف لوٹتا ہے۔ پروردگار کی ذات ظلم سے پاک ہے۔ ایک کے گناہ پر دوسرے کو وہ نہیں پکڑتا۔ ناکردہ گناہ کو وہ سزا نہیں دیتا۔ پہلے اپنے رسولؐ بھیجتا ہے۔ اپنی کتاب اتارتا ہے اپنی جہت تمام کرتا ہے اپنی باتیں پہنچا دیتا ہے اب بھی جو نہ مانے وہ مستحق عذاب و سزا قرار دے دیا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور اس کے لطف و رحم سے چوبیسویں پارے کی تفسیر ختم ہوئی۔ اللہ تعالیٰ اسے قبول فرمائے اور رہتی دنیا تک میرے لئے اسے باقیات صالحات بنائے۔ اس سے اپنے بندوں کو فیض پہنچائے اور ہمیں اپنے کلام کی صحیح سمجھ دے۔ آمین۔